TEXT CUT WITHIN THE BOOK ONLY

UNIVERSAL LIBRARY
OU_224095
UNIVERSAL LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۲ ۳ Accession No. ۳۴۴۳

Author و - ۹

Title زلصوت

This book should be returned on or before the date last marked below.

جس پر ساری مخلوق عمل کرتی ہے۔ مگر آپ ..." وہ رک گیا۔ "میں نہیں جانتا۔ کیونکہ مطلب یہ ہے کہ ... آپ بے وجہ ہلاک کرتے ہیں۔ اور ہیں ... ہیں ..." پھر رک گیا۔ بہت تھا خیالات جمع کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ آخر میں وہ فقرہ کو نا تمام ہی چھوڑ کر سڑک کی طرف دیکھنے لگا اور اسکے بعد سر ہلا کر چپ چاپ پیچھے جھک گیا۔

تینوں نے پہلے اس کی اور پھر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ اس کے بعد مسکرانے لگے۔ مینفرڈ نے سگرٹ کیس نکالا۔ اور ایک مڑا ہوا سگرٹ نکال کر پہلے اس کو سیدھا کیا۔ پھر بوٹ کے تلے پر دیا سلائی رگڑ کر جلایا۔ دو چار کش لے کر اس نے کہا۔

"میرے دوست وہ طریقہ جو تم بیان کرتے ہو سخت احمقانہ ہے۔ بلکہ سفیہانہ۔ فطرت انسانی کے سارے جذبات میں داناؤں نے انتقام کو سب سے ادنےٰ درجہ دیا ہے۔ کسی کو ذاتی نقصان کی تلافی یا اپنے نفع کے لئے مارنا ایسی خود غرضی ہے جسے اخلاق کے نفسیات میں اونچا نہیں سمجھا گیا۔ ہمارا تم سے بعد المشرقین ہے۔ تم اپنے فائدہ کو مقدم خیال کرتے ہو۔ انصاف کو سب سے افضل سمجھتے ہیں۔ اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم ادنےٰ پیشہ ور قاتل نہیں۔ ہمارا اصول یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی صاحب مرتبہ ہو کر اپنے ماتحتوں پر بے وجہ ظلم کرتا ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں۔ وہ انصاف کا خون کرتا ہے۔ اور کوئی اسے روکنے والا موجود نہیں۔ جب ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ خدائی رستوں سے منحرف ہو کر شیطانی طریق پر عمل کر رہا ہے۔ تو یہ دیکھ کر کہ اس جور و ستم کی باز پرس بارگاہ الٰہی کے سوا کہیں نہیں ہو سکتی۔ ہم انصاف کا فرض اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں۔ ہمارا کام فقط ان شخصوں کو سزا دینا ہے۔ جو برے کام کر کے ان کے خمیازہ سے بچتے ہیں جن کو معلوم ہے۔ آدمی کے بنائے ہوئے قانون میں ان سے مواخذہ کی طاقت باقی نہیں ..."

ٹیری چپ چاپ سن رہا تھا۔ مینفرڈ کے بعد پاکیٹ نے سلسلہ تقریر جاری

ـت نے کہا ہے۔ تم اس کا مطلب نہیں سمجھے۔ پھر وہ میں ایک
ـں۔ ایک بار اس طرف" اس نے سمت شمال میں انگوٹھے سے اشارہ
ـان لڑکی تھی۔ متین۔ بھولی اور خوبصورت اور ایک پادری تھا۔ فاسق
ـادر بدکردار جیسے زمانہ حال کے اکثر پادری ہوتے ہیں۔ والدین واقف مگر چپ تھے
شاید اس لئے کہ بے بس ہوں گے۔ مگر لڑکی سخت نفرت کرتی تھی۔ سعی بسیار کے باوجود
جب لڑکی راضی نہ ہوئی تو اس بندہ ہوس نے فریب برتا یعنی لڑکی کو دھوکے سے ایک
مکان میں لے گیا۔ وہاں اس پر جبر کیا اور وہ جب منزل عصمت سے گر گئی۔ تو حقارت سے
باہر نکال دیا۔ اس حالت میں ایک روز میں نے اسے دیکھا۔ میرا اس سے کوئی رشتہ۔ کوئی
واسطہ۔ کوئی تعلق نہ تھا۔ سارا حال سن کر میں نے جان لیا۔ یہ ایسا واقعہ ہے جس میں
قانون انسانی کچھ نہیں کر سکتا۔ یہاں صریحاً خدائی انصاف کی ضرورت تھی۔ آخر ایک رات
میں ٹوپی جھکائے کوٹ کا گریبان اونچا کئے پادری کے ہاں گیا۔ اور اس سے کہا۔ ایک
ـب الوطن مسافر یہیں ہی [illegible] جھونپڑی میں دم توڑ رہا ہے۔ آپ اگر آخری تسکین دے
دیں تو نوازش ہوگی۔ پادری نے پہلے انکار کیا۔ مگر جب کہا گیا وہ آدمی بڑا امیر اور مالدار
ہے۔ تو میرے ہمراہ اس [illegible] ڈے پرچے میں ساتھ [illegible] سوار ہو کر چل دیا۔ پہاڑی کے
ـں میں ایک غیر آباد مکان تھا۔ وہاں لے جا کر میں نے دروازہ بند کر دیا۔ اس نے جب
دیکھا کہ جگہ خالی ہے تو بہت گھبرایا۔ پھر بچاؤ کی بے سود کوششوں کے بعد ہاتھ جوڑ
کہنے لگا۔ آخر تم چاہتے کیا ہو؟ میں نے جواب دیا۔ تمہاری ہستی ناپاک کا خاتمہ۔ پھر اس
کا سارا حال بیان کیا۔ اس نے پھسلانے۔ منانے اور ڈرانے کی صدہا کوششیں کیں۔
زور زور سے چیخیں ماریں کہ شاید کوئی مدد کو پہنچ جائے مگر لاحاصل۔ کچھ چارہ کار نہ
ـ تم میرے ہم مذہب ہو۔ اس دم آخر میں ایک پادری سے مل لینے دو۔

"میں نے کہا . . ."

پائیکرٹ نے شربت کے چند گھونٹ پیئے۔ پھر داستان ختم کرتے ہوئے کہا۔

"اس کے دوسرے دن وہ مردہ پایا گیا جسم پر کوئی نشان ایسا نہ تھا جس سے وجہ مرگ دریافت ہوتی"

"کیسے؟ کس طرح؟" ہیری نے آگے جھک کر مشتاق نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

پائیکرٹ کے لبوں پر پھیکا تبسم پیدا ہو گیا۔ مگر اس نے جواب دینے کی پروا نہیں کی۔

ہیری نے ابرو سکیڑ کر مشتبہ انداز سے تینوں کو باری باری دیکھا۔ پھر کہنے لگا۔

"اگر اس فن میں آپ کو یہ کمال حاصل ہے۔ تو مجھے بلانے کی حاجت نہ تھی۔ میں جرنرلے کا شفاخانہ شراب میں اطمینان سے کام کرتا تھا۔ وہاں ایک لڑکی جون سمرز سے میری محبت تھی" اس نے رومال سے پیشانی صاف کی۔ پھر ان لوگوں کی طرف متجسس نظروں سے دیکھا "آپ کے پیغام نے یہاں آنے پر مجبور کر دیا۔ مگر میں دل سے رضامند نہ تھا۔ کیوں آپ لوگوں نے میری راحت میں خلل ڈالا؟ میں اب پچھلی زندگی کو خیرباد کہہ چکا ہوں۔ ایک خوبصورت اور جوان لڑکی کی محبت نے . . ."

مینفرڈ کے تحکمانہ اشارہ نے اس بے جوڑ تقریر کو روک دیا۔

"سنو" اس نے انداز رفتار سے کہا۔ اعتراضات جو تم پیش کر رہے ہو قابل جواب نہیں ہم نے تمہیں کام کرنے کو بلایا ہے۔ بحث کرنے کے لئے نہیں۔ تم اچھے یا برے۔ جیسے ہو۔ ہم سے پوشیدہ نہیں۔ پولیس کو تمہارا اتنا حال معلوم نہ ہو گا۔ جتنا ہمیں ہے۔ ہم اگر چاہیں۔ تو بڑی آسانی سے تم کو دار تک پہنچا سکتے ہیں . . ."

پائیکرٹ نے سر کے اشارہ سے تصدیق کی۔ اور گونساز نے جو فطرت انسانی کے مشاہدہ میں باکمال تھا۔ ہیری کی طرف عجیب نظروں سے دیکھا۔

"تمہیں تکلیف دینے کی" مینفرڈ نے تقریر جاری رکھ کر چبھتے ہوئے طنز سے کہا "ضرورت محض اس لئے پیش آئی۔ کہ ہمیں ایک چوتھا آدمی درکار تھا۔ خوشی ہوتی۔ اگر اپنا ہم خیال تھا"

کرنے میں کامیابی ہو جاتی۔ کیونکہ واقعہ میں ہم کو ایسے ہی رفیق کی ضرورت تھی۔ جو ہماری طرح حامی انصاف ہو۔ اور سچا انصاف عمل میں لانے کو ہر طرح کی مشکلات ہیچ جانے۔ مگر خود غرضی کے اس زمانہ میں ایسا آدمی چونکہ تلاش بسیار سے بھی نہ مل سکا۔ اس لئے تعداد پورا کرنے کے لئے ہم تمہارے ایسے مجرم اور قاتل کو شریک کرنے پر مجبور ہو گئے۔"

ہیڑی نے اس طرح منہ کھولا۔ گویا کچھ کہنا چاہتا تھا۔ لیکن مینفرڈ کے اشارہ سے پھر چپ ہو گیا۔

"تم اس لئے حسب منشا ثابت ہوئے ہو" اس نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ "کہ اگر کسی معاملہ میں ہمارا کہا ماننے سے انکار کرو گے۔ تو ہم اپنے ایک لفظ سے تمہاری زندگی کا سرکاری طور پر خاتمہ کرا دیں گے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اگر ہمارا کہا مانتے جاؤ۔ اگر کوئی حیل و حجت پیش نہ کرو تو پھر تمہارے لئے قطعاً وجہ خوف نہیں ہے۔ کوئی خطرہ کا کام تمہارے سپرد نہ ہوگا۔ غالباً تم کسی کے قتل پر بھی مجبور نہ کئے جاؤ گے۔ بلکہ ہم ان خدمات کے صلہ میں تم کو معقول معاوضہ دیں گے۔۔۔ سنو!" اس نے ہیڑی کو پھر منہ کھولتے دیکھ کر روک دیا۔ "کیا جانتے ہو۔ انگلستان کہاں ہے؟۔۔۔ نہیں! اچھا۔ جبرالٹر جانتے ہو؟ تو سمجھ لو۔ وہ لوگ جو یہاں رہتے ہیں۔ وہی انگلستان میں آباد ہیں۔ ایک چھوٹا سا ملک اس طرف واقع ہے۔" مینفرڈ نے اپنا ہاتھ سمت شمال میں پھیلاتے ہوئے کہا۔ "ایک چھوٹا سا اداس ملک جس میں پرانے خیال کے بے حس لوگ رہتے ہیں۔ ایک بے حس آدمی اس ملک کا وزیر ہے۔ وہیں کچھ لوگ اور ہیں جن سے نہ وہ گورنمنٹ۔ نہ وزیر کوئی واقف نہیں۔ مگر تم شاید ایک کو جانتے ہو گے۔ گارشیا۔۔ مینوئل گارشیا۔ اس کا نام ہے۔ وہی جو چند سال پہلے کارسٹ تحریک کا لیڈر تھا۔ وہ اب انگلستان میں رہتا ہے۔ کیونکہ یہاں نہ وطن میں اس کے لئے خطرے ہیں۔ نہ انگلستان کے سوا کوئی جگہ اس کے لئے محفوظ۔ وہاں رہتے ہوئے وہ اپنے ملک کی اچھی خدمات انجام دے رہا ہے۔ وہ

اس تحریک عظیم کا بانی ہے ... شاید سمجھ گئے ہو گے۔ میں کس طرف اشارہ کرتا ہوں؟"

ٹیری نے سر کی حرکت سے ہاں کہی۔

"سال گذشتہ سے ملک میں خوفناک قحط پھیل رہا ہے۔ لوگ گرجوں کی سیڑھیوں پر، بازاروں اور چوکوں میں سسک سسک کر مرتے ہیں۔ حکومتیں آئے دن تبدیل ہوتی ہیں۔ مفلس رعایا کا بے انتہا روپیہ وزیروں کی جیبیں بھرنے میں صرف کیا جاتا ہے۔ مگر قحط، بیماری اور بدحالی... ان کا علاج کوئی نہیں کرتا۔ نہ کوئی سوچتا ہے۔ خیر اب کے برس ضرور کچھ ہوگا۔ پرانی طرز حکومت کا خاتمہ کرنا پڑے گا۔ گورنمنٹ اس بات سے واقف ہے۔ وزرا سمجھتے ہیں، انہیں کس خطرہ کا سامنا ہے۔ جب تک گارشیا انگلستان میں محفوظ رہ کر اس جگہ تحریک انقلاب پیدا کر سکتا ہے۔ اس وقت تک کوئی گورنمنٹ محفوظ نہیں۔ حکومت تبھی سکھ کی نیند سوئے گی۔ جب گارشیا اس کے ہاتھ آ جائے گا۔ پس وہ تکمیل انقلاب سے پہلے گارشیا کو گرفتار کر کے اس کی زندگی کا خاتمہ کرنا چاہتی ہے۔ مگر بحالت موجودہ وہ اسے انگلستان میں گرفتار نہیں کر سکتی۔ وہ اس جگہ محفوظ ہے۔ اور ہمیشہ محفوظ رہتا۔ اگر اس ملک کے مدبر اس کی گرفتاری کے لئے نئی چال اختیار نہ کرتے۔ ان کے ایما و اصرار پر انگلستان کی گورنمنٹ عنقریب ایک قانون پاس کرنا چاہتی ہے جس کا منشا یہ ہوگا۔ کہ تمام غیر ملکی پناہ گزینوں کو ناپسندیدہ آبادی قرار دے کر ملک بدر کر دیا جائے۔ انہی میں گارشیا شامل ہے۔ گویا اس قانون کے پاس ہوتے ہی گارشیا کو انگلستان چھوڑنا پڑے گا۔ اور انگلستان سے نکل کر اس کی زندگی کا خاتمہ ہے۔ گارشیا کی ہستی ہمارے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ مگر مجبور اور بے زبان رعایا کی آواز چونکہ اسی انقلاب سے حکام تک پہنچ سکتی ہے جس کا وہ حامی اور محرک ہے۔ اس لئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس نئے قانون کو پاس نہ ہونے دیا جائے۔ بس اس کام میں تمہاری امداد درکار ہے۔"

ٹیری متحیر نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"کس طرح؟" اس نے پریشانی کے لہجہ میں دریافت کیا۔

مینفرڈ نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر اس کے ہاتھ میں دیا۔ اور پوچھا۔

”یہ بیان جو پولیس کے روزنامچہ سے نقل کیا گیا ہے۔ کیا صحیح ہے؟“ پھر جب ٹیری سر کے اشارہ سے ہاں کہہ چکا۔ تو مینفرڈ نے آگے جھک کر اس کاغذ پر لکھے ہوئے ایک لفظ پہ انگلی رکھی اور پوچھا ”یہ کام کر سکتے ہو؟“

ٹیری اور زیادہ پریشان ہو گیا۔ بڑی مشکل سے اس نے جواب دیا۔ ”ہاں“

”پوری طرح؟“ مینفرڈ نے متجسس نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اور اس کے دونوں ساتھی ٹیری کا جواب سننے کے لئے آگے جھک گئے۔

”میں اس کام کا ماہر کامل ہوں“ ٹیری نے آہستہ سے جواب دیا۔ ”اک ذرا سی غلطی نہ ہو جاتی تو میں آج دنیا کا سب سے مالدار آدمی ہوتا۔“

مینفرڈ نے اطمینان کی سانس لی پھر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر سر ہلایا۔

”اس صورت میں“ اس نے فیصلہ کن لہجہ میں کہا۔ ”انگلستان کے وزیر خارجہ کا خدا حافظ ہے!“

مقدمہ ختم ہوا

باب - ۱

چار منصف آدمی

۱

۱۴ اگست ۱۹۰۹ء کو لندن کے ایک بڑے سنجیدہ اخبار میں متفرقات کے صفحہ پر سب سے نیچے چھوٹی سی خبر اس مضمون کی درج تھی کہ حال ہی میں صاحب وزیر خارجہ کو متعدد خطوط ایسے موصول ہوئے ہیں جن میں کسی طرح کی دھمکیاں درج تھیں۔ چونکہ ان خطوں کی کثرت نے آپ کو حیران کر رکھا ہے۔ اس لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ پچاس پونڈ کا انعام اس آدمی کو دیا جائے گا۔ جو ایسی واقفیت مہیا کرے۔ جس سے اس شخص یا اشخاص کی گرفتاری عمل میں آسکے۔ جو ان چھٹیوں کی تہ میں کام کرتے ہیں۔

خبر چونکہ اس اخبار کے گوشۂ تاریک میں درج تھی۔ اس لئے بہت کم پڑھنے والوں کی نظر سے گذری۔ اور جنہوں نے اس کو پڑھا۔ وہ بھی یہ کہہ کر نظر انداز کر گئے۔ کہ مدبران سلطنت کو ایسی چھٹیاں آیا ہی کرتی ہیں۔ ان کے لئے چونکہ ہر شخص کو خوش کرنا عملی طور پر ناممکن ہے۔ اس لئے بہت لوگ اس ذریعہ سے اظہار کدورت کرتے ہیں۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ ایک فہمیدہ خیال ماہر سیاست ایسی دھمکیوں کو قابل التفات سمجھے یا ان کے انسداد کے لئے انعام مشتہر کرے۔

لیکن جن اخباروں کا کام ہی سنسنی پھیلانا ہے۔ ان کے ایڈیٹروں نے جب اس خبر

کو پڑھا۔ تو جھٹ قینچی لے قطع و برید کر حاشیہ آرائی کا نمک لگانے کو تیار ہو گئے۔

چنانچہ اخبار کا سٹ کے ایڈیٹر نے کاٹ کر پہلے ایک تختہ کاغذ پر چسپاں کیا۔ پھر کئی ترمیموں کے بعد یہ دو سرخیاں قائم کیں۔

وزیر خارجہ کو دھمکیاں

ان چٹھیوں کی تہ میں کس کا ہاتھ کام کرتا ہے؟

بعد ازاں اس خیال سے کہ اخبار مذکور پارلیمنٹ کے فریق مخالف کا طرفدار ہے۔ اس نے بطور تنبیہ یہ عبارت اپنی طرف سے ایزاد کی کہ غالباً یہ چٹھیاں آپکے حلقۂ انتخاب سے آ رہی ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے آپ کے انتخاب کنندگان موجودہ گورنمنٹ کے ناپسندیدہ طریقوں سے کس قدر تنگ آئے ہوئے ہیں۔

اخبار ایوننگ ورلڈ کے دفتر میں پرانے خیال کے ایک سن رسیدہ بزرگ نمبروں کے انچارج تھے۔ آپ نے سنہری کمانی کا چشمہ لگا کر پہلے اس خبر کو دوبارہ پڑھا۔ پھر تھوڑے تامل کے بعد کاٹا۔ اور پیپر ویٹ کے نیچے دبا دیا۔ وہیں وہ ان بھولی ہوئی یادداشتوں میں مل گئی۔ جو ایڈیٹر کے ذہن سے نکلنے کے بعد ہمیشہ کو اخبار کے کالموں سے نکل جاتی ہیں۔

مگر اخبار میگا فون کے نیوز ایڈیٹر نے جو نئی روشنی کا تیز و طرار آدمی تھا۔ اور اس بات کا دعوے کیا کرتا تھا۔ کہ پبلک کا مذاق سمجھنے میں کوئی میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ خبر کاٹتے ہی بٹن دبا کر ایک رپورٹر کو بلایا اور اسے ہدایت کی۔

"اسی وقت پورٹ لینڈ پیلس جاؤ۔ وہاں مسٹر فلپ پیمن وزیر خارجہ کا مکان ہے۔ ان سے اس خبر کے متعلق جس قدر حالات ممکن ہوں۔ دریافت کرو۔ کیوں انہیں دھمکایا جاتا ہے؟ اور کب سے ان خطوں کا سلسلہ جاری ہے؟... ٹھیرو۔ اگر ممکن ہو۔ تو ایک خط کی نقل بھی کر لانا۔ مسٹر فلپ نہ ملیں۔ تو ان کے سکرٹری سے حالات معلوم کرنا۔۔۔۔۔"

لن رپورٹر اس سلسلہ نامتناہی کو بیچ ہی میں چھوڑ کر رخصت ہو گیا۔

۲

…کے گھنٹہ بھر بعد واپس آیا۔ تو وہ اس غیر معمولی اضطراب کی حالت میں تھا جس کا اظہار … ہی رپورٹروں کی طرف سے ان خاص موقعوں پر ہوا کرتا ہے جب وہ کوئی غیر معمولی اہم … کی خبر … ں نیوز ایڈیٹر نے سارا حال سن کر اس کی اطلاع مدیر خاص کو دی۔ جنہوں نے اپنا بالوں … سر انداز مسرت سے ہلاتے ہوئے کہا "خوب! بہت خوب!"

… نہ کر ایڈیٹر کے منہ سے ایسے الفاظ کہلوانا کتنا مشکل ہے۔ اخباری دنیا کے واقف ہی خوب جا…

وہ کیا … بس کی تعریف اخبار میگا فون کے ایڈیٹر نے کی؟ پورا حال اس مضمون کے مطالعہ سے معلوم … ہے اخبار مذکور کے چار کالموں میں پھیلا کر شائع کیا گیا تھا۔ اور جس کا ترجمہ درج ذیل ہے :-

وزیر خارجہ خطرے میں

سر فلپ ریمن کو قتل کرنے کی دھمکیوں کا خوفناک سلسلہ

غیر ملکی باشندوں کی حوالگی کا مسودہ قانون روکنے کی دلیرانہ سازش

عجیب و حیرت خیز انکشافات

کل کے اخبار نیشنل جرنل میں یہ چھوٹی سی خبر درج تھی کہ صاحب وزیر خارجہ سر فلپ ریمن کے نام کئی ہفتوں سے ایک ہی انداز کے لکھے ہوئے متعدد خط موصول ہوئے ہیں جن میں آپ کو طرح طرح سے دھمکانے اور ڈرانے کی کوشش کی گئی ہے۔ چونکہ ان خطوں میں…

کی کثرت نے صاحب موصوف کو حیران کر رکھا ہے۔ اور اب یہ سلسلہ درگذر کے قابل نہیں رہا۔ اس لئے پچاس پونڈ کا انعام راقم خطوط کے علاوہ اس شخص کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے جس کی دی ہوئی واقفیت کی بنا پر راقم یا راقمان کی گرفتاری اور سزایابی عمل میں آسکے۔

یوں تو اس قسم کے تہدیدی خطوط کم و بیش ہر مدبر کو وقتاً فوقتاً موصول ہوتے رہتے ہیں۔ مگر ان کا صحیح ٹھکانا ہمیشہ ردی کی ٹوکری سمجھا جاتا ہے۔ ایسے حالات میں صاحب وزیر خارجہ کا اعلان غیر معمولی اور عجیب نظر آیا۔ اور ہم نے اپنا قائمقام بھیج کر اس واقعہ کے پورے حالات معلوم کرنے کی کوشش کی۔

ہمارا قائمقام جب سر فلپ ریمن کے دولت خانہ پر حاضر ہوا تو صاحب ممدوح نے ازراہ عنایت فوراً ہی اس سے ملنا منظور فرمالیا۔

اس کے سوال پر انہوں نے تسلیم کیا۔ کہ اس طرح کا اعلان بے شک غیر معمولی ہے۔ مگر اس موقعہ پر یہ کارروائی باقی ارکین وزارت کے مشورہ سے عمل میں لائی گئی ہے گمان اغلب ہے کہ ان دھمکیوں کی تہ میں ضرور کوئی گہری سازش کام کر رہی ہے۔ اسی لئے معاملہ بغرض تفتیش خفیہ پولیس کے حوالہ کر دیا جا چکا ہے۔

دوران گفتگو میں سر فلپ نے غیر ملکی ساخت کے کاغذ پر لکھی ہوئی ایک چٹھی بھی نکال کر دکھائی۔ اور بڑی مہربانی سے اس کو نقل کرنے کی اجازت دیدی۔

خط پر کوئی تاریخ درج نہ تھی۔ انداز تحریر میں بھی اس کے سوا کوئی خصوصیت نہیں کہ حروف لمبے اور اس زنانہ طرز پر لکھے ہوئے ہیں۔ جو لاطینی قوموں سے مخصوص ہے۔ انشا کے لحاظ سے کوئی غلطی نہ تھی۔ خط میں لکھا تھا۔

جناب والا۔ آپ جس قانون کو پارلیمنٹ سے پاس کرانا چاہتے ہیں۔ سراسر خلاف انصاف ہے۔ اس کے پاس ہونے پر وہ لوگ جو ظالموں اور جابروں کی گرفت سے

بچنے کو انگلستان میں پناہ گزین ہیں۔ بگڑی ہوئی اور منتظم گورنمنٹوں کے رحم پر ہونگے۔ نفس قانون پر جو اختلاف اہل انگلستان میں پایا جاتا ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ یقین ہے۔ اگر آپ اس کے لئے زور نہ دیں۔ تو غیر ملکی باشندوں کے سیاسی جرائم کا مسودہ قانون کبھی پاس نہیں ہو سکتا۔

چونکہ معاملہ آپ کی ذات واحد سے متعلق ہے۔ اس لیئے وقت پر گوشگذار کیا جاتا ہے۔ کہ اگر آپ نے اپنے اختیارات خاص سے کام لے کر گورنمنٹ کو اس قانون کی واپسی پر مجبور نہ کیا۔ تو ہمارے لئے آپ کو راہ سے ہٹانے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا۔ یہ دھمکی نہیں احتیاطی اطلاع ہے۔ اور آپ کے بعد بھی جو مدبر اس طرح کے غیر منصفانہ قانون پاس کرانے کے لئے زور دے گا۔ اس کے ساتھ یہی سلوک کیا جائے گا۔ فقط۔

مسٹر فلپ ربن نے ہمارے قائمقام سے بیان کیا۔ یہ وہی قانون ہے۔ جو غیر ملکی سیاسی مجرموں کی حوالگی کے مسودے کے نام سے پارلیمنٹ میں پیش ہو چکا ہے۔ اور جس کی نسبت ان کی رائے ہے کہ فریق مخالف اگر بے جا مزاحمت اپنا فرض نہ سمجھتا۔ تو گذشتہ اجلاس ہی میں پاس ہو جاتا۔

جب پوچھا گیا۔ کہ سر دست اس قانون کی کیا ضرورت تھی؟ تو فرمایا ہسپانیہ کی بگڑی ہوئی اندرونی حالت کی اصلاح نیز بیان کیا کہ انگلستان کیا کسی بھی ملک کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ ان پولیٹیکل ایجی ٹیٹروں کو پناہ دے۔ جو خود محفوظ رہتے ہوئے ممالک غیر میں انقلاب کی آگ بھڑکانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ خیال ہے اس قانون کے پاس ہونے پر ایسے لوگوں کے لئے کوئی جائے پناہ باقی نہ رہے گی۔ کیونکہ بیشتر ملکوں میں یہ قانون پہلے ہی پاس ہو چکا ہے۔ ہمارے بعد سب جگہ عملدرآمد شروع ہو جائے گا۔

"آخر آپ ان چھیڑوں کو اتنی اہمیت کیوں دیتے ہیں؟" قائمقام نے پوچھا۔

کی کثرت نے صاحب موصوف کو حیران کر رکھا ہے۔ اور اب یہ سلسلہ درگذر کے قابل نہیں رہا۔ اس لئے پچاس پونڈ کا انعام راقم خطوط کے علاوہ اس شخص کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے۔ جس کی دی ہوئی واقفیت کی بنا پر راقم یا راقمان کی گرفتاری اور سزایابی عمل میں آسکے۔

یوں تو اس قسم کے تہدیدی خطوط کم و بیش ہر مدبر کو وقتاً فوقتاً موصول ہوتے رہتے ہیں۔ مگر ان کا صحیح ٹھکانا ہمیشہ ردّی کی ٹوکری سمجھا جاتا ہے۔ ایسے حالات میں صاحب وزیر خارجہ کا اعلان غیر معمولی اور عجیب نظر آیا۔ اور ہم نے اپنا قائمقام بھیج کر اس واقعہ کے پورے حالات معلوم کرنے کی کوشش کی۔

ہمارا قائمقام جب سر فلپ ربین کے دولت خانہ پر حاضر ہوا تو صاحب ممدوح نے ازراہ عنایت فوراً ہی اس سے ملنا منظور فرما لیا۔

اس کے سوال پر انہوں نے تسلیم کیا۔ کہ اس طرح کا اعلان بے شک غیر معمولی ہے۔ مگر اس موقعہ پر یہ کارروائی باقی اراکین وزارت کے مشورہ سے عمل میں لائی گئی ہے گمان اغلب ہے کہ ان دھمکیوں کی تہ میں ضرور کوئی گہری سازش کام کر رہی ہے۔ اسی لئے معاملہ بغرض تفتیش خفیہ پولیس کے حوالہ کر دیا جا چکا ہے۔

دوران گفتگو میں سر فلپ نے غیر ملکی ساخت کے کاغذ پر لکھی ہوئی ایک چٹھی بھی نکال کر دکھائی۔ اور بڑی مہربانی سے اس کو نقل کرنے کی اجازت دیدی۔

خط پر کوئی تاریخ درج نہ تھی۔ انداز تحریر میں بھی اس کے سوا کوئی خصوصیت نہیں کہ حروف لمبے اور اس زنانہ طرز پر لکھے ہوئے ہیں۔ جو لاطینی قوموں سے مخصوص ہے۔ انشا کے لحاظ سے کوئی غلطی نہ تھی۔ خط میں لکھا تھا:۔

جناب والا۔ آپ جس قانون کو پارلیمنٹ سے پاس کرانا چاہتے ہیں۔ سراسر خلاف انصاف ہے۔ اس کے پاس ہونے پر وہ لوگ جو ظالموں اور جابروں کی گرفت سے

بچنے کو انگلستان میں پناہ گزین ہیں۔ بگڑی ہوئی اور منتقم گورنمنٹوں کے رحم پر ہونگے۔ نفس قانون پر جو اختلاف اہل انگلستان میں پایا جاتا ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ یقین ہے۔ اگر آپ اس کے لئے زور نہ دیں۔ تو غیر ملکی باشندوں کے سیاسی جرائم کا مسودہ قانون کبھی پاس نہیں ہو سکتا۔

چونکہ معاملہ آپ کی ذات واحد سے متعلق ہے۔ اس لیئے وقت پر گوشگذار کیا جاتا ہے۔ کہ اگر آپ نے اپنے اختیارات خاص سے کام لے کر گورنمنٹ کو اس قانون کی واپسی پر مجبور نہ کیا۔ تو ہمارے لیئے آپ کو راہ سے ہٹانے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا۔ یہ دھمکی نہیں احتیاطی اطلاع ہے۔ اور آپ کے بعد بھی جو شخص اس طرح کے غیر منصفانہ قانون پاس کرانے کے لیئے زور دے گا۔ اس کے ساتھ بھی سلوک کیا جائے گا۔ فقط۔

مسٹر فلپ ہمبن نے ہمارے قائمقام سے بیان کیا۔ یہ وہی قانون ہے۔ جو غیر ملکی سیاسی مجرموں کی حوالگی کے مسودہ کے نام سے پارلیمنٹ میں پیش ہو چکا ہے۔ اور جس کی نسبت ان کی رائے ہے کہ فریق مخالف اگر بے جا مزاحمت اپنا فرض نہ سمجھتا۔ تو گذشتہ اجلاس ہی میں پاس ہو جاتا۔

جب پوچھا گیا۔ کہ سردست اس قانون کی کیا ضرورت تھی؟ تو فرمایا ہسپانیہ کی بگڑی ہوئی اندرونی حالت کی اصلاح نیز بیان کیا کہ انگلستان کیا کسی بھی ملک کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ ان پولٹیکل ایجی ٹیٹروں کو پناہ دے۔ جو خود محفوظ رہتے ہوئے ممالک غیر میں انقلاب کی آگ بھڑکانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ خیال ہے اس قانون کے پاس ہونے پر ایسے لوگوں کے لیئے کوئی جائے پناہ باقی نہ رہے گی۔ کیونکہ بیشتر ممالک میں یہ قانون پہلے ہی پاس ہو چکا ہے۔ ہمارے بعد سب جگہ عملدرآمد شروع ہو جائے گا۔

"آخر آپ ان چٹھیوں کو اتنی اہمیت کیوں دیتے ہیں؟" قائمقام نے پوچھا۔

"محض اس لئے کہ انگلستان اور براعظم یورپ کے اور ملکوں کی پولیس یقین دلاتی ہے۔ ان چٹھیوں کے راقم جنٹ، مہذب دیوانے نہیں کہ جو کہتے ہیں کر کے دکھا دیتے ہیں" چار نصف آدمی" جن کا ذکر ان چٹھیوں کے تحت میں درج ہے۔ روئے زمین کے سب ملکوں میں نہایت خطرناک مجرم تسلیم کئے گئے ہیں۔ اب تک انتہائی کوشش کے باوجود یہ معلوم نہ ہو سکا ان کے نام کیا ہیں۔ فی الحقیقت آج تک پولیس ان کو گرفتار کرنے میں کامیاب نہیں ہوئی صحیح یا غلط طور پر یہ لوگ دنیا کے موجودہ انصاف کو ناکافی سمجھتے اور اپنے زعم میں اس کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ کئی پر خوف جرم اس سلسلہ میں ہوئے، مگر انتہائی کوشش کے باوجود آج تک مجرموں کا سراغ نہ لگا۔ سرویہ میں جس جماعت نے شاہ الگزینڈر کو قتل کیا تھا۔ اس کے سرغنہ جرنیل ٹریلیوچ کو انہی لوگوں نے ہلاک کیا۔ انہی نے فرانس کے نرچی ٹھیکہ دار کو نراؤ کو ملیس ڈیلا کنکارڈ میں پھانسی پہ لٹکایا۔ حالانکہ پولیس کے ایک سو جوان تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر موجود تھے۔ مگر ان کو خبر تب ہوئی جب لاش بے جان ہو چکی تھی۔ اسی طرح نامی شاعر اور فیلسوف ہرمین لی بلائے کو اس لئے گولی مار کر ہلاک کیا گیا۔ کہ وہ ان کے نزدیک اپنے استدلال سے دنیا کے نوجوانوں کو گمراہ کرتا تھا۔..

صاحب اخبار نے جو ہماری مقصد سے ان جرموں کی تفصیل بیان کی جن کا ارتکاب "چار نصف آدمیوں" کی اس پراسرار جماعت کے ہاتھوں ہو چکا ہے۔ ہمارے ناظرین کو ہر ایک واردات کا حال یاد ہوگا۔ لیکن یہ راز سب کو بتلاتے۔ کہ ان سب میں انہی چار لوگوں کا ہاتھ تھا۔ سارے ملکوں کی پولیس نے "چار نصف آدمیوں" کے راز کو اتنا محفوظ رکھا۔ کہ آج تک کسی کو معلوم نہ تھا۔ یہ جرم ایک ہی سلسلہ میں ہوئے۔ اور ان حالات سے جو ہر ایک جرم کے بارہ میں شائع کئے گئے۔ یہ شبہ ہرگز پیدا نہ ہوتا تھا۔ کہ ایک ہی جماعت سب کی تہ میں کام کر رہی ہے۔

ان سولہ جرموں کی تفصیل جو چار نصف آدمیوں کی بدولت ظہور میں آئے

اس مضمون کے آخر میں درج کی جاتی ہے۔ امید ہے دلچسپی سے خالی نہ ہوگی۔

لی بلائے کی ہلاکت کے دو سال بعد فرانس کے ایک نوجوان سراغرسان نے جو اندری اندر مجرموں کی تلاش میں لگا ہوا تھا چاروں سے ایک آدمی کو ایونیو کلیبر میں لی بلائے کے مکان سے نکلتے دیکھ لیا۔ اور تین دن اس کے پیچھا کرتا رہا۔ کہ اس کے ذریعہ باقی تین کا راز بھی معلوم ہو جائے۔ تو سب کو ایک ساتھ گرفتار کر لیا جائے۔ معلوم ہوتا ہے۔ مجرم اس کے تعاقب سے خبردار ہو گیا۔ اور اس کے بعد اس نے فرار کی کوشش کی۔ لیکن پولیس کے جوان سایہ کی طرح ساتھ تھے۔ انجام کار بورڈو کے ایک قہوہ خانہ میں گھر گیا۔ اور وہاں جب اسے گرفتار کرنے کی کوشش کی گئی۔ تو اس نے دونوں ہاتھوں سے گولیاں چلانی شروع کیں چونکہ زندہ پکڑنا محال تھا۔ اس لئے مجبوراً اسے ہلاک کر دیا گیا۔ مگر مرنے سے پہلے اس نے بھی ایک سارجنٹ اور دو سپاہیوں کی جان لے چھوڑی۔ مرنے کے بعد اس کا فوٹو لیا گیا جس کی تشہیر سارے یورپ میں ہوئی مگر وہ کون تھا۔ کیا تھا۔ اور کس ملک و قوم سے تعلق رکھتا تھا؟ اس کا جواب آج تک نہیں ملا۔

"مگر جب ایک آدمی ہلاک ہو گیا۔ تو باقی تین رہ جاتے۔ کیا وجہ اب بھی چاروں سلامت ہیں؟" ہمارے قائمقام نے اعتراض کیا۔

سرفلپ نے شانوں کو حرکت دی۔ پھر کہا۔ یا انہوں نے چوتھا اور تلاش کر لیا ہے یا چار کے نام پر تین ہی سب کام کر رہے ہیں۔

آخر میں صاحب موصوف نے فرمایا۔

میں ان حالات کو محض اس لئے مشتہر کرتا ہوں۔ کہ خطرہ کا تعلق میری ذات سے نہیں۔ ان تمام اہلکاروں سے ہے۔ جن کی جائز تحریک کو دبانا اس خوفناک اور مجرم جماعت کا فرض معلوم ہوتا ہے۔ ہم اگر آج ان سے ڈر کر اس قانون سے دست بردار ہو جائیں تو عین ممکن ہے کل وہ لوگ اس سے بھی زبردست اور ناجائز مطالبہ پیش کریں۔ یہ اسی

اشتہار کی پہلی وجہ ہے۔ دوسری یہ کہ میں چاہتا ہوں۔ پبلک اس موقعہ پر اپنا فرض سمجھے اور حامیان قانون و امن کو ہر طرح مدد دے۔ کیونکہ اسی طرح اس خفیہ جماعت کی ناجائز تحریکوں کا انسداد ممکن ہے۔

سکاٹ لینڈ یارڈ میں تحقیقات سے معلوم ہوا کہ اس ملک کی خفیہ پولیس باقی یورپ کے وزرائے پولیس سے ضروری خط و کتابت کر رہی ہے۔ امید ہے اس ذریعہ سے کئی کارآمد معلومات حاصل ہوں گی۔

سطور بالا میں جن سولہ وارداتوں کا ذکر کیا گیا تھا۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔ اور ہر ایک کے ساتھ وہ ظاہری اسباب بھی بیان کیے گئے ہیں جو بادی النظر میں اس جرم کے موجب و محرک تھے۔ ہم دفتر خارجہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اس نے فہرست شائع کرنے کی اجازت دی

لنڈن ۷ اکتوبر ۱۸۹۹ء ٹامس کٹلر ماسٹر ٹیلر مشتبہ حالات میں مرا ہوا پایا گیا۔ اور کارونر کی جیوری نے فتوے دیا کہ کسی شخص یا اشخاص نامعلوم نے اسے قتل کیا ہے۔ پولیس نے دوران تحقیقات میں معلوم کیا۔ کٹلر بڑا مالدار آدمی تھا۔ اس کا صحیح نام بلنوچ ظاہر کرتا ہے کہ انگلستان کا رہنے والا نہ تھا۔ ملازموں سے کام لینے میں بہت سختی کرتا تھا کہ تین بار اس کے خلاف فیکٹری ایکٹ کے مطابق کارروائی کرنی پڑی۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ملازم عورتوں سے اس کا سلوک بڑا شرمناک تھا۔ گو یہ کہنا مشکل ہے کہ اس کا واردات قتل سے کوئی تعلق تھا یا نہیں۔

ریگ ۲۸ فروری ۱۹۰۰ء جیکس ایلربن گورنر صوبہ۔ ناٹک دیکھ کر واپس جا رہا تھا کہ گولی سے ہلاک کر دیا گیا۔ ایلربن واقعی بدچلن آدمی تھا۔ بعد مرگ جو تفتیش ہوئی۔ اس سے پایا گیا کہ سرکاری خزانہ سے قریباً ڈھائی لاکھ فرنک کا غبن کر چکا تھا۔

سینٹل ڈکنٹکی۔ امریکہ ۲ اکتوبر ۱۹۰۰ء جج ایڈرسن۔ اپنے مکان کے ایک کمرہ میں گلا گھٹ کر مرا ہوا پایا گیا۔ تین مرتبہ اس کے خلاف قتل کا مقدمہ چلا۔ مگر اپنے اثر و رسوخ

سے ہر بار بری ہو گیا۔ اینڈرسن اور ہارہ جماعتوں کے ایام نزاع میں وہ اینڈرسن فریق کا لیڈر تھا۔ اور اس نے ہارہ جماعت کے سات آدمیوں کا خون کیا۔ آخری مرتبہ جب اس پر اخبار سمبل سٹار کے ایڈیٹر کو قتل کرنے کا مقدمہ چلایا گیا۔ تو اس نے بری ہو کر بھری عدالت میں ارکین جیوری سے مصافحہ کیا۔ اور ان کو مبارکباد دی۔

نیویارک ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۱ء پیٹرک ویلچ نامی بدمعاش اور خائن۔ کسی زمانہ میں ساہوکارہ کیا کرتا تھا۔ اس نے کئی فرضی کمپنیاں قائم کر کے خلقت کو خوب لوٹا۔ اخبار نیویارک جرنل نے اس کا راز فاش کیا تو ایک دن جزیرہ لانگ کے جنگل میں درخت کے ساتھ لٹکا ہوا پایا گیا خیال کیا جاتا تھا خودکشی کر گیا ہے۔

پیرس ۴ مارچ ۱۹۰۱ء میڈم ڈسپرڈ حبس دم سے مردہ پائی گئی۔ پہلے سمجھا جاتا تھا۔ اس نے خودکشی کی ہے۔ مگر بعد ازاں فرانس کی خفیہ پولیس نے کچھ اور ہی حالات معلوم کئے میڈم ڈسپرڈ بڑی بدکردار عورت تھی۔ نوجوانوں کو بدکاری سکھانا۔ اور حسین لڑکیوں کو ورغلا اس کا پیشہ تھا۔ کہتے ہیں یہ عورت شیطان کی غلام ہو کر روحوں کی تجارت کرتی تھی۔

پیرس ۴ مارچ ۱۹۰۲ء (پورا ایک سال بعد) موسیو گیبرل لیفن۔ وزیر تجارت باڈی بولون میں اپنی بند گاڑی کے اندر گولی سے مردہ پایا گیا۔ کوچبان شبہ میں گرفتار ہوا۔ مگر ناکافی شہادت کی بنا پر رہا کر دینا پڑا۔ یہ شخص حلفاً بیان کرتا تھا۔ کہ میں نے گولی یا چیخ کی آواز قطعاً نہیں سنی۔ اس وقت زور کی بارش ہو رہی تھی۔ بازاروں میں بہت کم آدمی نظر آتے تھے۔

لکھنؤ ۱۸ ستمبر ۱۹۰۴ء نواب کریم اللہ خاں والئے سن رنگر۔ ایک شاندار جلسہ دعوت کے بعد خوابگاہ میں مردہ پائے گئے۔ خیال کیا جاتا تھا کثرت شراب سے ہلاک ہوئے۔ کیونکہ شب و روز پیتے تھے۔ سنہ میں یہ بھی سنا ہے انتظام ریاست سے غافل ہو کر لہو و لعب میں مشغول رہتے تھے۔ غربا خصوصیت سے ان کے شاکی سنے جاتے ہیں۔ مشہور ہے رعایا کی کئی جوان اور حسین

لڑکیاں ایسی گم ہوئیں کہ پھر پتہ نہ ملا۔

اسی طرح کی نو دلچسپ باتیں اور بھی ہیں جنہیں خوف طوالت سے قلم انداز کیا جاتا ہے۔

۳

اخبار ریگا ڈوزن کا یہ پرچہ جب شائع ہوا تو اس سے اطراف عالم میں سنسنی پھیل گئی۔ یاد ہوگا اس کے اقتباسات رپورٹر نے بذریعہ تار سب جگہ روانہ کئے تھے۔

مدیر خاص نے اپنے دفتر میں اسکو پڑھا تو پھر کہا "خوب"! بہت خوب!"

رپورٹر سمتھ نے گھر جاتے ہوئے پڑھا۔ تو اس کا چہرہ فرط مسرت سے تمتما گیا۔ کیونکہ ایسی ہی کامیابیاں اس پیشہ کے لوگوں کو بام ترقی پر لے جاتی ہیں۔

وزیر خارجہ نے صبح کی چاء پہلے پڑھا تو ان کی اونچی پیشانی شکن آلود ہوگئی۔ خیال آیا میں نے شاید ضرورت سے زیادہ حالات بیان کر دیئے۔

سردس ڈاشورٹی فرانس کے افسر اعلےٰ نے اخبار طان میں اس کا ترجمہ پڑھا تو ان اخبار نویسوں کو زور سے کوسا جو سنسنی کی چاہ میں خفیہ پولیس کے کئے کرائے پر پانی پھیرتے ہیں۔

اور شہر میڈرڈ میں کافی ڈیلاپائی کی میز کے گرد بیٹھے ہوئے مینفرڈ نے جس کے چہرہ پر طنز و تبسم کا ایک عجیب اشتراک تھا۔ اس کے اقتباسات اپنے ساتھیوں کو پڑھ کر سنائے۔ تو وہ انہیں سن کر مسکرائے۔ مگر نسیر ایعنی ٹیری پڑھتے ہوئے اضطراب کی حالت میں پریشان نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

باب ۔ ۲

پارلیمنٹ میں سنسنی

۱

یاد نہیں ۔ وہ مسٹر گلیڈسٹون تھے یا کوئی اور جنہوں نے ایک بار سلسلہ تقریر میں بیان کیا تھا۔ کہ بھیڑیا بالکل بے ضرر حیوان ہے۔ وحشت سے اتنی خطرناک ہو جاتی ہے کہ آدمی سامنے نہیں آسکتا ۔ ان کی مثال عہد حال کے مدبّروں پر خوب صادق آتی ہے ۔ جو عام حالات میں چپ کی مصلحت سمجھتے ہوئے بحالت اضطراب میں اتنے پُر گو اور باتونی بن جاتے ہیں کہ آغاز و انجام کا ہوش نہیں رہتا ۔

وہ شخص جو قوموں کی لیگ میں زبان پر قابو رکھنا جانتا ہے ۔ جو امور خارجہ کی خط و کتابت میں ایک ایک لفظ سو سو بار آنکتا ہے ۔ کبھی ایسا ناعاقبت اندیش بن جاتا ہے کہ عرصہ دراز کی تربیت و عادت فراموش کر کے اس عام انسانی کمزوری کے ماتحت جو اپنی تکلیف میں دوسروں کی ہمدردی تلاش کیا کرتی ہے ۔ ایسی باتیں کہہ بیٹھتا ہے جنہیں اس کو بھولے سے نہ کہنا چاہئے تھا ۔ یہ کیوں ہوتا ہے؟ اس کا جواب کوئی ماہر نفسیات یا عالم مابعد الطبعیات ہی دے گا ۔ ایک افسانہ نگار کے لئے یہ بحث دلچسپی نہیں رکھتی۔

مملکت برطانیہ کے وزیر خارجہ ۔ رائٹ آنریبل سر فلپ ریمن عجیب طبیعت کے انسان تھے ۔ وہ کسی کام کا ارادہ کر لیتے ۔ تو چاہے ساری دنیا مقابلہ کو تیار ہو جائے ۔ اس سے باز نہ رہتے تھے ۔ یوں بڑے نیک دل وسیع الخیال ۔ مرنجاں مرنج آدمی تھے ۔ ان کا مضبوط جبڑا ۔ کشادہ منہ اور بھچے ہوئے ہونٹ پوری بے خوفی اور عظیم استقلال پر دلالت کرتے ۔ اور آنکھیں وہ انداز خاص رکھتی تھیں جیسے نکولا[1] ایسے پتھر دل مجرموں اور قیدیوں

---

[1] ملاحظہ کیجئے ناول ڈاکٹر نکولا ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری اور تلاش کبیر (زیر طبع)

ایسے بے خوف جرنیلوں سے مخصوص سمجھا گیا ہے۔ مگر یہ اوصاف ان کی سرکاری زندگی تک محدود تھے۔ شخصی طور پر تکلیف اور موت سے اتنا ڈرتے کہ حیرت ہوتی تھی۔

اس زمانہ تہذیب میں صدہا آدمی ایسے ہیں جو ہر طرح مضبوط سمجھے گئے اور موت سے بے خوف ہونے کے باوجود اخلاقاً پست اور تنگ نظر پائے جاتے ہیں۔ یہ لوگ جان کی پروا نہ کرتے ہوئے ذرا ذرا سی تکلیف سے بے حد ڈرتے ہیں۔ کارونر کی عدالتوں میں ایسے لوگوں کی زندگی اور موت کا حال آئے دن سنا جاتا ہے۔

مگر صاحب وزیر خارجہ انگلستان کے عادات اس کے برعکس تھے۔ اتنا قوی ہمت ہونے کے باوجود تکلیف اور موت سے بہت ڈرتے تھے۔ عام انسانی معیار کے مطابق شاید لوگ ان کو بزدل قرار دینے پر آمادہ ہوجاتے۔ حالانکہ واقعہ میں ایسے نہ تھے۔

میگا فون والے مضمون کی اشاعت کے دو دن بعد کا ذکر ہے کہ وزرائے سلطنت کے ایک پرائیویٹ جلسہ میں نئے قانون کا ذکر کرتے ہوئے صاحب وزیر اعظم نے فرمایا۔

"معاملہ اگر آپ کو واقعی حیران کر رہا ہے تو علاج سہل ہے۔ مسودہ کو ملتوی کر دیجیے۔ پارلیمنٹ کا اجلاس قریب الختم ہے۔ اور بیسیوں ضروری معاملات بحث طلب باقی ہیں۔ ان کی وجہ سے اس کو ترک کرنے کا بہانہ خوب ہوگا۔"

تجویز معقول تھی۔ باقی وزیروں نے بھی پسند کی۔

"صدہا عذرات موجود ہیں" صاحب وزیر اعظم نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "برچھ ویٹ نے انسداد بیکاری کا جو قانون پیش کر رکھا ہے۔ ملک کی موجودہ ضرورتوں کے لحاظ سے بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ کیوں نہ اس غیر ملکی جھگڑے کے بدلے اسے ہاتھ میں لے لیا جائے؟"

"نہ! نہ! یہ قانون ضرور پاس ہوگا" وزیر خارجہ نے میز پر زور سے مکا مار کر کہا۔ "کچھ ہو جائے۔ میں اسے ترک نہیں کر سکتا۔ لوگ ہمیں پہلے ہی وعدہ فراموش کہتے ہیں۔ فرانس

ٹلی - امریکہ - غرض دائرہ اتحاد میں کونسی طاقت ہے جس نے کسی نہ کسی موقعہ پر ہمیں اس کا طعنہ نہ دیا ہو۔ اب وقت ہے کہ ہم اپنا وعدہ پورا کریں۔ میں اس بارہ میں ہسپانیہ سے قول ہار چکا ہوں۔ چار کیا ایک ہزار منصف آدمی بھی دھمکی کے خط لکھیں۔ میں اپنا وعدہ پورا کروں گا۔"

آخری الفاظ بڑے جوش سے کہے گئے تھے۔ انہیں سن کر صاحب وزیر اعظم نے شانوں کو حرکت دی۔ اور چپ رہے۔

آخر سالسٹر جنرل کی آواز نے مہر سکوت توڑی۔

"دوست ریمن" انہوں نے نرمی سے سمجھایا "میری بے لاگ رائے میں آپ کو یہ قصہ اخبار والوں سے بیان نہ کرنا چاہیئے تھا۔ وہ تو ہر وقت نئی سنسنی تلاش کرتے ہیں۔ بے اڑتے۔ یوں بے شک ہم لوگوں نے اس معاملہ میں آپ کو کھلی اجازت دے دی تھی۔ پھر بھی... مجھے یہ کہنے کے لئے معاف کیجیے۔ آپ کو اس سے... کیا نام۔ زیادہ دور اندیش ہونا چاہیئے تھا۔"

ریمن کی چوڑی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔ سرد مہری سے فرمایا۔

"خیر اس مصلحت کو میں آپ سے بہتر سمجھتا ہوں۔"

اس کے تھوڑی دیر بعد پیلیس یارڈ سے گذرتے ہوئے سالسٹر جنرل نے پارلیمنٹ کے چانسلر سے جو ساتھ ساتھ چل رہا تھا یہ کہہ کر بخ نکالا۔

"بیوقوف۔ گدھا!"

جس سے مراد سر فلپ ریمن سے تھی۔ مالیات برطانیہ کا نوجوان چانسلر مسکرایا اور کہنے لگا۔

"میری اپنی رائے میں ریمن نے اس معاملہ میں دور اندیشی نہیں برتی۔ اس اخبار کی وجہ سے چار منصف آدمیوں کا قصہ اب ہر جگہ مشہور رہے... اس کے باوجود... میں جب کا دشمن

کلب میں لنچ کھانے گیا تو ایک دوست نے یقین دلایا تھا۔ کہ معاملہ نظر انداز کرنے لائق نہیں۔ یہ شخص حال میں جنوبی امریکہ سے واپس آیا ہے۔ اور وہاں ان لوگوں کی کچھ کارگزاری دیکھ چکا ہے۔"

"کیا؟"

"قریباً آٹھ ماہ گذرے... صحیح تاریخ اخبار کی فہرست میں درج ہوگی۔ ان لوگوں نے وہاں کی ایک چھوٹی جمہوریت کے صدر کو... جانتے ہو کیا کیا؟... جیلخانہ کے اندر لے جا کر پھانسی پر لٹکا دیا!... مذاق نہیں۔ ٹھیک جیلخانہ کے احاطہ میں۔ وہ لوگ اسے رات کو جگا کر ساتھ لے گئے۔ منہ بند کیا۔ آنکھوں پر پٹی باندھ دی۔ کسی طرح جیل کی چاردیواری میں گھس کر پھانسی پر لٹکایا اور... بھاگ گئے!"

صاحب سالسٹر جنرل کا اطمینان نہ ہوا۔ بات جچتی نظر آتی تھی۔ مگر وہ کچھ پوچھنا ہی چاہتے تھے۔ کہ ان کا نائب سکرٹری کسی کام کے لئے ساتھ لے گیا۔ پھر بھی۔

"لغو! بالکل لغو!" انہوں نے دفتر کی طرف جاتے ہوئے قدرے اونچی آواز سے کہا۔

۲

اس روز صاحب وزیر خارجہ بندگاڑی میں پارلیمنٹ گئے۔ تو دروازہ پر ہجوم نے خوب زور سے چیرز دیئے۔ مگر اس سے ان کو خوشی نہیں ہوئی۔ کیونکہ سر فلپ ریمن کو شہرت یا ہردلعزیزی کی چاہ بالکل نہ تھی۔ وہ جانتے تھے یہ تالیاں محض اس خطرہ کے لئے پیٹی جاتی ہیں جو مجھ کو درپیش ہے۔ جس خیال نے ان کی بے چینی کو اور دوبالا کر دیا۔ اگر اس کے برعکس لوگ یہ کہتے کہ چار منصف آدمیوں کا وجود فرضی ہے تو وہ شاید خوش ہوتے۔ اس سے خطرہ کا احساس گھٹ جاتا۔ دل کی بے چینی کم ہو جاتی...

مخفی نہ رہے۔ ہردلعزیزی کی خواہش نہ رکھتے ہوئے سر فلپ خلقت کی عقل جبلی پر پورا اعتقاد رکھتے تھے جس کا مطلب یہ ہے کہ زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھنا ان کے

عقاب میں داخل تھا۔ گاڑی سے اُترے تو پارلیمنٹ کے برآمدہ میں ان کی پارٹی کے اکثر آدمی گھیرا ڈال کر کھڑے ہو گئے۔ کچھ فکرمند تھے۔ کچھ حیران و پشیمان۔ لیکن سب تازہ حالات جاننے کے خواہشمند گو ساتھ ہی ترش زبان وزیر سے ڈرتے بھی تھے۔

"کیوں سر فلپ" ویسٹ برانڈسبری کے فربہ اندام ناعاقبت اندیش ممبر نے آگے بڑھ کر پوچھا۔ "یہ راز کیا ہے؟ کیوں آپ ان لغو چٹھیوں کو اتنی اہمیت دیتے ہیں؟ خدا قسم ایسے دو تین خط ہر روز میری اپنی میز پر آجاتے ہیں۔۔۔"

مگر صاحب وزیر خارجہ جواب دینے کی پروانہ کر کے مضطربانہ آگے نکل گئے۔ یہ دیکھ کر ایک اور ممبر نے ان کا بازو پکڑ لیا۔

"دیکھئے میں کہتا ہوں۔۔۔" اس نے کہنا شروع کیا تھا۔ مگر صاحب وزیر خارجہ نے جھٹکا دے کر بازو چھڑا لیا اور کہا۔

"تم گئے جہنم میں۔ جاؤ میں کچھ سننا نہیں چاہتا" اور سیدھے اپنے کمرہ کو تشریف لے گئے۔

"کیا وحشت ہے" آنریبل ممبر نے جو اپنا سا منہ لیکر رہ گیا تھا مایوسانہ کہا۔ "شاید بڑھیے نے سٹھیا دیا ہے۔ ورنہ ابتک کسی وزیر نے دھمکی کی چٹھیوں کو یہ اہمیت نہ دی تھی۔"

٭

تمباکو پینے کے کمرہ میں چار مصنف آدمیوں پر دلکش بحث جاری تھی۔

"میرے خیال میں معاملہ سراپا مذاق ہے" ایک صاحب ناصحانہ انداز سے انگلی ہلا کر فرمانے لگے۔ "چار آدمی۔۔۔ چار فرضی آدمی۔ روئے زمین کی سب سے مہذب قوم کے مخالف ہو کر کیا کر سکتے ہیں؟ کچھ نہیں۔"

"کیا کہا۔ سب سے مہذب؟" ممبر سکاٹ نے ڈھلکی ہوئی مونچھوں پر ہاتھ پھیر کر اعتراض کیا "شاید آپ جرمنی کو بھول گئے"

"ارے بھئی تم تو ہر بات میں جرمنی کا قصہ لے بیٹھتے ہو" پہلے نے جھلّا کر کہا۔ "کیا دنیا کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس سے اس ذکر کو خارج کیا جا سکے؟"

"واہ - یہ آپ کیا کہتے ہیں" اب دوسرے نے بھی تیز ہو کر جواب دیا۔ اور یاد رہے جرمن ترقیوں کا مضمون ایسا تھا جس میں بہت کم لوگ اسے نیچا دکھا سکتے تھے۔ "اگر انصاف کوئی چیز ہے تو ماننا پڑے گا کہ صنعت و حرفت میں ہم اس ملک کا پاسنگ مقابلہ نہیں کر سکتے۔ سال سال کے عرصہ میں جرمنی کی آہن و فولاد کی پیداوار نے ۴۴ فیصدی ترقی کی ہے۔ اسی طرح بحری تجارت میں . . ."

"مگر میں پوچھتا ہوں رہمن کیا ایسی چھیڑیوں سے ڈر کر مسودہ پھیر دیگا؟" مشرقی آلڈگیٹ کے سینیئر ممبر نے اعداد و شمار کے جھگڑے کو نظر انداز کر کے پوچھا۔

"کیا رہمن؟" ایک اور نے جواب دیا۔ "میں اسکی عادت جانتا ہوں۔ مر جائے پر اپنی ضد سے باز نہ آئے گا۔"

"لیکن اس غیر معمولی حالت کو بھی تو دیکھنا چاہیے۔" مشرقی آلڈگیٹ نے اعتراض کر کے چاروں طرف دیکھا۔ اور پانچ ممبروں نے اسکی تائید میں سر ہلا دیئے۔

"مدت ہوئی اس زمانہ میں جب بابا بیسکو جوان تھے" متکلم نے ایک خم کمر بڈھے کی طرف اشارہ کر کے کہا جس کی چاند سنگ مرمر کی گولی کی طرح صاف۔ فقط کانوں کے پاس چند الجھے ہوئے بال مگر داڑھی ڈیڑھ بالشت لمبی تھی "تو اس زمانہ میں . . ."

"بابا بیسکو کیا اب تک زندہ ہیں؟" ایک صاحب نے جو الّو کی طرح آنکھیں بند کیے بیٹھے تھے۔ موٹا سا سگار منہ سے نکال کر پوچھا۔

"خیر تو اس زمانہ میں" ممبر مذکور نے قطع کلام کی پروا نہ کرتے ہوئے تقریر جاری رکھی "جب فینین فسادات شروع نہ ہوئے تھے . . ."

". . . ترقی تہذیب کا ذکر کرتے ہو" خبطی سکاٹ اپنے خاص مضمون کی رٹ لگاتے ہوئے

بول اٹھا "شاید پچھلے ... ہاں پچھلے مہینہ کا ذکر ہے، ہیر برین بکین نے ریشٹاگ[1] میں بیان کیا تھا۔ جرمنی اب وہ رتبہ حاصل کر چکا ہے ..."

"زمین کی جگہ میں ہوتا۔" مشرقی آلڈگیٹ کی آواز سنائی دی۔ "تو میں ... جانتے ہو کیا کرتا؟ خدا قسم سیدھا پولیس سے جا کر کہتا ..."

اس وقت زور کی گھنٹی بجی اور آواز سنائی دی "ڈویژن[2] ... ڈویژن"

آخر جب مسودے کے قانون اصلاح کے فقرہ نمبر ۹ میں کثرت رائے سے یہ ترمیم ہو چکی کہ سابقہ تعریف میں الفاظ "یا جیسا آئندہ طے ہو" داخل کر دیئے جائیں تو وہ بحث جو تھوڑی دیر کے لئے رک گئی تھی پھر شروع کر دی گئی۔

"میں جس بات کا آج تک حامی رہا ہوں" ایک صاحب نے فصیحانہ انداز سے فرمایا "اور جس کا ہمیشہ حامی رہوں گا۔ یہ ہے کہ سچے مدبر ہمیشہ اپنی ذات کو فرض کے پردہ میں چھپا دیتے ہیں۔"

ایک طرف سے آواز آئی "ہیرا ہیرا"

"فرض" صاحب تقریر نے بڑھتے ہوئے جوش سے سلسلہ جاری رکھ کر کہا۔ "وہ قیمتی امانت ہے جسے محفوظ رکھنے کو ایک کیا ... اور ... سو جانیں قربان کر دی جائیں۔ تو کچھ بات نہیں۔ یاد ہوگا بجٹ[3] پر بحث کرتے ہوئے میں نے ہیرنگٹن سے کیا کہا تھا۔ میں نے اس سے صاف کہ دیا تھا کہ رائٹ آنریبل جنٹلمین کو اپنے حلقہ انتخاب کی خواہشات کا پورا خیال رکھنا چاہیئے۔ ایسے معاملوں میں جو فرض کسی ممبر کا ہے۔ وہی کسی وزیر کا ہونا چاہیئے یعنی یہ کہ جن کا نمائندہ بن کر وہ پارلیمنٹ میں شامل ہوا ہے۔ ان کے لطیف خیالات ... نہ تو یہ سچے جذبات ... کچھ ... یہ بھی نہیں ... خیر میں نے اس پہ وضاحت کر دیا تھا کہ وزیر کا فرض کیا ہونا

---

[1] جرمن پارلیمنٹ کا نام ہے۔ [2] پارلیمنٹ میں اختلافات کے موقعہ پر ووٹ لینے کے عمل کو کہتے ہیں۔ [3] گورنمنٹ کا مالی تخمینہ۔

چاہیئے" اور اس طرح اپنی بے جوڑ تقریر کا خاتمہ کرتے ہوئے وہ گرد کی ایک چتی جھاڑنے کے لئے جھکا۔

"اب میں جو کہنا چاہتا ہوں یہ ہے۔۔۔"

مشرقی آلڈگیٹ اپنی باری پورا کرنے کو کچھ کہنا چاہتا تھا۔ کہ ایک سرکاری نوکر سنہری مائل لفافہ قاب پر رکھے حاضر ہوا۔

صاحبو۔ آپ میں کسی کی جیب سے گر گیا تھا۔ دیکھ لیجے۔ کس کا ہے۔" اور یہ کہتے ہوئے اس نے لفافہ میز پر رکھ دیا۔

دو چار شخصوں نے ہاتھ بڑھایا۔ مگر مشرقی آلڈگیٹ نے سب سے پہلے اٹھا لیا۔ اور اس کے بعد جیب میں چشمہ تلاش کرنا شروع کیا۔

لفافہ زانو پر رکھے ہوئے اس نے سنہری کمانی کی ناک پکڑنے والی عینک نکالی اور اسے لگاتے ہوئے سرنامہ پڑھا۔

"اراکین دارالعوام کے نام۔۔" پھر چشمے کے اوپر سے حاضرین کی طرف دیکھا۔

"کسی کمپنی کا پراسپکٹس معلوم ہوتا ہے۔" مغربی برانڈسبری کے ممبر نے انداز حقارت سے کہا "ایسے لفافے صدہا میرے پاس آتے ہیں۔ ابھی اگلے دن کا ذکر ہے۔۔"

"میرے خیال میں یہ اسپکٹس نہ ہوگا" مشرقی آلڈگیٹ نے ہاتھ پہ وزن کرتے ہوئے کہا "کیونکہ بہت ہلکا ہے۔"

"تو پھر کسی پیٹنٹ دوا کا اشتہار سمجھو" برانڈسبری کے چراغ نے لہجہ اصرار میں کہا۔ "ایک آدھ ہر روز میری نظروں سے گذرتا ہے۔ ایک ہفتہ ہوا۔۔"

"مگر کھولنے میں کیا حرج ہے۔" ایک طرف سے آواز آئی۔ جس کی تعمیل میں مشرقی آلڈگیٹ نے لفافہ چاک کرکے خط پڑھنا شروع کیا۔ لیکن چند ہی لفظ پڑھ کر ٹھیر گیا۔ پھر عینک سنوارتے ہوئے گلوگیر لہجہ میں کہا۔

"یہ تو کوئی بڑا ہی خطرناک معاملہ ہے۔"

اور ساو پنچی آقا نے پڑھ کر سنانا شروع کیا۔ مضمون یہ تھا۔

دوستو۔ انگلستان کی حکومت ایک قانون پاس کرنا چاہتی ہے جس کی مدد سے وہ لوگ جو اپنے ملک کے سچے محب اور قوم کے سچے خادم ہیں۔ زمانہ حال کی سب سے جابر اور کینہ ور گورنمنٹ کے حوالہ کر دیے جائیں گے۔ یہ قانون آپ لوگوں کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ گر دنیا کے ایک اور حصہ میں آپ کے بھائیوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا سکتا ہے۔ مسودہ کا خلاصہ حاشیہ پر درج ہے۔ اس سے آپ ہمارے بیان کی تصدیق کر سکتے ہیں۔ ہم نے صاحب وزیر خارجہ سے جو اس کے محرک اور حامی ہیں درخواست کی تھی۔ کہ آپ اسے پاس کرنے سے باز رہیں۔ مگر وہ اب تک نہیں ملنے۔ ناچار ان کو اطلاع دے دی گئی ہے کہ آپ اگر ضد سے باز نہ آئے تو ہمارے لئے آپ کی ہلاکت کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا۔

ایک ایسے شخص کے متعلق جو ایماندار، فرض شناس اور دلیر ہونے کے علاوہ اپنی عظیم سیاسی معلومات کی وجہ سے ہر طرح قابل احترام ہے۔ اس طرح کی سختی عمل میں لانے کا سب سے زیادہ رنج ہم کو ہے۔ مگر مجبوری کچھ کرنے نہیں دیتی۔ ابھی وقت ہے کہ آپ لوگ روئے زمین کی پارلیمنٹوں کی مادر محترم کے سچے فرزند۔ اپنے اثر و رسوخ سے کام لے کر صاحب موصوف کو اپنی اور ہمیں اپنی انتہائی کارروائی سے باز رکھیں۔

ہم اگر پیشہ ور قاتل یا دسنے انارکسٹ ہوتے تو پارلیمنٹ کی عمارت تک کو اڑا کر اپنے عزم و استقلال کا ثبوت پیش کر سکتے تھے۔ کیونکہ ایسا کرنا ہمارے لئے ذرا دشوار نہیں مبادا آپ ہمارے دعووں کو بے بنیاد خیال کریں۔ ہم درخواست کرتے ہیں کہ اسی کمرہ کی کوئی میں میز کے نیچے ایک نظر دیکھیں۔ وہاں آپ کو ایک بم ملے گا۔ جو اگر چل جائے تو پارلیمنٹ کی عمارت کو ممبروں اور وزیروں سمیت ریزہ ریزہ کر سکتا ہے۔

راقم چار منصف آدمی

مگر یہ کہ بم میں قصداً فلیتہ داخل نہیں کیا گیا۔ اس لئے موجودہ حالت میں وہ بےضرر ہے۔ آپ لوگ ہاتھ میں لے کر اطمینان کر سکتے ہیں۔

خط کا مضمون سن کر حاضرین کے چہرے پیلے پڑ گئے۔

قدرتی طور پر ہر شخص کی نگاہ اس میز کی طرف گئی جس کا خط میں ذکر تھا۔

پاس جانے سے معلوم ہوا واقعی ایک سیاہ رنگ کی چوکور چیز میز کے نیچے رکھی ہے۔

ایک لمحہ وہ سب حیران و ششدر چپ چاپ کھڑے دیکھتے رہے۔ اس کے بعد دیوانہ وار دروازہ کی طرف دوڑے۔

۴

"شاید کسی نے مذاق کیا ہوگا؟" صاحب وزیر اعظم نے لہجہ فکر میں پوچھا۔

مگر اس ماہر نے جسے ٹیلیفون پر سکاٹ لینڈ یارڈ سے بلایا گیا تھا، صورت انکار سر ہلایا۔

"بڑا خطرناک بم تھا" اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "شکر ہے ان لوگوں نے فلیتہ داخل نہیں کیا۔"

"تو کیا سچ مچ؟..."

"خدانخواستہ چل جاتا۔ تو پارلیمنٹ کے آئندہ اجلاس کو نئی عمارت ڈھونڈنی پڑتی۔"

وزیر اعظم کے چہرہ پر ایک رنگ آتا۔ ایک جاتا تھا سخت اضطراب کی حالت میں کمرہ کے اندر ٹہلنا شروع کیا۔

اسی پریشانی میں کھڑکی کے پاس جا کر دیکھا۔ باہر اراکین پارلیمنٹ کے ٹھٹ کے ٹھٹ کھڑے تھے۔ سب لوگ زور زور سے اشارے کرتے اور حمایہ آداب کلام نظر انداز کر کے ایک ساتھ بولنے کی کوشش کر رہے تھے۔

ب ملا؟ بولا

یک آدمی

تھا..."

مشفقانہ لہجہ میں

ہے..؟

ہے..." بعد شیری

نیٹ نے تسلیم کیا" بہر

اٹ تھا.

ودیگرے آکر بیٹھ گئے. ٹھیک ساڑھے

بے پائیکرٹ ایک متوسط العمر خوشحال زمیندار

دونسار مکمل انگریزی صورت اختیار کیے نامک

بیچ آکر بیٹھ گیا.

مین میں جب گیلری اور آخری صف کے تماشائی سٹار ایکٹرس

سنے ہوئے جلتے تھے. میفرڈ نے دبی آواز میں گونسالز.

ں شام کے اخباروں میں درج تھا."

گونسالز نے سر کے اشارے سے ہاں کہی۔ پھر دبلا۔
"میں جب واپس آیا تو وہ کسی بابا بیکو پر بحث کر رہے تھے۔ اس لیے کسی نے مجھکو نہیں دیکھا۔"

باب ۳

"ایک ہزار پونڈ انعام"

پارلیمنٹ میں بم کا واقعہ ایسا نہ تھا جسے اخبار والے آسانی سے چھوڑ دیتے۔ کالموں کے کالم سیاہ کر دیے گئے۔ لیکن پھر بھی لکھنے والوں کا اطمینان نہ ہوا۔ ایسی تحریریں علمۃ الناس کے خیالات کا مظہر ہو سکتی ہیں تو صاف نظر آتا تھا کہ انگلستان اس واقعہ سے گہری بنیادوں تک تھرا گیا ہے۔

"چار منصف آدمیوں" کی خبر جب پہلی بار درج ہوئی تو اکثر لوگوں نے اسے حقارت سے نظر انداز کر دیا تھا۔ اور سنجیدہ خیال اخباروں نے تو اس ذکر کو ہی خلاف شان سمجھا۔ فقط میگا فون وہ اخبار تھا جس نے اسے اپنے طور پر وسعت دی اور واضح کیا۔

مگر اب؟ ... اب انگلستان کی سب سے محفوظ اور مقدس عمارت میں بم پہنچ جانے کے بعد سخت کلبی مزاج آدمی بھی معاملہ کی اہمیت تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے۔ برطانیہ کے عرض و طول میں ہر اخبار نے "پارلیمنٹ میں بم" یا اس سے ملتا ہوا عنوان قائم کر کے واقعہ کی لمبی تفصیل درج کی اور "چار منصف آدمیوں" کا نام جنگلی آگ کی تیزی سے ہر حصہ ملک میں مشہور ہو گیا۔

اس دن کے بعد کونسا اخبار تھا جس نے ہر روز چند کالم اس ذکر کے لیے وقف نہیں کئے؟ بازاروں اور کلبوں میں۔ ٹریموں۔ بسوں اور زمین دوز ریلوں کے اندر، غرض ہر جگہ

انہی چار مردان پر اسرار کا ذکر تھا۔ جو لوگوں کی جان مٹھی میں لئے پھرتے تھے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ فینین[1] وارداتوں کے زمانہ سے لیکر آجتک کبھی کسی واقعہ نے انگلستان کی بے حس آبادی میں وہ خوف و اضطراب پیدا نہ کیا تھا۔ جو دارالعوام میں سیاہ بم کی دریافت کے بعد ہوا۔

پر ہاں۔ موجودہ حالت میں ایک اطمینان ضرور تھا۔ عامتہ الناس سمجھتے تھے۔ چار خوفناک آدمیوں کا خطرہ ہر خاص و عام کے لئے نہیں۔ فقط اس آدمی کی ذات تک محدود ہے جسے وہ غیر ملکی باشندوں کا قانون حوالگی پاس کرنے سے روکنا چاہتے ہیں۔

اس میں شک نہیں۔ ان مردان پر اسرار کی ہستی کا علم اہل لندن کو اسی خط سے ہو چکا تھا۔ جس کی نقل اخبار میگا فون نے چھاپی تھی۔ مگر یہ خط فرانس کے ایک نامعلوم قصبہ سے لکھا ہوا اور انداز تحریر کے لحاظ سے معمولی تھا۔ اور گو غور سے دیکھا جائے تو فرانس و انگلستان کا فاصلہ کچھ ایسا بہت بھی نہیں یعنی محض دو گھنٹہ کی مسافت ہے۔ تاہم انسان چونکہ قطعاً پر امید واقع ہوا ہے۔ اس لئے تب یہ خیال موجب تسکین تھا۔ کہ شاید خطرہ فرضی ہو اور دور ہی سے ٹل جائے۔

مگر اب یہ وحشت نامعلوم خاص صدر مقام تک آچکی تھی۔ چار سفف آدمی لندن میں موجود تھے۔ اور خدا جانے اس وقت کیا کیسے ہوں۔ سادہ لوح راہگیر جہاں چار مردوں کو سر بانہ کھڑا دیکھتے جھٹ چار منصف آدمیوں کا نقشہ آنکھوں میں پھر جاتا۔

۲

پولیس کمشنر اعظم کا حکم اپنے ہی ایک ہزار پونڈ کا انعام مشتہر کر دیا۔ جلی حروف میں چھپے ہوئے سادہ پوسٹر جن کے عنوان پر معمولی سرکاری نشان تھا۔ جا بجا چسپاں نظر آتے تھے

---

[1] ایک خوفناک سازشی جماعت جس نے ۱۸۶۱ء سے لیکر ۱۸۶۶ء تک آئرلینڈ۔ انگلستان اور امریکہ میں تہلکہ برپا کر رکھا تھا۔

عبارت عام سرکاری انداز پر لکھی ہوئی تھی یعنی:-

ایک ہزار پونڈ انعام

ہرگاہ کہ ۱۸ اگست کو شام کے ساڑھے چار بجے ایک خطرناک بم کسی شخص یا اشخاص نامعلوم نے عمارت پارلیمنٹ کے اس حصہ میں جو ممبروں کی تفریح کے لئے بنا ہوا ہے۔ رکھا اور ہرگاہ کہ یہ جاننے کی معقول وجہ پائی جاتی ہے۔ کہ اس شخص یا اشخاص کا تعلق مجرموں کی ایک منظم جماعت موسومہ "چار منصف آدمی" سے ہے۔ جس کے ممبروں کے خلاف الزام قتل عمد میں لندن، پیرس، نیویارک، نیو آرلینز، سیٹل (امریکہ)، لکھنو (ہندوستان)، ٹومسک بلگریڈ، کرسٹیانا، کیپ ٹون اور کاراکاس میں وارنٹ گرفتاری نکلے ہوئے ہیں۔

بنابریں حکم دیا جاتا ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے مذکورہ انعام اس شخص یا اشخاص کو دیا جائے گا جس کی مہیا کی ہوئی واقفیت کی بنا پر اس جماعت کا ایک یا سارے ممبر جو اپنے آپ کو چار منصف آدمی قرار دیتی ہے۔ اور جس کی طرف سے ان وارداتوں کا ارتکاب ہو چکا ہے۔ جن کے متعلق وارنٹ اسے تحویلہ جاری ہوئے۔ گرفتار کئے جا سکیں۔

نیز یہ کہ معلومات مذکور اگر اس جماعت کے ایسے ممبر کی طرف سے مہیا کی جائیں گی جو ان سولہ جرموں میں جن کا حال نیچے درج کیا جاتا ہے۔ کسی ایک یا زیادہ کا مرتکب یا معاون نہیں ہوا۔ تو اسے انعام کے علاوہ سرکاری معافی بھی دی جائے گی۔

(دستخط) آر منٹگمری

وزیر داخلہ مملکت برطانیہ

(دستخط) جے۔ بی۔ کیبلفورٹ

کمشنر پولیس

(اس جگہ ان سولہ جرموں کی تفصیل تھی۔ جو چار منصف آدمیوں سے

منسوب کئے جاتے تھے)

خدا بادشاہ کو سلامت رکھے

دن بھر خلقت ان اشتہاروں کو غور سے پڑھتی رہی حتے کہ شام تک بہت لوگوں کو ان کا مضمون حفظ یاد ہو گیا۔

مگر سوال یہ تھا۔ ان نام نہاد چار منصف آدمیوں کو تلاش کیونکر کیا جائے؟ انعامی اشتہار پہلے بھی چھپا کرتے تھے۔ مگر ہمیشہ ان میں مجرم کا فوٹو یا حلیہ یا اس طرح کے الفاظ مثلاً "جب آخری بار دیکھا گیا تو نیلی سرج کا سوٹ گرم ٹوپی اور چاک ٹائی پہنے ہوئے تھا۔" درج ہوتے تھے۔ اور متلاشی ان کی بنا پر مفروروں کی گرفتاری میں مدد دینے کی امید بھی رکھتے تھے۔

لیکن یہاں ان میں سے ایک بات بھی نہ تھی۔ وہ لوگ کون ہیں یا کیا ہیں؟ کیسے اور کس ملک کے رہنے والے ہیں؟ اس کا جواب کچھ نہ تھا۔ ایک فرضی وجود کی تلاش۔ جیسے راہ گم کردہ مسافر جنگل کے اندھیرے میں بھٹکتا پھر رہا ہو۔ یا کوئی چھلاوے کو ڈھونڈنے کی خواہش کرے۔ نکمی کوشش جس سے کسی فائدہ کی قطعاً امید نہ تھی۔

۳

سکاٹ لینڈ یارڈ کا نامی جاسوس سپرنٹنڈنٹ فالمتھ بڑا صاف گو بلکہ یہ کہنے کے لئے معاف کیا جائے۔ منہ پھٹ آدمی تھا۔ اسی نے ایک مرتبہ خاندان شاہی کے ایک آدمی سے کسی بات پر کہا تھا کہ میری فقط دو آنکھیں ہیں چار نہیں۔ آج بھی صاحب کمشنر پولیس کے سامنے اس نے اپنے خیالات کو بے رو رعائت بیان کرنے میں تامل نہیں کیا۔

"معاف کیجیے" اس نے کہا "آپ ان لوگوں کو یوں نہ گرفتار کر سکیں گے۔ جب یہی معلوم نہ ہو کہ تلاش کسے کرنا ہے تو کامیابی موہوم۔ کیا عجب یہ لوگ مرد نہیں عورتیں ہوں۔ بالفرض یہ نہ ہو تو بھی کسے معلوم ہے وہ حبشی ہیں یا چینی؟ لمبے ہیں یا بونے؟ صورت کیا۔ ہمیں ان کی قومیت تک معلوم نہیں۔ اور پھر ان کے جرم دنیا کے ہر حصہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ محض اسلئے

کہ انہوں نے ایک آدمی کو پیرس میں ہلاک کیا تھا یا دوسرے کو ہندوستان میں۔ ہم انہیں فرانسیسی یا ہندوستانی قرار نہیں دے سکتے۔"

صاحب کمشنر لاجواب ہو کر ٹھوڑی کھجانے لگے۔

"یہ خط" انہوں نے چٹھیوں کا ایک بنڈل دکھاتے ہوئے کہا۔ "کیا ان سے کوئی سراغ نہ ملے گا؟"

"انداز تحریر ان کا لاطینی ہے۔ مگر اس میں بھی فرانسیسی، ہسپانی، پرتگیز، اطالوی، کیوبل اور جنوبی امریکہ کے باشندے غرض بیسیوں قومیں شامل ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے وہ کس قوم کے لوگ ہوں گے۔ اور اس پر یہ شک ہر وقت موجود کہ تحریر بناوٹی نہ ہو۔ جو میرے خیال میں ہر طرح اغلب ہے۔"

"اچھا تو تم لکھو۔ اب تک کیا کیا ہے؟" صاحب کمشنر نے چڑ کر پوچھا۔

"ہم ضابطہ کے مطابق جو کچھ کر سکتے تھے کر چکے۔ شہر کے ان محلوں کو جہاں اطالوی رہتے ہیں۔ بلومسبری، سوہو اور ایسٹ انڈیا ڈاک روڈ۔ غرض سارے مشتبہ مقامات کو اچھی طرح دیکھا۔ رات ٹن ہیڈ میں جہاں ارمنی آباد ہیں چھاپہ مارا تھا۔ مگر۔۔۔"

باقی فقرہ اس کی یاس انگیز نظروں نے پورا کر دیا۔

پھر ایک لحظہ تامل کے بعد اس نے کہا۔

"انتہائی صورت یہ ہے کہ جن سراؤں یا ہوٹلوں میں جرائم پیشہ لوگوں کے اڈے ہیں، ان کو تلاش کیا جائے۔ مگر مجھ سے پوچھئے تو وہاں بھی کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اول تو وہ وہاں ہوں گے نہیں اور ہوں تو چاروں یکجا نہ رہتے ہوں گے۔ کیونکہ ایسی حماقت کوئی بڑا ہی سادہ لوح آدمی کر سکتا ہے۔ میرا اپنا خیال یہ ہے کہ وہ علیحدہ علیحدہ رہ کر دن میں ایک دو بار کہیں مل لیتے ہوں گے۔۔۔"

وہ رک گیا۔ اور بے خبری میں اس میز کو بجانے لگا۔ جہاں وہ اور صاحب کمشنر

پولیس بیٹھے ہوئے تھے۔

"پھر کیا کیا جائے؟"

یہ صاحب کمشنر کی آواز تھی جو اپنے ماتحت کی طرف حسرت آمیز نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"میں کیا عرض کر سکتا ہوں" فالمتھ نے جواب دیا۔ اور پھر ہنس کر کہنے لگا۔ "کیوں نہ یہ معاملہ ہمارے محترم دوست شرلاک ہومز[۱] یا اس بین الاقوامی شہرت رکھنے والے جاسوس گیسٹن[۲] میکس کے حوالہ کر دیا جائے؟"

صاحب کمشنر نے مایوسانہ انداز سے سر ہلایا۔ پھر کہا۔

"فالمتھ تم نہیں جانتے اس میں ہماری کتنی سخت بدنامی ہے۔ ابھی سے ڈاؤننگ[۳] سٹریٹ والے شرمندہ کر رہے ہیں۔ بخدا ہم اگر کامیاب نہ ہوئے تو منہ دکھانا مشکل ہو جائیگا"

فالمتھ نے لمبی سرد آہ کھینچی، اور پریشانی سے ٹوپی ہاتھ میں لے کر گھمانا شروع کر دیا۔ پھر

"ایسی مشکل کبھی پیش نہ آئی تھی۔" اس نے کہا۔

"آخر لوگ اس بارہ میں کیا کہتے ہیں؟" صاحب کمشنر نے دریافت کیا۔

"اخبارات آپ نے دیکھے ہوں گے۔"

صاحب کمشنر نے حقارت سے شانوں کو حرکت دی۔

"اخبارات! ان کے لکھے کا کس کو اعتبار رہے؟"

---

[۱] انگلستان کے نامی جاسوس شرلاک ہومز کے حالات کے لئے ملاحظہ فرمائیے تشنہ خون، ار، خونی ہیرا ہیر، خونی چراغ ۱۲ ار [۲] فرانس کے مشہور سراغرسان گیسٹن میکس کے حالات کے لئے دیکھئے سنہری بچھو، ہم سے طلب فرمائیے۔ [۳] وہ بازار جہاں صاحب وزیر اعظم کا دفتر واقع ہے۔

"کم ازکم مجھے ہے" فالمتھ نے لہجہ سکون میں جواب دیا۔ "اکثر حالتوں میں اخبار پبلک کی رائے پر چلتے ہیں۔ ان کی کوشش ہمیشہ وہ باتیں لکھنے کے لئے رہتی ہے جنہیں پڑھ کر لوگ کہیں "واہ! میرا مدت سے اپنا یہ خیال تھا"

"پھر بھی لوگوں کا خیال کیا ہے؟ تم نے کچھ اس کا حال معلوم کیا؟"

سراغرساں نے سر ہلا کر ہاں کہی پھر بولا

"آج ہی شام پارک میں ایک شخص سے گفتگو ہوئی تھی۔ اندازے سے کہتا ہوں۔ بڑا سنجیدہ اور ذہین آدمی تھا۔ میں نے یونہی تذکرہ پوچھا۔ ان چار منصف آدمیوں کے بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟ کہنے لگا عجیب سا معاملہ ہے۔ آپ کو یہ بات کیسی لگتی ہے؟ اس سے جان بچیئے" اس نے حقارت سے فقرہ ختم کرتے ہوئے کہا۔ "کہ پبلک کیا خیال کرتی ہے"

۴

لیکن جب ایک طرف سکاٹ لینڈ یارڈ میں اس واقعہ سے اتنی پریشانی تھی۔ تو دوسری جانب فلیٹ[۱] سٹریٹ میں اس پر خوشیاں بھی منائی جا رہی تھیں۔ اخبار والے ہمیشہ اس تاک میں رہتے ہیں کہ سنسنی کا جوش اکسانے کو نیا واقعہ پیش آئے۔ چار منصف آدمیوں کی خبر کے بعد بم کا سانحہ ان کے لئے بشارت سے کم نہ تھا۔ پورے صفحہ کی لمبی سرخیاں قائم کرکے۔ پندرہ یا بیس عنوانوں کے تحت میں اصلی۔ فرضی، مشترک غرض جیسے حالات میسر آئے جی کھول کر لکھے۔

لڑکے راہ چلتوں کے سامنے اخبار پھیلا کر کھڑے ہو جاتے۔ اور ان کی بم بم چیخ سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔

بڑا مزہ اس وقت ہوا جب میگھن نے اس موضوع پر افتتاحیے لکھے۔

"یہ کیا مافیا[۲] ہے" اخبار کاسٹ نے ایڈیٹوریل کالموں میں سوال کیا۔ اور جواب میں

۱؎ وہ بازار جسے لندنی اخبار ذکی منڈی کہنا چاہیے ۲؎ اٹلی کی ایک مشہور خفیہ سوسائٹی۔

ثابت کر دیا کہ ہے!

اخبار ایوننگ ورلڈ کا ایڈیٹر پرانے خیال کا آدمی تھا۔ اس نے ان واقعات کو جذبۂ انتقام پر محمول کرتے ہوئے ڈوماس[۱] کے ایک ناول یعنی کاریکین برادرس کا حوالہ دیا۔

مگر میگاوون چار منصف آدمیوں کے قصہ پر اڑا رہا۔ اس نے آئے دن اس عجیب جوکڑی کے سابقہ کارناموں کا کچھ نہ کچھ حال درج ہوتا۔ محض سنسنی پھیلانے کی غرض سے اس کے ایڈیٹر نے یورپ امریکہ اور ہندوستان کے پرانے اخباروں کے فائل تلاش کرکے ہر واردات کا پورا حال شائع کیا اور ان نام نہاد منصفوں سے ہمدردی ظاہر کرتے ہوئے ان کی جو ان کے ہاتھوں کیفر کردار کو پہنچ چکے تھے۔ اصلی تصویر پیش کرنے میں بھی تامل نہیں کیا۔

اس پر اکتفا نہ کرکے ان چار کے متعلق لوگوں سے مضمون لکھانے شروع کر دیئے گئے۔ اور اسے لکھنے والوں کے دماغ کی زرخیزی کہیئے۔ خواہ چابکدستی کہ طلب مضامین کا اعلان شائع ہوتے ہی مسودوں کے انبار لگنے شروع ہو گئے۔

معلوم ہوتا تھا کسی ناگفتہ سحری اثر نے ہر مضمون نگار کو "پُراسرار چاروں" کے پورے حالات سے واقف کر دیا ہے۔ جو باتیں شہری پولیس یا سکاٹ لینڈ یارڈ کے جاسوسوں کو معلوم نہ تھیں مضمون نگار انہیں جانتے تھے۔ ان کی تحریروں سے پایا جاتا تھا عمر بھر اس جماعت کے دوست رہ چکے ہیں۔

ایک صاحب نے جن کا لکھا ہوا چھ شلنگ کا ناول دو پنس میں بک رہا تھا۔ تحریر فرمایا "میں جب اٹلی میں تھا۔ تو ان چار خونی آدمیوں کے بارہ میں یہ قصہ سنا۔۔۔"

ایک اور صاحب جنہیں اپنی تاریخ دانی کا ناز تھا۔ اس نئی دریافت کے ساتھ حاضر ہوئے کہ چاروں بدمعاش ضرور رطاس دریا میں چھپے ہوئے ہوں گے۔ کیونکہ شاہ چارلس ثانی

---

[۱] فرانس کا ایک نامی ناولسٹ اردو میں اس کے تین ناول چھپ چکے ہیں۔ وطن پرست، تیر انداز، پیرس سے تیر، موتیوں کا خزینہ، ہم سے طلب فرمائیے۔

کے عہد میں ایک خوفناک سازشی جماعت وہیں پائی گئی تھی۔۔۔" جوش تحقیق میں آپ نے یہ نہ سوچا کہ وہ جگہ تو مدت سے آباد چلی آتی ہے۔

"کون آجکل مورخ کے نام سے مضمون لکھ رہا ہے؟" ان جزئیات کو پڑھ کر میگافون کے مدیر مسئول نے معاون سے دریافت کیا۔

"ایک تباہ حال آدمی" اس نے جھکتے ہوئے لہجہ میں جواب دیا۔ "جو مدت سے کام کی تلاش میں پھرا کرتا تھا۔"

اور حضرت مدیر نے نفرت سے منہ پھیر لیا۔

مگر مضمونوں پر کیا موقوف ہے۔ ہر خبر، ہر اطلاع، ہر تار جو میگافون کے دفتر میں آتا سی رنگ میں رنگا ہوا ہوتا تھا۔

چار منصف آدمیوں کا مسئلہ اتنا چلا کہ عدالتوں میں بھی اسی کا ذکر آنے لگا حتے کہ اس کی بدولت شرابیوں اور آوارہ گردوں کو اپنی حرکات ناشائستہ کا بہانہ مل گیا۔

پولیس کورٹ میں ایک آوارہ لڑکے کا چالان ہوا تو اس کی ماں صاحب مجسٹریٹ کے آگے رو کر کہنے لگی۔

"حضور یہ بچہ ہمیشہ ایماندار اور کماؤ تھا محض اخباروں میں چار خونی بدمعاشوں کا حال پڑھ کر آوارہ ہو گیا ہے۔"

اور صاحب مجسٹریٹ نے کچھ سوچ کر اس کی سزا کم کر دی۔

۵

مگر ایمان کی پوچھیے تو چار منصف آدمیوں کے اس پرچہ دش ناٹک میں سب سے خاموش اور پرسکون تماشائی سر فلپ ریمن وزیر خارجہ تھے۔ حالانکہ واقعات کا بیشتر تعلق انہی کی ذات سے تھا۔

وہ نہ اخباری قائم مقاموں سے ملتے۔ نہ اس معاملہ پر تبادلہ خیالات کرتے۔ حتے کہ

وزیر اعظم تک سے امکان قتل پر بحث کرنے کو آمادہ نہ ہوئے۔ ایسے خطرہ کی موجودگی میں حمایت قانون جاری رکھنا ان کے عزم صمیم اور استقلال عظیم کا ثبوت تھا۔ اور بہادری کے بعد چونکہ دلیری ہی وہ مردانہ وصف ہے جس کی تحسین ہر شخص کرتا ہے۔ اس لئے یہ امر باعث حیرت نہ سمجھا جائے گا کہ ہر ڈاک میں صدہا خطوط مبارکباد اور حوصلہ افزائی کے ان کے نام آتے تھے۔ مگر سرفلپ کی بے حس طبیعت ان کمزوریوں سے بالاتر تھی جو خودگھرتی کی واہ واہ سے انسانی دماغ کو عرش ہفتم پہ لے جاتی ہیں۔ سارے خطوں کا واحد جواب جو ان کی طرف سے دیا گیا۔ وہ تھا۔ جو اخبار مارننگ پوسٹ میں بے حد اختصار کے ساتھ چھپا۔ اور جس میں لکھا تھا کہ ایسے کرمفرما عنایت کی راہ سے مبارکباد کے خط یا تصویر دار پوسٹ کارڈ بھیجنے کی زحمت گوارا نہ کریں۔ وہ بیکار ہیں اور محض ردی کی ٹوکری بھرنے میں مدد دیتے ہیں۔

اس سلسلہ میں وہ اس کا بھی اعلان کرنا چاہتے تھے کہ خواہ کچھ ہو۔ قانون ضرور پاس کیا جائے گا۔ مگر اس خیال سے رک گئے۔ کہ لوگ شاید اس کو خودنمائی پہ محمول کریں گے۔

سپرنٹنڈنٹ فالسٹھ سے جو اس کارِ خاص پہ مامور ہو چکا تھا۔ البتہ کبھی ان کی باتیں ہو جاتی تھیں۔ اور ضمناً اس نامور جاسوس کو اس خوف کا اندازہ کرنے کا بھی موقعہ مل جاتا تھا۔ جو ہر قسم کے مضبوط ارادوں کے باوجود سرفلپ کے دل کو لگا ہوا تھا۔

"کیوں فالسٹھ" وہ ایک نہیں سو بار پوچھ چکے تھے۔ "تمہاری رائے میں یہ خطرہ کوئی واقعیت رکھتا ہے؟"

جس کے جواب میں فالسٹھ ہمیشہ تسلی آمیز باتیں کہہ کر ان کا اطمینان کرا دیتا۔ اور اس قصوٹے کے تاروں میں یہ کہہ کر اپنے جی کو سمجھاتا کہ جو آدمی پہلے ہی ڈرتا ہو۔ اس کو ڈرانا کسی مذہب یا آئین اخلاق میں روا نہیں۔ اور پھر انجام کار دھمکی فضول ثابت ہوئی۔ تو میں سچا اور جو نہ ہوئی... تو... مجھکو بہت ٹا کہنے والا زندہ ہی نہ ہوگا۔

جیسا بیان کیا گیا ہے۔ سرفلپ اور فالسٹھ میں گاہ بگاہ اس معاملہ پر گفتگو ہوتی

رہتی تھی۔ اور وزیر خارجہ کی قوت مشاہدہ چونکہ تیز تھی۔ اس لئے ایک دو مرتبہ افسر پولیس کو حیرت سے گھورتے دیکھ کر انہوں نے اس ناگفتہ سوال کا جواب بھی دیا۔ جسے عام حالات میں وہ شاید نا قابل التفات سمجھتے۔

"تم شاید سوچتے ہو۔ میں خطرہ سے واقف ہو کر کیوں اس قانون پر زور دے رہا ہوں" انہوں نے کہا "مگر بات یہ ہے میں نہیں جانتا خطرہ کسے کہتے ہیں۔ میں نے اپنی عمر میں کبھی جسمانی اذیت برداشت نہیں کی۔ اور گو ڈاکٹروں کے بیان میں میرا دل کمزور ہے تاہم درد اور تکلیف ایسے لفظ ہیں جن کے معنی عملی طور پر مجھ کو معلوم نہیں۔ موت کیا چیز ہے اور اس سے تکلیف ہوتی ہے یا نہیں؟ اس کا حال بھی میں نہیں جانتا۔ حکیم سقراط کے لفظوں میں میں یہ کہتا ہوں کہ جب موت نظر انسانی سے چھپا کر رکھی گئی ہے تو آدمی کیوں اس کا حال جاننے کی کوشش کرے؟ علاوہ ازیں جب قدرت کا کوئی عمل موجب تکلیف نہیں تو موت کیوں تکلیف دہ سمجھی جا سکتی ہے؟ پس میں موت سے نہیں ڈرتا۔ فقط ۔۔۔ مرنے سے ڈرتا ہوں۔"

فالمنتھ بے چارہ فلسفہ کی ان لطافتوں کو کیا سمجھتا۔ دکھاوے کے لئے سر ہلا کر کہنے لگا۔

"جی بجا ہے۔ بالکل بجا ہے۔"

"لیکن وزیر خارجہ نے ۔۔۔ وہ اس وقت پوٹلینڈ پلیس والے محل میں بیٹھے تھے ۔۔۔ تقریر جاری رکھ کر کہا "میں اگرچہ ایک طرف موت کی تکلیف سے واقف نہیں تاہم مقابلہ میں وعدہ شکنی کے نتیجے سمجھتا ہوں۔ اسلئے موت کے خوف سے جو ممکن ہے فرضی ہو۔ وہ کام کرنا نہیں چاہتا جو باقی زندگی اجیرن کر دے۔"

یہ خیالات تھے جو سر فلپ رمین کو مسودہ زیر بحث پاس کرنے پر اکسا رہے تھے۔ مگر جن کا صحیح مطلب نہ سمجھ کر فریق مخالف عموماً کہا کرتا تھا "رائٹ آنریبل جنٹلمین کا ذہن عجیب

پیچیدہ اور پُراسرار واقع ہوا ہے۔"

اور سپرنٹنڈنٹ فالمتھ بھی ظاہر میں ان باتوں کو دلچسپی سے سنتے ہوئے دل میں [illegible] اس کے لو احقوں کو صلواتیں کہہ رہا تھا۔

وزیر خارجہ کی اس تقریر کے بعد تھوڑی دیر سکوت رہا۔ پھر [illegible] نے فلسفہ کے ذہنیات سے حقیقی مشکلات کی طرف آتے ہوئے کہا۔

"جناب عالی۔ ہر قسم کی احتیاطی کار [illegible] رہی ہیں۔ میرا خیال ہے ایک دو ہفتوں کے لئے آپ [illegible] ہمارے دو آدمی ہر وقت آپ کے ساتھ رہیں۔ [illegible] مکان کی حفاظت کیا کریں۔ اور کچھ دفتر خارجہ میں بھی رہیں گے۔"

سر فلپ ایسے احتساب کو دل سے ناپسند کرتے تھے۔ مگر اس وقت مجبوراً مان گئے اور اس کے بعد جب اپنی بند موٹر میں پارلیمنٹ کی طرف گئے۔ تو سمجھ لیا وہ سائیکل سوار جو موٹر کے سامنے ادھر دونو طرف چل رہے تھے کون ہیں اور کیوں دو اور ان کے پیچھے پیلیس یارڈ میں چلے آ رہے ہیں۔

اس سہ پہر پارلیمنٹ کے اجلاس میں آپ نے اطلاع دی کہ آج سے دسویں روز منگل کے دن غیر ملکی سیاسی مجرموں کی حوالگی کے مسودہ قانون کی دوسری[ل] خواندگی عمل میں آئے گی۔

۶

شام کو نارتھ ٹاور گارڈنز میں مینفرڈ کی بیوی گونسالز سے ملاقات ہوئی۔ تو باغ کا نقشہ فردوس بریں کا منظر پیش کرتا تھا۔

صاف ہوا کی تازگی۔ سبزہ کی محویت قمقمہ بلورین کی روشنی اور ماہ وش نازنینوں کا خرام یہی معلوم ہوتا تھا۔ اندر کا اکھاڑہ عرش سے فرش زمین پر آ گیا ہے۔

ایک طرف فوجی بینڈ بجتا تھا۔ کچھ لوگ سیر کرتے ہوئے چھڑی سے تال دیتے جا رہے تھے

[ل] پارلیمنٹ میں کسی قانون کے پاس ہونے سے پہلے اسے تین بار مختلف اوقات میں پڑھ کر سنایا جاتا ہے

"ٹیری کا حال کہو؟" مینفرڈ نے ساتھی کی طرف مڑ کر پوچھا۔

"وہ آج پاپیکرٹ کے ساتھ شہر کے نظارے دیکھتا ہے۔" گونسالز نے جواب دیا۔ اور دونوں ہنس پڑے۔

"کوئی تازہ خبر؟"

"کچھ نہیں۔ گرین پارک میں آج میری اس چالاک سراغرسان فالمتھ سے ملاقات ہوئی تھی دوران گفتگو میں اس نے چار منصف آدمیوں کے بارہ میں میری بھی رائے پوچھی۔"

"خوب!" اور دونو پھر ہنسنے لگے۔

گونسالز نے چند ایک سوالات اور پوچھے جن کا جواب مینفرڈ نے زیادہ تر سر کے اشاروں سے دیا۔

"تو سب تیاری مکمل ہے؟"

مینفرڈ نے اس کا جواب بھی سر ہلا کر دے دیا۔

بینڈ کی آواز آخری پردہ رگت پر ختم ہو گئی تھی۔ اوروں کے ساتھ مل کر انہوں نے بھی زور کے چیرز دیے۔

دفعتاً مینفرڈ بولا۔

"جگہ کا انتظام ہو گیا۔ اب میرے خیال میں اکٹھے رہنا چاہیئے!"

"سامان آ چکا؟"

مینفرڈ نے چمکتی ہوئی نظروں سے دیکھا اور جواب دیا۔

"قریباً آ گیا۔"

تھوڑی دیر بعد جب بینڈ نے گاڈ سیو دی کنگ بجایا۔ تو انہوں نے پاس ادب سے ٹوپیاں اتاریں۔

بینڈ بند ہوتے ہی لوگ منتشر ہونے لگے۔ یہ بھی ہجوم میں مل کر ایک طرف ہو لیے۔

باغ میں صد ہا گیس لیمپ روشن تھے۔ گیس کی مدھم بو ہوا میں ملی ہوئی پائی جاتی تھی۔

"اب کی بار یوں نہ ہو۔" گونسالز نے آہستہ سے کہا۔

"بالکل نہیں" ہینفرڈ نے جواب دیا۔

اور دونوں سمجھ گئے کہ اشارہ گیس کے متعلق تھا۔

باب - ۴

تیاری

ا

ان دنوں ذیل کا اشتہار اخبار "نیوز پیپر پروپرائٹر" میں شائع ہوتا تھا۔

بکاؤ ہے

"زنکو انگریونگ کا دیرینہ کارخانہ بالکل نئی مشین حال میں لگائی گئی تھی۔ کیمیائی مرکبات کا بھاری ذخیرہ ساتھ ہے . . .

پتہ کی جگہ بکس نمبر تھا۔ مگر چھاپہ کی دنیا میں ہر شخص سمجھ گیا کہ مسٹر ہیتھرنگٹن کا کارخانہ ہے جو ایک مدت سے گھاٹے پر چل رہا تھا۔

فوٹو انگریونگ کا کام اب اتنا مشہور ہے کہ توضیح لاحاصل ہوگی۔ نہ جاننے والے بھی اتنا سمجھتے ہیں کہ اس میں خراد۔ دھات اور تیز آرک لیمپوں سے کام لیا جاتا ہے۔ اور جاننے والے جانتے ہیں کہ وہ خوشنما تصویریں جو رسالوں اور کتابوں میں دیکھی جاتی ہیں۔ یہیں تیار ہوتی ہیں۔

جیسا بیان کیا گیا ہے ہیتھرنگٹن کا کارخانہ مدت سے خسارہ پر چلا آتا تھا۔ اور امر باعث حیرت بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ تیز مقابلہ کے اس زمانہ میں جو کارخانہ اونٹے تصویر

جھگڑے دامون نیار کرتا ہو۔ بڑا ہی احمق شخص ہوگا جو اس کی سرپرستی کرے۔

اشتہار جو نقل کیا گیا ہے۔ برابر تین ماہ سے نکل رہا تھا۔ مگر اب تک کسی کو خرید کی جرات نہ ہو سکی۔ اول اس لئے کہ جگہ فلیٹ سٹریٹ سے دور کا زابی سٹریٹ میں تھی دوم اس لئے بھی کہ مشینیں گھسی ہوئی اور بہت پرانی تھیں جس سے ضمناً ثابت ہوتا ہے کہ اشتہاری دھوکا ترقی اخلاق کے اس زمانہ میں بھی قائم چلا جاتا ہے

کارخانہ کارٹسی کیبرے سٹریٹ میں رہتا تھا۔ اس سے مل کر مینفرڈ نے معلوم کیا کہ خریداری شرط نہیں۔ کوئی چاہے تو عرصہ معینہ کے لئے اسے کرایہ پر لے سکتا ہے۔ دونو صورتوں میں قبضہ فوراً دیا جائے گا۔ مزید استفسار پر ۔۔ اوپر کی منزل سکونت کے لئے خالی ہے۔ کرایہ کی ضمانت میں کسی بنک کی ضمانت درکار ہوگی۔ خریداری میں ... نہیں۔

جس دن ٹرسٹی کی مینفرڈ سے باتیں ہوئی ہیں۔ اسی رات قرض خواہوں کے ایک جلسہ میں اس نے کہا۔

"مجھے یہ آدمی کچھ پاگل معلوم ہوتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے ارزاں تصویریں چھاپ کر مصوری کی دنیا میں انقلاب پیدا کر دے گا۔ کہتا تھا میں ایک چھوٹی سی کمپنی قائم کر رہا ہوں۔ یہ ہو جائے تو کارخانہ خرید لیا جائے گا۔"

مزید دیکھئے کہ اسی روز ایک درخواست صاحب رجسٹرار کمپنی ہائے مشترکہ کے اجلاس میں بدیں مضمون پیش ہوئی کہ اشخاص ذیل:۔

ٹامس براؤن۔ تاجر۔
آرتھر ڈبلیو۔ نائٹ جنٹلمین۔
جیمز سلکرک۔ مصور
اینڈ ریو کوہن۔ ساہوکار ادر
جیمز ریچ۔ مصور

مشترک سرمایہ کی ایک کمپنی قائم کرکے فوٹو انگریونگ کا کام شروع کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس مطلب کے لئے جتنا سرمایہ درکار تھا وہ حصوں کی فروخت سے پورا کرلیا گیا ہے۔

ضمناً واضح ہو کہ مینفرڈ مصنف ہونے کے علاوہ مصور بھی تھا۔

پارلیمنٹ میں غیر ملکی سیاسی مجرموں کی حوالگی کے مسودہ قانون کی دوسری خواندگی میں پانچ دن باقی تھے۔ کہ یہ لوگ کارخانہ انگریونگ میں اٹھ گئے۔

"کئی سال گذرے" مینفرڈ نے مسکرا کر اپنے ساتھیوں سے کہا "میں جب پہلی بار لندن آیا تو معلوم ہوا تھا۔ اس شہر میں شخصیت چھپانے کا سہل طریقہ لمیٹڈ کمپنی کی اوٹ تلاش کرنا ہے۔ کسی نامعلوم وجہ سے لوگ ایسی کمپنیوں کے ڈائرکٹروں کو صاحب عزت اور لائق اعتماد سمجھتے ہیں۔ شک ہو تو اسے تھوڑی نمائش سے رفع کیا جاسکتا ہے۔"

فائن آرٹ ری پروڈکشن سنڈیکیٹ۔ یہ اس کمپنی کا نام تھا۔ اور سامان پر قبضہ پانے کے ایک ہی دن بعد گونسالز نے کمپنی کی طرف سے ایک خوشنما اشتہار شائع کرکے اعلان کیا کہ یکم اکتوبر سے کام شروع کردیا جائے گا۔ اشتہار کے آخر میں درج تھا "ہمارے پاس چونکہ عملہ کافی ہے اس لئے نئے آدمیوں کی ضرورت نہیں۔ کمیشن ایجنٹ صرف اوقات مقررہ پر مل سکتے ہیں۔ ہر قسم کی خط وکتابت مینیجر کے نام ہونی چاہیئے۔"

ظاہر میں ایک سادہ دوکان تھی جسکے نقشہ میں ٹوٹی ہوئی کلیں اور متفرقات، سابقہ ملکیت کی یادگار بجنسہ موجود۔ زیریں منزل میں دفتر جہاں گرد آلود سامان، خط وکتابت کے پرانے فائل اور بے شمار خانے پرانی لیبلیوں اور خطوں سے بھرے ہوئے جنہیں کسی اگلے مہر نے دفتر پر تنخواہ نہ ملنے کی بددلی سے جمع کردیا ہوگا۔

اوپر ورکشاپ۔ ورکشاپ پر گودام اور سب سے اونچی منزل میں وہ کیمرے اور آرک لمپ جو اس تجارت کا لازمہ ہیں۔

بیٹھنے کی جگہ پچھلی طرف تین مختصر کمروں میں تھی۔ وہ ان میں سے ایک میں قبضہ پانے

کے دو دن بعد شہر کیڈز کے چار منصف آدمی بیٹھے تھے۔

سردی قبل از وقت شروع ہو گئی تھی۔ مٹیالے آسمان سے بارش کے تیز سرد قطرے زور زور سے گر رہے تھے۔ گرم میٹھک میں زرد آگ کے لپلپاتے ہوئے شعلے فرحت پیدا کر رہے تھے۔

کمرہ فرنیچر کے بہترین سامان سے مزین اور میز پر رکھا ہوا سموزہ اس بات کی علامت تھا کہ مکین عمدہ خوراک کے شائق ہیں۔

گونساز سنہری کمانی کا چشمہ لگائے ایک چھوٹی سرخ کتاب پڑھتا تھا۔ پائیگرٹ ناک کھینچتے اور مینفرڈ لمبا تپا سگار پیتے ہوئے سامان کیمیا کی فہرست دیکھنے میں مشغول تھا۔ صرف چوتھا یعنی ہیری عرف سائمنٹ آگ کے پاس بیکار بیٹھا ہوا کبھی انگلیاں مروڑتا کبھی آتشدان کو دیکھنے لگتا تھا۔

تقسیم خیالات کی وجہ سے گفتگو مختصر جملوں میں اوقات متفرق پر ہوتی تھی دفعتاً ہیری نے اصلی معاملہ کی طرف آتے ہوئے سب کی توجہ نقطہ واحد پر مبذول کی پیچھے مڑ کر جھنکے دار آواز میں کہنے لگا۔

"آخر کب تک مجھے آپ کے ساتھ رہنا ہوگا؟"

پائیگرٹ نے چاک کا ٹکڑا رکھ دیا اور فرانسیسی میں کہا۔

"یہ تیسرا موقعہ وہی سوال پوچھنے کا ہے۔"

"خدا کے لئے ہسپانی میں جواب دو۔" ہیری نے جوش سے کہا "میرے لئے اس نئی زبان کو سمجھنا اتنا ہی دشوار ہے جیسے آپ لوگوں کے خیالات معلوم کرنا۔"

"میں کیا پہلے نہیں کہہ چکا" مینفرڈ نے اب ہسپانی میں جواب دیا۔ "کہ تمہیں اس کام کے خاتمہ تک ٹھیرنا پڑے گا۔"

ہیری نے غرا کر منہ پھیر لیا۔ پھر بڑبڑا کر کہنے لگا۔

میں اس زندگی سے تنگ آگیا ہوں۔ ہر وقت دوسروں کی حفاظت میں رہنا میں برداشت نہیں کر سکتا۔ مجھے جانے دو۔ میں جزیروں میں آزاد تھا... میں آزاد رہنا چاہتا ہوں"

"اور میں بھی" مینفرڈ نے آہستہ سے کہا۔ "مگر فرصت ہمیشہ کام کے بعد مزا دیتی ہے"

ٹیری ایک لمحہ چپ رہا۔ پھر اچانک بھڑک اٹھا۔

"تم کون ہو؟... کون ہو؟ کیوں مارنا چاہتے ہو؟ انارکسٹ ہو؟... تمہیں اس کام سے کیا فائدہ ہے؟"

ٹیری کے جوش آمیز لفظوں کا گونزالز، پائیکوٹ اور مینفرڈ کسی پر اثر نہیں ہوا۔ ہاں گونزالز کا ریش و بروت سے صاف چہرہ متبسم ہو گیا۔ ٹیری کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا

"واہ! خوب! اونچی ناک۔ تنگ پیشانی۔ پھولے ہوئے نتھنے..."

ہیئت انسانی کا ماہر خدا جانے اور کیا کہتا۔ مگر ٹیری کو کھڑا ہوتے دیکھ کر رک گیا۔

"تم کون ہو؟" اس نے تینوں کی طرف قہر آلود نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔ "اور کیا ضمانت ہے مجھے اس کام کا معاوضہ دو گے؟ کیوں تم نے مجھے قید کر رکھا ہے۔ کیوں اخبار پڑھنے، بازار جانے اور کسی آدمی سے جو میری زبان جانتا ہو۔ باتیں کرنے نہیں دیتے؟ تم ہسپانی نہیں ہو" اس نے گونزالز سے کہا۔ اور پھر باقیوں کی طرف مڑ کر "نہ تم... نہ تم۔ بیشک ہسپانی بولنا تمہیں آتا ہے۔ مگر میں جانتا ہوں تم اس ملک کے رہنے والے نہیں ہو۔ تم مارنا چاہتے ہو۔ مگر یہ نہیں کہتے کس طرح؟..."

آخر مینفرڈ اٹھا۔ ایک ہاتھ ٹیری کے کندھے پر رکھ کر اس نے چبھتے ہوئے لفظوں میں کہا۔

"سینیور[۱] صبر کرو۔ صبر کرو" اس کے لہجے میں بے جا درشتی قطعاً نہ تھی۔ "میں نے پیشتر سمجھایا تھا۔ اب پھر کہتا ہوں۔ ہم نفع کی خاطر نہیں مارتے۔ یہ دونوں اصحاب" اس نے گونزالز اور پائیکوٹ

۱۔ مسٹر کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "ساٹھ سترلاکھ پٹے[۱] سے زیادہ جائداد رکھتے ہیں۔ اور میں۔۔۔ میں بھی کم مالدار نہیں ہوں۔ ہم فقط ان لوگوں کو مارتے ہیں۔۔۔ اور ہمیشہ ماریں گے۔ جو ظالم ہیں۔ اور جن کے ظلم کی دنیا دی قانون میں کوئی فریاد نہیں۔ اگر۔۔ اگر" وہ رک گیا۔ پھر ٹیری کی طرف ہنجمس نظروں سے دیکھ کر بولا۔ "اگر ہم نے تم کو ہلاک کیا۔ تو یہ اپنی قسم کا پہلا قتل ہو گا۔۔۔"

ٹیری گھبرا کر دو قدم ہٹا۔ اور دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ چہرہ سپید۔ دانت نکلے ہوئے۔ آنکھیں شعلہ بار۔ اس کی صورت تنگ آئے ہوئے بھیڑیئے سے ملتی تھی

"مجھے!۔۔۔ مجھ کو!" اس نے لکنت آمیز لہجہ میں کہا۔ "کیا مجھ کو قتل کرو گے؟"

باقی دونوں چپ تھے۔ فقط اسینفرڈ نے اٹھا ہوا بازو جھکا کر جواب دیا۔

"تم کو۔ اگر یوں حیران کرتے رہو گے۔۔۔ لیکن یہ ہمارے لئے بالکل نیا کام ہو گا۔ کیونکہ آج تک ہم نے کسی کو اپنی غرض کے لئے نہیں مارا۔ تم اس فہرست میں پہلے آدمی ہو گے"

پائیکرافٹ نے ٹیری کو رحم آمیز نظروں سے دیکھا اور کہا۔

"تمہیں اس لئے شامل کیا گیا تھا۔ کہ اس راز کو فاش نہ کرو۔ نہ مانو گے تو کرنے سے پہلے مرنا پڑے گا۔"

"اب سمجھے؟" مینفرڈ نے پرسکون لہجہ میں پوچھا "یاد رکھو۔ وفادار رہنے کی صورت میں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ تم کو معقول انعام دیا جائے گا۔ اور آئندہ اس لڑکی کے ساتھ خوش ہو کر رہو گے۔ جو نصیبہ جرزمیں انتظار کرتی ہے۔"

ٹیری نے لاپروائی سے شانوں کو حرکت دی۔ پھر بیٹھ گیا۔ مگر سگرٹ جلاتے وقت دونوں ہاتھ زور زور سے کانپ رہے تھے

"یاد رکھو۔ ہم تمہیں قید رکھنا نہیں چاہتے۔ آئندہ اور آزادی دی جائے گی۔ تم ہر روز

---

[۱] ہسپانیہ کا ایک سکہ ہندوستان کی اٹھنی کے برابر۔

۳ ۴ ۷ ۲

سپرد کرنے جا سکو گے۔ محض چند دن کی بات ہے۔ اس کے بعد مزے سے ہسپانیہ جا سکتے ہو جیل خانہ غرناطہ میں لوگ تمہیں خاموش ٹیری کہتے تھے۔ عمل سے ثابت کرو۔ یہ نام ٹھیک تھا۔"

۲

یہاں پر ٹیری کا قصہ ختم ہوا۔ وہ تینوں میں آپس کی گفتگو شروع ہو گئی۔ اب ان کی باتیں انگریزی میں ہوتی تھیں۔ جس کا ایک لفظ بھی چوتھے کی سمجھ میں نہ آتا تھا۔

"رفتہ رفتہ راہ پر آ جائے گا۔" گونسالز نے ٹیری کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ "جب سے ہم نے انگریزی لباس پہنایا ہے۔ کوئی اسے پہچان نہیں سکتا۔ روزمرہ داڑھی صاف کرنا بیشک اس کے لئے مصیبت ہے۔ مگر سوائے اس کے چارہ نہیں۔ رنگت بھی گوری ہے۔ میں سرِ بازار چونکہ بولنے نہیں دیتا۔ اس لئے گھبراتا ہے۔"

مینفرڈ نے گفتگو کو زیادہ اہم معاملات کی طرف پھیرا۔

"دو اطلاعیں اور بھیجی جائیں گی۔" اس نے وزیر خارجہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "جن میں سے آخری اس کے ہاتھ میں پہنچائی ہوگی۔ اس میں شک نہیں بہت دلیر آدمی ہے۔"

"اور گارسٹیا... اس کا کیا حال ہے؟" پائیکرٹ نے پوچھا۔

مینفرڈ ہنسنے لگا۔

"میں نے اتوار کی رات اسے دیکھا تھا۔ اس بڑھاپے میں بھی اچھی وجاہت رکھتا ہے اس کی جوشیلی تقریروں کا حال کیا کہنا۔ اس روز حقوق انسانی کے مسئلہ پر لیکچر دے رہا تھا۔ میں نے ہال کی پچھلی صف میں کھڑے ہو کر سنا۔ خدا جانتا ہے اُسے تقریر کرتے دیکھ کر روسو[1] میرابو اور برائٹ کا نقشہ آنکھوں میں پھر رہا تھا۔ سننے والے... عام بازاری نوجوان تھے۔ جو شاید اس لئے آ گئے کہ دوستوں سے فخریہ کہ سکیں ہم نے ایک انارکسٹ

---

[1] روسو ایک مشہور فرانسیسی انقلاب پسند۔ میرابو فرانس کا نامی مدبر جو اگر زندہ رہتا تو شاید فرانس کا انقلاب اتنا تباہ کن ثابت نہ ہوتا۔ برائٹ انگلستان کا ایک فصیح البیان سیاست دان تھا جس نے ۱۸۸۹ء میں انتقال کیا۔

کو لیکچر دیتے سنا تھا۔"

بائیکرٹ بے صبری سے میز کا سرا بجانے لگا۔

"کیا بات ہے" اس نے مینفرڈ سے پوچھا۔ "ایسی باتوں میں کامیڈی کا عنصر کیوں شامل ہو جاتا ہے؟"

مینفرڈ ہنسا۔

"اینڈرسن کا واقعہ یاد ہو گا" اس نے جواب دیا۔ "ہم نے جب منہ بند کر کے اسے کرسی کے ساتھ جکڑ دیا۔ تو اس وقت جب کمرہ کی مدھم روشنی میں۔ تم۔ لیون اور ہمارا منفرد دوست کلبرٹس[1] نقاب ڈالے کھڑے تھے۔ جب اینڈرسن مجھ سے موت کا حکم سن کر آنکھوں ہی آنکھوں میں التجائے رحم کر رہا تھا۔ تو۔۔۔ یاد ہے۔ باورچی خانہ سے بھنے ہوئے پیاز کی بو آ رہی تھی؟"

"اسی طرح کا واقعہ شاہ سردیہ کے قاتل کی سزا پر پیش آیا تھا" گونسالز نے کہا۔

بائیکرٹ نے سر کے اشارہ سے ہاں کہی۔ اور پوچھا "گارسٹ[2] کا ذکر کرتے ہو جو انہوں نے پہنی تھی؟"

دونوں ہنسنے لگے۔

"اس دنیا میں" مینفرڈ نے فلسفیانہ انداز سے کہا "راحت و رنج کامیڈی[3] اور ٹریجڈی ملے ہوئے نظر آتے ہیں۔ نگارشیا کو دیکھو۔ قوم کی باگ اس کے ہاتھ میں ہے۔ مگر تقریر سننے کون آتا ہے؟ چند بے فکرے نوجوان۔۔ دوکانوں میں کام کرنے والی غیر ذمہ دار عورتیں"

پیٹری چپ چاپ دونو ہاتھوں سے سر تھامے۔ آتش دان کی طرف دیکھتا ہوا سگرٹ پی رہا تھا۔

"ذکر اس نئے معاملہ کا تھا" گونسالز نے گفتگو کو پھر وزیر خارجہ کی طرف لاتے ہوئے

---

[1] چار مضبوط آدمیوں کا وہ ساتھی جس کی ہلاکت کا ذکر پیشتر آ چکا ہے [2] محرم کی قسم کا زنانہ انگریزی لباس [3] کامیڈی اور ٹریجڈی مراد مذاق اور سانحہ۔

کہا۔ "میری رائے میں یوم مقررہ سے پہلے کوئی کام نہیں ہے؟"

"نہ"

"اور۔۔۔ بعد؟"

"تصویروں کی تجارت"

"میں اصلی کام کا ذکر کرتا ہوں" پائیکرسٹ نے لہجہ اصرار میں پوچھا

"آہ۔۔۔ ہالینڈ میں ہرہینس وان ڈربل کا معاملہ ہے۔ مگر وہ بہت سادہ ہوگا۔ اس میں اطلاع دینے کی بھی حاجت نہیں۔"

پائیکرسٹ کے چہرہ پر تعجب زدگی کے آثار پیدا ہوگئے۔ بولا۔

"اچھا ہوا۔ وان ڈربل کا ذکر آگیا۔ میرے نزدیک وہ اس سے بہت پہلے طے ہوجانا چاہیئے تھا۔"

"لیکن کہاں؟۔۔۔ ہک آف ہالینڈ میں یا فلشنگ۔۔۔؟

"ہک کے لیے وقت مل جائے تو اچھا ہے۔"

"اور ٹیری؟"

"اس سے میں نپٹ لوں گا۔" گونسالز نے سرسری انداز سے کہا۔ "خشکی سے ہوکر جرمنی چھوڑ آئیں گے۔ جہاں وہ لڑکی اس کا انتظار کرتی ہے۔" اور ہنسنے لگا۔

اس بحث میں دسواں سگرٹ جل چکا۔ تو گونسالز سیدھا ہوکر بیٹھ گیا۔

"میں یہ کہنا بھول گیا۔" اس نے دفعتاً سنجیدگی سے کہا۔ "کہ آج میں جب ٹیری کو سیر کرانے لے گیا۔ تو وہ جگہ جگہ پوسٹر لگے ہوئے دیکھ کر متعجب نظر آتا تھا۔ مجھ سے پوچھا۔ کیا اشتہار ہے۔ جسے اتنے آدمی پڑھ رہے ہیں؟ میں نے بہانہ کرکے ٹال دیا۔ مگر بعد میں اس جھوٹ

ؔ مطلب یہ ہے کہ وزیر خارجہ سے فارغ ہوکر اس آدمی کو سزا دی جائے گی ؔ ان مقامات کے نام جہاں وان ڈربل کو غرق کرنا منظور ہے۔

پر رنج بھی ہو۔" واقعہ میں گونسالز پورا صادق القول تھا۔ بہرحال بس یا لاٹری کے متعلق کوئی فرضی قصہ بیان کرنے سے اس کا اطمینان ہو گیا۔"

ٹیری اب تک خاموش بیٹھا تھا۔ اس وقت اپنا نام سن کر چونکا۔ اور متعجبانہ دیکھنے لگا

"تھوڑی دیر اس کو بہلائیے" مینفرڈ نے اٹھتے ہوئے گونسالز سے کہا "ہم اور پائیکرٹ ایک تجربہ کر کے آتے ہیں۔"

دونوں ایک تنگ برآمدہ سے گذر کر سرے پر پہنچ گئے۔ سامنے کی طرف چوڑا بند دروازہ تھا۔ مینفرڈ نے کنجی نکال کر اسے کھولا۔ اور آگے بڑھ کر بٹن دبایا۔ غبار آلود برقی لمپ کی مدھم روشنی چاروں طرف پھیل گئی۔ سارا کمرہ متفرق سامان سے بھرا ہوا۔ مگر وہ الماریاں صاف کر کے ان میں بے شمار چھوٹی چھوٹی بوتلیں چنی ہوئی نظر آتی تھیں۔ ہر ایک شیشی پر نمبر تھا۔ پاس ہی سبز بانات سے ڈھکی ہوئی چوڑی میز پر متفرق اوزان لسٹ ٹیوبیں۔ سائنس کے آلات۔ چھوٹے تار اور دو عجیب الوضع کلیں موجود تھیں۔ ویسی ہی جو گیس تیار کرنے کے کام آتی ہیں۔

پائیکرٹ نے کرسی کھینچ کر میز کے برابر رکھ دی۔ اور ایک دھات کی بنی ہوئی کٹوری جو پانی میں تیر رہی تھی۔ اٹھائی۔ مینفرڈ پیچھے کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا۔ اس نے برتن کے سیال کی تعریف کی جس کا جواب پائیکرٹ نے سر کے ہلکے خم سے دیا۔

ہر طرح مطمئن ہو کر اس نے کہا۔

"شکر ہے اس تجربہ میں کامیابی ہوئی۔ ترکیب صحیح ہے۔ کسی دن کام آ جائیگی"

اس نے برتن کو میز پانی کے اندر رکھ کر لکڑی کے ٹھنڈے برادہ کی ایک مٹھی بھری اور بڑی احتیاط سے اس کو برتن کے گرد بچھاتے ہوئے کہنے لگا۔

"آتش گیر مادوں کی دنیا میں کوئی چیز اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ تھلکہ پیدا کرنے والی دریافت ہے۔"

پھر اس نے الماری سے ایک چھوٹی سی شیشی نکال کر اسی ہاتھ سے ڈاٹ کھولا۔ اور کسی بے رنگ دوا کے چند قطرے برتن میں بھرے ہوئے سیال کے اندر ڈال دیئے

"اب بالکل بے ضرر ہو گیا"۔ اس نے اطمینان کی سانس لیتے ہوئے کہا۔ "خدا جانتا ہے میں بزدل نہیں ہوں، مگر اس کو ہاتھ لگاتے ہوئے میرا بھی دل بیٹھا جاتا تھا۔ دوا شامل کرنے سے پہلے یہ مادہ اتنا آتش گیر تھا کہ ایک کٹوری سے سارا شہر اڑایا جا سکتا"۔

"کیسی تیز بو آ رہی ہے" مینفرڈ نے رومال سے منہ ڈھکتے ہوئے کہا۔

دودھیا دھوئیں کی ہلکی لکیر برتن سے اٹھ رہی تھی۔

"میں ایسی بوؤں کا عادی ہو چکا ہوں" پائیکرٹ نے جواب دیا۔ اور پھر شیشہ کی پتلی منہ نالی کا سرا اس عرق میں ڈبو کر نکالا۔

سرخ رنگ کے چھوٹے چھوٹے قطرے آہستہ آہستہ کٹوری میں گر رہے تھے۔

"ٹھیک ہے"۔ اس نے کہا۔

"اب کیا طاقت سلب ہو گئی؟" مینفرڈ نے پوچھا۔

"بالکل۔ یہ اب اتنی ہی بے ضرر چیز ہے جیسے گرم چائے"

پائیکرٹ نے نالی کا سرا کپڑے سے پونچھ کر صاف کیا۔ پھر ساتھی کی طرف مڑا

"اب؟" اس نے پوچھا۔

مینفرڈ نے جواب دینے کی بجائے کمرہ کے کونے میں رکھی ہوئی پرانی وضع کی تجوری کا پٹ کھولا۔ اور پالش کی ہوئی لکڑی کا بکس نکال کر دکھانے لگا۔

"ٹیری اگر سچ مچ وہ کمال رکھتا ہے، جس کا اسے دعویٰ تھا۔ تو یہ چیز سر فلپ مین کی ہلاکت کے لئے کافی ہے"۔

پائیکرٹ نے ڈھکنا کھول کر غور سے دیکھا۔ پھر کہا۔ "خوب! کیا ٹیری جانتا ہے اس نے کتنی سنسنی پیدا کر رکھی ہے؟"

مینفرڈ نے بکس کو پھر بند کر دیا۔ اور اُسے دوبارہ تجوری میں رکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"کیا میری جانتی ہے وہ چوتھا منصف آدمی ہے؟" خود ہی آہستہ سے "غالباً نہیں... اور اچھا ہے نہیں جانتا۔ کیونکہ ایک ہزار پونڈ یا ۳۰ ہزار پسٹہ کی رقم... وعدہ معافی... اور جبر کی لڑکی یہ کم لالچ نہیں ہے!"

۳

ایک بالکل ہی نیا خیال میگا فون کے رپورٹر سمتھ کے دل میں پیدا ہوا اور وہ جھٹ اسے لے کر مدیر معاون کے پاس گیا۔

"تجویز بری نہیں"۔ ایڈیٹر نے تسلیم کیا جس کا مطلب عام لفظوں میں یہ تھا کہ خوب ہے رپورٹر خوش ہو گیا۔

"آج بیٹھے بیٹھے اتفاقاً خیال آ گیا"۔ اس نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "ان چار منصف آدمیوں میں ایک دو ضرور کسی غیر ملک کے رہنے والے ہوں گے۔ اور کیا عجب انگریزی نہ جانتے ہوں۔ کم از کم اس اشتہار کو انگریزی کے علاوہ اور زبانوں میں چھاپنے سے نقصان کچھ نہیں"

"بے شک۔ بے شک" ایڈیٹر نے جواب دیا "میں خوش ہوں تم نے یہ تجویز سوچی۔ آج ہی اس پر عمل شروع کیا جائے گا۔"

جس گفتگو کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگلے دن کے اخبار میگا فون میں پولیس کا انعامی اشتہار انگریزی کے علاوہ فرانسیسی۔ اطالوی۔ جرمن اور ہسپانی زبانوں میں بھی چھپا ہوا تھا۔

باب ۵

میگافون کے دفتر میں

ا

اخبار میگافون کا مدیر معاون کھانا کھا کر آ رہا تھا کہ دفتر کی سیڑھیوں پر مدیر مسئول مل گئے۔ آخرالذکر جن کی چاند کے بال ہجوم تفکرات سے شباب ہی میں جھڑ گئے تھے۔ دل ہی دل میں کچھ سوچتے سامنے سے آ رہے تھے کہ نائب کو دیکھ کر رک گئے اور پوچھا۔

"کہیئے چار صفحہ آدمیوں کی نئی خبر کیا ہے؟"

"کچھ نہیں" دوسرے نے جواب دیا "پہ سنسنی قائم چلی جاتی ہے۔ لوگ اس کے سوا کسی مضمون سے دلچسپی نہیں لیتے۔ گورنمنٹ بھی ہر قسم کی احتیاطی تدبیریں عمل میں لا رہی ہے"

"عام خیالات کیا ہیں؟"

نائب ایڈیٹر نے شانوں کو حرکت دی۔

"عام خیال یہی معلوم ہوتا ہے کہ انجام کچھ نہ ہوگا۔ بم کا واقعہ عجیب تھا۔ مگر اس کے باوجود..."

مدیر مسئول نے ابرو سکیڑ کر ایک لمحہ غور کیا۔ پھر کہا۔

"تمہاری ذاتی رائے کیا ہے؟"

ایڈیٹر ہنسنے لگا "میری رائے میں دھمکی یہیں تک رہ جائے گی۔ اس میں شک نہیں بیشتر ان لوگوں نے اکثر وارداتیں کی ہیں۔ مگر اس میں کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔ کیونکہ یہاں یہ سوال صاحب وزیر خارجہ کی زندگی کا نہیں۔ گورنمنٹ کے رعب و اقتدار کا ہے۔ اگر ہر غیر ذمہ دار مجرم ایسی دھمکیوں سے سرکاری اہلکاروں کو ڈرانے لگا تو امن و قانون کا خدا حافظ البتہ وہ لوگ تنبیہی چٹھیاں نہ بھیجتے تو شاید کامیاب ہو جاتے۔ مگر اب..."

"خیر دیکھا جائے گا" چیف اڈیٹر نے سرسری طور پر کہا۔ اور چلا گیا۔

دفتر کی سیڑھیوں پر چڑھتے ہوئے نائب مدیر اپنے جی میں سوچ رہا تھا۔ کہ چار آدمیوں کا یہ نیا قصہ کب تک اخبار پر کرنے میں مدد دے گا۔ زمانہ حال کے اخبار نویسوں کو سنسنی پیدا کرنے والے واقعات سے جو دلچسپی ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے ہوگا کہ ایک بار اس کے دل میں یہ خواہش بھی پیدا ہوئی۔ کہ وہ لوگ وزیر خارجہ پر ضرور حملہ کریں: تا کہ اخبار کے لیئے تازہ میٹر مل جائے۔ گو انصافاً تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ وہ سر فلپ کا دشمن نہ تھا۔ یہ سوچتے ہوئے بھی اس کو سچنہ یقین تھا کہ مجرم اپنی کوشش میں کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔

کمرہ بند تھا۔ اس نے کنجی نکال کر قفل کھولا۔ اور اپنی خیالات کے انہماک میں برقی لمپ کا بٹن دبا دیا

اک تیز شعلہ ایسا جو کوندے کے لونکنے سے ملتا تھا پیدا ہوا۔ اس کے بعد وہی تاریکی چھا گئی!

وہ ڈر کر دو قدم ہٹا۔ پھر برآمدہ میں آکر نوکر کو لالٹین لانے کی آواز دی۔

نوکر آگیا۔ تو اس نے مضطربانہ کہا۔

"شاید بجلی کا فیوز جل گیا۔ ذرا دوڑ کر مرمت والے کو بلا لاؤ"

روشنی میں دیکھا تو کمرہ تیز بدبو دار دھوئیں سے پر معلوم ہوا۔ اتنے میں بجلی والا بھی آگیا۔ اس نے لمپ پر نظر ڈالی۔ تو ڈھبری خالی اور بلب اتار کر میز پر رکھا ہوا تھا!

لالٹین کو اونچا اٹھایا تو ایک تار نظر آیا جسے ڈھبری سے نکال کر سیاہ رنگ کے چھوٹے سے بکس سے لگا دیا گیا تھا۔ اور اب دھواں اسی بکس سے نکل رہا تھا!

"کھڑکیاں ایک دم کھول دو"۔ ایڈیٹر نے بیقرار ہو کر حکم دیا۔ اور پھر ٹھنڈے پانی کا ڈول منگا کر صندوقچہ کو اس میں رکھ دیا گیا۔

لالٹین میز پر رکھی گئی تو ایک سبز رنگ کا بند لفافہ نظر آیا۔ جو میز کے وسط میں پڑا ہوا اور اس پر ایڈیٹر میگافون کا پتہ درج تھا۔

معلوم ہوا ابھی رکھا گیا ہے۔ کیونکہ گوند تر تھی۔ کھولا تو خط میں لکھا ہوا تھا:۔

جناب والا۔ آپ کے بٹن دبانے سے کمرہ میں جو تیز شعاع پیدا ہوا تھا۔ اغلب ہے۔ آپ نے اسے بھی ویسا ہی بم سمجھا ہو۔ جس کا ذکر کر کے آپ ہر روز خوش ہوتے ہیں۔ مگر اطمینان فرمائیے یہ بم نہیں ایک بالکل بے ضرر چیز ہے۔ آپ کے دل کو اس سے جو صدمہ ہوا۔ اس کے لئے معافی طلب کرتے ہوئے ہم عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ سیاہ بکس میں میگنیشیم پوڈر کے سوا کوئی چیز نہیں۔ بے شک ہم اگر چاہتے۔ تو اس بے ضرر سفوف کے بدلے نائٹرو گلیسرین[۵] بھر سکتے تھے۔ جس صورت میں بٹن دباتے ہی آپ کا۔ آپ کے اہل عملہ اور ساری عمارت کا پتہ نشان نہ ملتا۔ مگر یقین فرمائیے۔ ہم پیشہ ور قاتل نہیں۔ نہ لا حاصل کشت و خون کے عادی ہیں۔ یہ کبھی محض اس لئے کیا گیا تھا۔ کہ آپ اس عزم و استقلال سے واقف ہو جائیں۔ جو ہمارے دلوں میں کام کرتا ہے۔ اگر ہمارے لئے پارلیمنٹ میں بم رکھنا یا آپ کے کمرہ میں اس طرح کا حادثہ ظہور میں لانا جس سے آپ اتنا ڈر گئے ناممکن نہیں۔ تو صاحب وزیر خارجہ کو ہلاک کرنا کب غیر ممکن ہے؟ پس جان لیجیے کہ وہ اگر غیر ملکی سیاسی مجرموں کی حوالگی کا قانون پاس کرنے سے باز نہ آئے۔ تو خواہ سات پردوں میں چھپ کر بیٹھ جائیں ہم زندہ نہ چھوڑیں گے۔ اس صورت میں دنیا کی کوئی طاقت ان کو محفوظ نہ رکھ سکے گی۔ جب حالات یہ ہوں تو کیا آپ کا ایماندارانہ فرض نہیں ہے کہ صاحب موصوف کی جان بچانے کی کوشش کریں؟ یقیناً ہے۔ اور اس کی واحد صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ہر ممکن طریقہ پر زور دے کر انہیں اس قابل اعتراض قانون کو پاس کرنے سے باز رکھیں۔ انصاف۔ اخلاق اور مصلحت۔ ان تینوں کا یہی تقاضا ہے۔ صاحب وزیر خارجہ

---

۵ ایک بڑا خطرناک آتشگیر ...

اگر اس قانون سے دست بردار ہو جائیں تو ان کا یا ان کی گورنمنٹ کا کچھ نہ بگڑیگا۔ البتہ وہ سچے وطن پرست۔ ملک و قوم کے وہ سچے خیر خواہ جو ایک ظالم و جابر گورنمنٹ کے جوش انتقام سے محفوظ رہنے کو آپ کے مہمان بنے ہیں۔ بچ جائیں گے۔ اور ضمناً صاحب وزیر خارجہ کی گرانقدر ہستی بھی محفوظ رہے گی۔ جن کی واحد خطا یہ ہے کہ ایک خطرناک غلط فہمی میں مبتلا ہو کر اس ناجائز قانون کو پاس کرنا چاہتے ہیں۔ فقط۔

چار منصف آدمی

خط پڑھ کر ایڈیٹر میگافون کی پیشانی ٹھنڈے پسینہ سے تر ہو گئی۔

"اف!" رومال سے منہ پونچھتے ہوئے اس نے کہا۔

آواز سن کر بجلی والا ان کی طرف مڑا اور کہنے لگا "کیوں جناب کیا ہوا؟ خیر تو ہے؟"

"کچھ نہیں۔ کچھ نہیں!" ایڈیٹر صاحب نے مضطربانہ جواب دیا۔ "دیکھو ابھی مجھے بہت سا کام کرنا ہے۔ اس لئے جتنا جلد ممکن ہو۔ بجلی ٹھیک کرنے کی کوشش کرو۔"

مگر کاریگر کا اطمینان نہ ہوا۔ پانی میں تیرتے ہوئے صندوقچہ اور جلی ہوئی تار کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ کیا چیز ہے۔ مجھ سے اگر پوچھئے ۔ ۔ ۔"

"بس میں کچھ پوچھنا نہیں چاہتا۔" ایڈیٹر نے پریشان ہو کر کہا۔ "جلدی کام ختم کرو۔ اور جاؤ۔"

"بہت اچھا۔" کاریگر نے جھینپ کر کہا۔ اور مرمت میں مشغول ہو گیا۔

۲

اس کے آدھا گھنٹہ بعد میگافون کا ایڈیٹر اپنے کمرہ میں بیٹھا ہوا ویلبی سے واقعات حاضرہ پر گفتگو کر رہا تھا۔

ویلبی جس کے برابر شہر لندن میں کوئی آدمی غیر ملکی معلومات نہیں رکھتا۔ پہلے مسکرایا

پھر سنجیدگی سے کہنے لگا۔

"میرا پہلے ہی سے خیال تھا کہ یہ لوگ جو کہتے ہیں وہ کر کے رہیں گے۔ لفاظی یا گادتاری ان کی عادت نہیں ہے۔ یہ جن دنوں جنوا میں تھا۔" مخفی نہ رہے کہ ویلبی ہر قسم کی معلومات ہمیشہ موقعہ پر جا کر حاصل کیا کرتا تھا۔" ٹھیک یاد نہیں جنوا کا ذکر ہے یا صوفیہ کا۔ خیر تو اس موقعہ پر ایک آدمی نے مجھ سے ٹریلوویچ کے قتل کے سارے حالات بیان کئے تھے۔ یہ شخص ٹریلوویچ اس جماعت کا سردار تھا جس نے شاہ سرویہ کو قتل کیا ایک رات وہ ناٹک دیکھنے گیا۔ مگر واپس نہیں آیا۔ اگلی صبح کو اس کی لاش شہر کے چوک میں پائی گئی۔ کسی نے تلوار گھونپ کر مار دیا تھا۔ مگر دو عجیب باتیں اس موقعہ پہ خاص طور پر دیکھی گئیں۔" اور ویلبی نے ان کو انگلیوں کے سروں پر گننا شروع کیا۔ "ایک یہ کہ ٹریلوویچ جو نامی شمشیر زن تھا۔ آثار سے معلوم ہوا کہ بے خبری میں ہلاک نہیں ہوا۔ بلکہ ڈوبل لڑتے ہوئے مارا گیا۔ دوسری یہ کہ اکثر جرمن افسروں کی طرح اس نے بھی کورسٹ پہنی ہوئی تھی۔ مگر حملہ آور نے مقابلہ سے پہلے کورسٹ اتروا دی۔" تبھی یہ چیز لاش کے پاس پڑی ہوئی پائی گئی تھی۔"

"اور یہ کیا ثابت ہو گیا تھا کہ انہی چاروں نے اس کو ہلاک کیا ہے؟" ایڈیٹر نے پوچھا۔

ویلبی نے صورت انکار سر ہلایا۔

"بالکل نہیں" اس نے جواب دیا۔ "ان کا حال تو اب تک کسی کو معلوم نہ تھا۔ پر کہیئے آپ نے اس تازہ واقعہ کی نسبت کیا دریافت کیا ہے؟"

"کچھ نہیں" ایڈیٹر نے مایوسانہ تسلیم کیا۔ "سارے نوکروں۔ دربانوں اور ریدف لے جانے والے لڑکوں تک سے ایک ایک کر کے پوچھا۔ مگر کوئی نہیں کہتا۔ اس نے کسی اجنبی کو یہاں آتے دیکھا تھا۔ عجیب پراسرار معاملہ ہے۔ اور سچ پوچھئے تو میرا جی کئی بار اس خیال سے گھبرا اٹھتا ہے۔ کہ یہ لوگ کچھ جادوگر تو نہیں ہیں؟ پہلے پارلیمنٹ میں بم۔ اس کے

بعد یہ تازہ واقعہ اور ان پر مستزادیہ دعویٰ ہے کہ صاحب خارجہ کہیں چھپ جائیں نہ جانے کیسے
خدا جانے مجھے تو اس میں کوئی شرقی سحر نظر آتا ہے۔ پھر اس لفافہ کو دیکھئے۔ میں نے جب
کھولا تو گوند تک خشک نہ ہوئی تھی جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو میرے آنے سے فقط
چند ثانئے پہلے میز پر رکھا گیا ہوگا۔"

"اور کھڑکیاں... کیا بند تھیں؟"

"بند۔ سب بند کم از کم ان کی راہ سے کوئی نہ آسکتا تھا۔"

ویبی نے پراسرار طریقہ پہ سر ہلایا۔ اور چپ رہا۔

۳

نیوسکاٹ لینڈ یارڈ سے جو آدمی تحقیقات کے لئے بھیجا گیا۔ وہ بھی ان باتوں پہ روشنی
نہ ڈال سکا۔

"زیادہ سے زیادہ عرصہ" اس نے لفافہ کو آتشی شیشہ کی مدد سے بغور دیکھنے کے بعد
کہا۔ "جو اس کے میز پر رکھے جانے اور آپ کے اٹھانے میں حایل ہوا۔ ایک منٹ سے کم ہوگا۔"
اس خیال سے کہ شاید اس پر انگلیوں کے نشان نظر آجائیں۔ اس نے لفافہ اپنے
پاس ہی رکھ لیا۔ اور اس کے بعد کمرہ کی دیکھ بھال شروع کی۔

آدمی جوان اور پرشوق تھا۔ فن سراغرسانی کے جدید طریقوں پہ عمل کرتے ہوئے اس
نے کمرہ کا کونا کونا دیکھ ڈالا۔ فرشی قالین اٹھوائے۔ دیواروں کو ٹھوکے دیے۔ الماریاں
کھول کھول کر دیکھیں۔ اور جیب سے ہاتھی دانت کا بنا ہوا فٹ رول نکال کر کئی ایک ناپ
بھی لکھے۔

میگافون کا ایڈیٹر ان کارروائیوں کو دیکھ کر مسکراتا تھا۔ مگر نوجوان جاسوس کی سنجیدگی
میں فرق نہیں آیا۔

"میرے دوست" اس نے کہا "بہت لوگ جاسوسی ناولوں کے طریقوں کو لغو قرار

دیتے ہیں۔ مگر میرا یہ اصول نہیں۔ میں نے افسانہ کے اکثر جاسوسوں کے طریق عمل کا مطالعہ کیا ہے۔ اور گبوریو[۱] اور کانن ڈائل[۲] کے بہت سے ناول پڑھے ہیں۔ فرمائیے آپ نے میز کے آس پاس کوئی کیچڑ کا داغ یا سگار کی راکھ یا ایسی کوئی اور چیز تو نہیں دیکھی؟"

"بالکل نہیں" ایڈیٹر نے جواب دیا۔

"افسوس ہے" سراغرساں نے کہا۔ اور میگنیشیم پوڈر کا بکس اور بجلی کے جلے ہوئے تار جیب میں ڈال کر رخصت ہو گیا۔

ویلبی سے اس کا ذکر کرتے ہوئے ایڈیٹر نے بیان کیا کہ موسیو لیکاک[۳] اور ہنری گورڈن[۴] کا یہ ہیرو آدھا گھنٹہ برابر آتشی شیشہ سے ننگے فرش کو دیکھتا رہا۔ اور گو کوئی خاص سراغ دریافت نہ کر سکا۔ تاہم ایک نصف پونڈ کا سکہ جو پچھلے ہفتہ میری جیب سے گر گیا تھا اٹھا کر لے گیا ہے۔

مگر اس تحقیقات کا نتیجہ خواہ نکلا یا نہیں نکلا۔ بہرحال ایڈیٹر نے نوجوان جاسوس کو رخصت ہونے سے پہلے سختی سے ہدایت کی۔ کہ اس کا ذکر ہرگز کسی سے نہ کیا جائے۔

جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اخبار کی اشاعت تک یہ راز ایڈیٹر اور اس کے دوست ویلبی تک محدود رہا۔

پھر بھی کچھ اڑتی سی خبر عمارت کے ہر حصہ میں پھیل گئی تھی۔

"ایڈیٹر صاحب آج اپنے کمرہ میں فیوز جلنے سے ڈر گئے" اس آدمی نے کہا جو تجارتی خبریں لکھا کرتا تھا۔

"اوہ!" ایک اور صاحب چونک کر بولے۔ آپ موسم کی خبروں کے انچارج تھے۔ "اسی طرح

---

[۱] فرانس کا ایک مشہور مصنف جس نے بعض زبردست جاسوسی ناول لکھے ہیں۔ ان میں سے ایک عنقریب موجودہ سلسلہ میں شائع ہوگا [۲] انگلستان کا نامی ناولسٹ اردو میں اس کے تین ناول چھپ چکے ہیں آتشی کتاب، تشنۂ خون، خارجی بوپ [۳] فرانس کا نامی جاسوس جس کا ذکر گبوریو کے ناولوں میں آتا ہے [۴] ایک اور فرانسیسی جاسوس۔ اس کا حال ناول منزل مقصود (نمبر ۶) میں ملاحظہ فرمائیے۔

کا ایک واقعہ چند دن ہوئے مجھے پیش آیا تھا۔ کہ بانو۔۔۔"

"دیکھئے میں پھر تاکید کرتا ہوں" ایڈیٹر نے سراغرساں کو جاتے جاتے روک کر دوبارہ کہا "میرے اور آپ کے سوا کسی کو اس کا حال معلوم نہیں۔ اس لئے خبر نکلی تو یہی سمجھا جائے گا سکاٹ لینڈ یارڈ سے نکلی ہے۔"

"اطمینان فرمائیے۔ ایسا نہ ہوگا۔" اس نے جواب دیا۔ "ہم لوگ پہلے ہی کم مخمصوں میں اُلجھے ہوئے نہیں ہیں۔"

۴

اس سے ثابت ہو گیا ہوگا۔ کہ جہاں تک حفاظتی انتظامات کا تعلق تھا۔ نئے حادثہ کے راز کو محفوظ رکھنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا۔ اور یہ اس لئے نہیں کہ تحقیقات میں آسانی پیدا کرنا منظور تھا۔ بلکہ محض اس خیال سے کہ اس انوکھی خبر کی اشاعت کا فخر روزنامہ میگافون کو حاصل ہے۔ یہ نہ ہو کوئی اور اخبار اس سے پہلے ان واقعات کو شائع کرے۔

عام لوگ جنہیں اخباری انتظامات کا اندرونی حال معلوم نہیں۔ شاید حیران ہوں گے کہ خبر دفتر سے باہر جا کیونکر سکتی تھی۔ افسوس وہ ان مشکلات کو نہیں سمجھ سکتے۔ جو کسی ترقی یافتہ اخبار کا عملہ ایسی خبروں کی حفاظت کے لئے برداشت کرتا ہے۔ مصیبت یہ کہ اتنے پر بھی خبریں اکثر نکل جاتی ہیں۔

حریص کمپوزیٹر[1] رقیب اخباروں کے دیے ہوئے لالچ سے اکثر ایسی اہم خبریں کھڑکی سے باہر پھینک دیتے ہیں۔ اور اس حالت میں ان کا ہر لفظ سونے کے تول بکتا ہے۔ ایسی وارداتیں آئے دن ہوتی رہتی ہیں۔ اس لئے میگافون کے ایڈیٹر کو اس بارہ میں ہر طرح معذور و مجبور سمجھا جا سکتا ہے۔

خیر تو اس رات ساڑھے گیارہ بجے روزنامہ میگافون کے مطبع عالی شان کی کلیں اس ہوشربا

---

[1] انگریزی اخباروں کی عبارت کے حروف جوڑنے والے۔

خبر کے طبع و نشر کے سلسلہ میں دھڑ دھڑانی شروع ہوئیں جس نے دن نکلتے ہی لندن کی لا انتہا آبادی میں تازہ سنسنی پیدا کر دی تھی۔ تب تک سب ایڈیٹروں کو بھی واقعہ کا صحیح حال معلوم نہ تھا۔

کیا ہوا اگر یہ حادثہ اخبار کے دفتر میں پیش آیا۔ اور اس سے ایڈیٹر کے دل کو عارضی صدمہ بھی پہنچا تو کیا ہوا۔ اخبار کے لئے چونکا دینے والا مضمون تو مل گیا۔ پورے صفحہ کی چوڑائی میں لمبی سرخیاں قائم کرنے کا ذریعہ تو پیدا ہو گیا۔

پہلا پروف ایڈیٹر صاحب کی میز پر رکھا گیا تو وہ اسے دیکھتے ہی خوش ہو گئے۔ لکھا تھا

چار منصف آدمی میدان عمل میں

میگافون کے دفتر میں پُراسرار واقعہ مجرموں کی ذہنیت کا لنا کُن ثبوت

قاتلوں کا استقلال حیرت انگیز مہارت نئی تہدیدی چٹھی

کیا پولیس سرفلپ رمین کی حفاظت نہ کر سکے گی؟

"بہت خوب۔ بہت عمدہ" ایڈیٹر صاحب نے پروف پڑھ کر کہا۔

اور اسکے بعد دن بھر کا کام ختم کرکے رخصت کی تیاری کر رہے تھے کہ دو قدم چل کر رک گئے سامنے سے ان کا دوست ویلبی آ رہا تھا

آخر الذکر نے اخبار کا پروف دیکھا تو بہت پسند کیا۔

"مگر میرے خیال میں . . ." وہ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ دفتر کے نوکر کو ایک اجنبی کے ساتھ آتے دیکھ کر چپ ہو گیا۔

"کیوں کیا ہے؟" اس نے مڑکر پوچھا۔

"جناب عالی یہ آدمی کچھ کہنا چاہتا ہے۔ میرے خیال میں کسی غیر ملک کا رہنے والا ہوگا کیونکہ انگریزی نہیں بول سکتا ہے۔ اس لئے آپ کے پاس لے آیا کہ آپ اس کی باتیں سمجھ لیں گے۔"

"بتاؤ کیا چاہتے ہو؟" ایڈیٹر نے اس سے فرانسیسی میں پوچھا۔

مگر اس نے مایوسانہ سر ہلا کر کسی اور زبان میں چند الفاظ کہے۔

"آہ! ہسپانی بولتے ہو؟" ڈیلبی نے اسی زبان میں پوچھا۔ "اچھا اب کہو۔"

"یہ کیا اس اخبار کا دفتر ہے؟" اجنبی نے جیب سے میگافون کا میلا سا پرچہ نکال کر پوچھا۔

"ہاں۔"

"میں ایڈیٹر سے ملنا چاہتا ہوں۔"

ایڈیٹر صاحب بغلیں جھانکنے لگے۔ فلم کے رو سے عموماً کم حوصلہ ہوتے ہیں۔

"میں اس اخبار کا ایڈیٹر ہوں۔" آخر کار جی کڑا کر کے انہوں نے فرمایا۔

اجنبی نے مضطربانہ پیچھے کی طرف دیکھا۔ پھر آگے جھک کر دبی آواز سے رکتے ہوئے کہا،

"میں... چار... منصف... آدمیوں... میں سے ایک ہوں"

ڈیلبی جوش سے آگے بڑھا۔ اور اسے سر سے پاؤں تک دیکھ کر پوچھا۔

"تمہارا نام؟"

"میگل تھیری۔ ساکن جرز۔ ملک ہسپانیہ۔"

۵

رات کے ساڑھے دس بجے ناچ گھر سے واپس آتے ہوئے پائیکرٹ اور مینفرڈ کرایہ کی موٹر میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

گاڑی ہینوور سکوئر سے مغرب کی طرف چلتی آکسفورڈ سٹریٹ کو ہولی۔

"جس واقعہ کا راز انگلستان کے ایک ہونہار جاسوس کو اتنا پریشان کر رہا ہے" مینفرڈ نے اپنے ساتھی سے کہا۔ "دراصل بے حد سادہ اور سہل تھا۔ میگافون کے دفتر میں جا کر میں نے

ایڈیٹر سے ملنے کی خواہش کی۔ ایک آدمی اس کے کمرہ میں لے گیا۔ وہ چونکہ موجود نہ تھا۔ اس لئے نائبین کے کمرہ میں پہنچایا گیا۔ میں نے کچھ ایسی درخواست کی جو منظور نہ ہوسکتی تھی۔ اور انہوں نے افسوس کے ساتھ مجھے رخصت کر دیا۔ قدرتی طور پر واپسی کے وقت کوئی میرے ساتھ نہ تھا ایڈیٹر کا کمرہ دیکھ ہی لیا تھا۔ اس کی غیر حاضری سے فائدہ اٹھا کر سب کام منٹوں میں کیا اور آ گیا۔"

پائیکرٹ نے سگار منہ سے نکالا اور کہا "خوب!"

"معاملہ کو زیادہ پر اسرار بنانے کے لئے لفافہ ایسی گوند سے چپکایا۔ جو ایک گھنٹے سے پہلے خشک نہ ہوسکتی تھی۔۔ بس"

اور اتنا کہہ کر بینفرڈ ہنسنے لگا۔

"وہی لفافہ اب شرلک ہومز کے ایک شاگرد کی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔" پائیکرٹ نے مسکرا کر کہا۔

موٹر آکسفورڈ سٹریٹ سے گذر کر ایجویر روڈ کی طرف مڑی تھی کہ بینفرڈ نے اشارہ سے ڈرائیور کو روک دیا۔

"بس یہیں اتریں گے" اس نے کہا اور گاڑی سڑک کے پاس کھڑی ہوگئی۔

"مگر آپ تو میبرج گارڈنز جانے کو کہہ رہے تھے۔" ڈرائیور نے کہا۔

"بے شک۔ پہلے وہیں جانے کا خیال تھا۔" بینفرڈ نے جواب دیا۔ "پر اب نہ جائینگے۔"

اس نے کرایہ چکا کر ڈرائیور کو رخصت کیا۔ اور جب تک موٹر نظروں سے غائب نہیں ہوئی۔ دونو کھڑے کچھ باتیں کرتے رہے۔ اس کے بعد ماربل آرچ کی طرف ہو کر پارک لین کی راہ سے پکاڈلی چلے گئے۔

سرکس کے پاس ایک رستوران میں خلقت کا ہجوم تھا۔ بہت لوگ مرمری میزوں کے گرد بیٹھے ہوئے شراب یا قہوہ پیتے اور باتیں کر رہے تھے۔ وہیں گونزا ایک لمبا سگرٹ

منہ میں لئے کش لگاتا تھا۔ مگر غور سے دیکھا جائے تو اس کے بریش و بروت فکر کے آثار نمایاں تھے۔

پائیکرٹ اور مینفرڈ نے اس سے مل کر حیرت ظاہر نہیں کی۔ مگر فکر کی لاگ ان کے ... میں بھی جا پہنچی مینفرڈ کا دل ایک حرکت بھول گیا۔ پائیکرٹ کے رخساروں پر اضطراب کی سرخ چتیاں نمودار ہوئیں۔

دونوں اسی میز پر بیٹھ گئے۔ پھر جب ویٹر فرمائش لے کر چلا گیا تو مینفرڈ نے دبی آواز میں پوچھا۔

"کہئے ٹیری کہاں ہے؟"

گونسالز نے شانوں کو حرکت دی پھر لہجہ سکون میں جواب دیا۔

"بھاگ گیا"

ایک لحظہ تینوں صورت تصویر چپ رہے۔ اس کے بعد گونسالز نے کہا۔

"صبح تم نے اخباروں کا ایک بنڈل اسے دیا تھا۔"

مینفرڈ نے سر کے اشارہ سے ہاں کہی۔

"مگر" وہ کہنے لگا۔ "وہ سب انگریزی اخبار تھے جن کا ٹیری ایک لفظ تک نہیں سمجھ سکتا میں نے فقط تصویریں دیکھنے کو دیے تھے۔"

"انہی میں ایک پرچہ میگافون کا تھا؟"

"آہ! ... ہاں!"

"اور اس میں انعام و معافی کا اشتہار ہسپانی میں درج تھا ..."

مینفرڈ کی آنکھیں تارا ہو گئیں۔

"تھا ... بے شک تھا" اس نے مری ہوئی آواز سے تسلیم کیا۔ "افسوس کیسی بھول ہوئی"

"ان اخبار والوں کی ذہانت دیکھنا" پائیکرٹ نے لہجہ تعریف میں کہا۔

...زار دیکھا تھی"، گونسالز بولا۔ "مگر اس کا باعث نہیں سمجھا۔ خیال تھا

...جو حصہ سے دیا گیا ہو شاید اس کا نتیجہ ہو گا۔"

...پھر جب مینفرڈ دو پائینٹ کے لئے دو گلاس لایا تو گونسالز نے دور ہی سے اس

...دیکھ کر گفتگو کا رخ بدل دیا۔

"عجیب بات ہے" اس نے لہجہ اور انداز کی تبدیلی کے بغیر کہا "ایسے قیمتی گھوڑے کو جس پر ریس میں سب سے بڑی شرطیں لگی تھیں ایک ماہ پہلے بھیجنے کا انتظام نہیں کیا گیا۔"

"میں نے آج تک نہ سنا تھا" مینفرڈ گفتگو جاری رکھنے کے لئے بولا۔ "کہ رود بار کا طوفان ریس میں بھی پیدا کر سکتا ہے۔"

مگر جب ویٹر چلا گیا تو

"میں سے لیکر بازار تک گیا تھا" گونسالز نے تقریر جاری رکھ کر کہا۔ "ریجنٹ سٹریٹ میں وہ دوکانوں کی رونق دیکھنے لگا۔ ایک فوٹو گرافر کے سامنے بہت لوگ تصویریں دیکھ رہے تھے بس ایک ثانیہ نظروں سے اوجھل ہوا اور... کھو گیا۔ میں نے چاروں طرف دیکھا۔ دور تک پیچھا بھی کیا۔ مگر... خدا جانے کدھر غائب ہو گیا۔ تب سے اب تک برابر ڈھونڈ رہا ہوں"

اس نے گلاس منہ سے لگاتے ہوئے گھڑی دیکھی۔

باقی دو نو چپ تھے۔ نہ کچھ کہتے۔ نہ کچھ کرتے...

ایک دو لمحے سکوت رہا۔ پھر مینفرڈ اور پائیکرٹ کے ہاتھ گلے کی طرف اٹھے۔

"نہ خیر ایسی بھی کیا مایوسی ہو گی" گونسالز نے اشارہ سمجھ کر مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

پھر مینفرڈ بولا۔ اب اس کے لہجہ میں ایک عجیب حسرت پائی جاتی تھی۔

"خطا میری ہے۔" اس نے کہا۔ "میں سارا قصور اپنے اوپر لیتا ہوں۔"

"مگر میرے دوست یہ وقت خطا و قصور کی ذمہ داری قائم کرنے کا نہیں ہے" پائیکرٹ نے ہاتھ کے اشارہ سے روکتے ہوئے جواب دیا۔ "جو ہو گیا اس پر بحث کرنا لا حاصل ہے۔ دراصل

ہم نے اس آدمی کی عیاری اور انگریزی اخباروں کی ہوشیاری کا صحیح اندازہ کرنے میں غلطی کی۔"

"نیز اس لڑکی کی کشش کا۔ جو قصبہ جرز میں اس کا انتظار کرتی ہے۔" گونسالز نے اضافہ کیا

پورے پانچ منٹ خاموشی رہی۔ ہر شخص اپنے خیالات کی الجھن میں پھنسا ہوا تھا۔

آخر گونسالز بولا۔

"ایک موٹر" اس نے کہا۔ "تھوڑے فاصلہ پر تیار ہے۔ بندرگاہ میں ایک جہاز بھی لنگر انداز رہے گا۔ دن نکلنے تک ہم فرانس پہنچ سکتے ہیں ... کیوں ؟"

مینفرڈ نے آنکھیں اٹھائیں۔

"یہ میرے دوست کے اصلی خیالات ہیں؟" اس نے پوچھا۔

"ہرگز نہیں" گونسالز نے جواب دیا۔ "میں تو کہتا ہوں ٹھہرو۔ کام پورا کرو۔"

"میں بھی" پائیکرٹ نے فیصلہ کن لہجہ میں کہا۔

"تو میں بھی اپنے بھائیوں سے پیچھے نہیں ہوں" مینفرڈ نے جواب دیا۔ اور ویٹر کو اشارہ سے پاس بلالیا۔

"شام کے اخباروں کے تازہ ایڈیشن کہاں ہیں۔ لاؤ" اس نے حکم دیا۔

نوکر دو پرچے لے آیا۔ مینفرڈ نے ان کو سرسری دیکھا۔ پھر ایک طرف ڈال دیا۔

"ان میں کوئی خبر نہیں۔" اس نے کہا۔ "اگر بڑھیا سیدھا پولیس کے پاس گئی ہے۔ تو ہمیں چاہیئے۔ کوئی اور طریقہ اختیار کریں!... ابھی وار کریں۔ مگر..."

"... یہ بات ہمارے اصول کے خلاف ہوگی" پائیکرٹ نے اس انداز سے فقرہ پورا کرتے ہوئے کہا کہ اس پر کسی اعتراض کی گنجائش نہ تھی۔ "زمین کی ہلاکت میں دو دن باقی ہیں اور ہمیں حسب وعدہ ایک آخری اطلاع اور پہنچانی ہے۔ کیا عجب دم آخر میں ارادہ بدل دے۔ اس صورت میں بڑھیا کی تلاش کے سوا کوئی چارہ نہیں۔"

اتنا کہہ کر مینفرڈ اٹھا۔ پائیگریٹ اور بوسانز بھی کھڑے ہو گئے۔

"ٹیری اگر پولیس کے پاس نہیں گیا تو کہاں جا سکتا ہے؟"

گونسانز نے پوچھا۔ مگر جواب اس کے سوال میں موجود تھا۔

"اس اخبار کے دفتر میں جو ہسپانی اشتہار چھاپ رہا ہے" مینفرڈ بولا۔ اور سب مان گئے کہ ٹھیک ہے۔

"خیر وہ موٹر کچھ نہ کچھ کام دے جائے گی۔" مینفرڈ نے کہا اور تینوں رخصت ہوئے۔

۶

ایڈیٹر مبگافزن کے کمرہ میں ٹیری۔ اس کے اور ویلبی کے سامنے کھڑا تھا۔

"ٹیری؟" آخر الذکر نے حیرت سے کہا "یہ نام میں نے نہیں سنا۔ کہاں رہتے ہو؟ ... پتہ کیا ہے؟"

"میں قصبہ جرز ملک اندلس کا رہنے والا ہوں۔" اس نے جواب دیا۔ "اس جگہ سینر کے کارخانہ شراب میں کام کرتا تھا۔"

"یہ نہیں۔ یہ نہیں" ویلبی نے روک کر پوچھا۔ "اب کہاں رہتے ہو؟ ... لندن کے کس حصہ میں؟"

ٹیری نے دونوں ہاتھ مایوسانہ اٹھا لئے۔

"یہ میں کیونکر جان سکتا ہوں" اس نے کہا۔ "نیا ملک۔ نئی زبان۔ گھر۔ محلے۔ بازار۔ سب میرے لئے بالکل عجیب ہیں۔ اتنا معلوم ہے ہم لندن میں رہتے۔ اور ایک آدمی ... ایک وزیر کو اس لئے مارنا چاہتے تھے کہ وہ کوئی برا قانون پاس کرنے والا ہے۔ انھوں نے یہ نہیں بتایا ..."

"کنھوں نے؟ ... کنھوں نے؟" ایڈیٹر صاحب مضطربانہ پوچھنے لگے۔ مگر ٹیری ان کی انگریزی کا مطلب بالکل نہ سمجھ سکا۔

"میرا دوست پوچھتا ہے" ڈیلبی نے ترجمان بن کر سمجھایا۔ "کہ تمہارے ساتھ اور کتنے آدمی ہیں؟"

"تین"

"کون۔ کون؟"

ٹیری نے مشتبہ نظروں سے دیکھا پھر کہا۔

"اشتہار میں انعام اور وعدہ معافی درج تھی۔ بتلانے سے پہلے . . ."

ایڈیٹر صاحب جھٹ میز کی طرف گئے اور مضطربانہ کہنے لگے

"تم اگر چار مشتبہ آدمیوں میں سے ایک ہو تو مخبری کا انعام ضرور ملے گا۔" ڈیلبی سے "خدا کے لئے اس کو سمجھائیے وہ انعام اسی وقت دفتر میگا فون کی طرف سے ادا کر دیا جائے گا جس طرح ممکن ہو۔ باقیوں کے نام اور پتے معلوم کیجئے۔"

میز پر کئی بٹن لگے ہوئے تھے۔ اس نے ایک کو دبایا۔ معاً ایک لڑکا حاضر ہوا۔

"ابھی جاکر پرنٹر سے کہہ دو۔ میرے بے اجازت پریس کا کوئی آدمی چھٹی نہ کرے۔"

نچلی منزل میں مطبع کی مشینیں زور سے دھڑ دھڑاتی ہوئی اخبار کے پہلے فرمے چھاپ رہی تھیں۔

"اب کہو" ایڈیٹر نے بیٹھتے ہوئے اضطراب میں یہ نہ جان کر کہ وہ میرا ایک لفظ نہیں سمجھتا باصرار پوچھا "جس قدر حال تم کو معلوم ہے۔ بیان کرو۔"

مگر ٹیری چپ چاپ کھڑا زمین کی طرف دیکھ رہا تھا۔ بے چینی سے کبھی ایک پیر اٹھاتا کبھی دوسرا۔ گویا نہیں جانتا تھا۔ کیا کرنا چاہئے۔

"جواب دینے سے پہلے" آخر کار اس نے کہا "میرا انعام اور وعدہ معافی ملنی چاہئے۔"

"بندہ خدا تمہارا انعام کہیں نہیں گیا" ڈیلبی نے گھبرا کر کہا "روپیہ اسی وقت ادا کر دیا جائے گا۔ اور معافی . . . وہ بھی ضرور مل جائے گی۔ تم بے خوف ہو کر بیان کرو۔ چار

منصف آدمی کون ہیں۔ باقیوں کے کیا نام ہیں؟ اور کہاں مل سکتے ہیں؟..."

"یہاں! اس جگہ!" ایک خوفناک آواز سنائی دی جس نے ایڈیٹر، ٹیری ۔ ویلبی سب کے دل دہلا دیے۔ نظر اٹھائی تو کیا دیکھتے ہیں ایک دراز قامت اجنبی شام کا لباس پہنے منہ پر کالی نقاب ڈالے ہاتھ میں پستول لٹکائے سامنے کھڑا ہے!

۷

ایک ثانیہ سکوت رہا۔

ایڈیٹر صاحب وہیں کرسی پر بیٹھ گئے۔ ویلبی نے اس طرح دیکھا گویا اپنے باصرہ پر یقین نہیں کرسکتا۔ اور ٹیری جس کے ہاتھ زور زور سے کانپ رہے تھے۔ وہ کبھی ایک کبھی دوسرے کی طرف دیکھنے لگتا تھا۔

اس سناٹے میں اجنبی کی آواز دوبارہ سنائی دی جو لہجہ سکون میں کہہ رہا تھا۔

"آپ اس بے وفا بزدل سے باقی تین آدمیوں کا حال پوچھتے تھے۔ اس کا جواب میں دیتا ہوں۔ دیکھیے ایک سامنے کھڑا ہے۔ دو باہر انتظار کرتے ہیں۔"

"مگر تم کس طرح آ گئے؟... اور کیا چاہتے ہو؟" دفعتاً ایڈیٹر نے اپنے ہراس پر غالب آکر پوچھا۔ اور ساتھ ہی میز کا دراز کھولنے کو ہاتھ بڑھایا۔

نو وارد نے داہنا ہاتھ جس میں پستول تھا اٹھایا اور نالی کا منہ پھیر کر تحکمانہ لہجہ میں کہا "ہاتھ ہٹا لیجیے ورنہ میں مجبور ہو جاؤں گا۔" پھر جب ایڈیٹر پیچھے ہٹ گیا تو "میں یہاں کس طرح آیا۔ اس کا حال آپ کا دربان ہوش میں آکر بیان کرے گا... اور کیوں آیا؟... اپنی حفاظت کے لیے۔ جو ہر جاندار کا موروثی حق ہے۔ ہماری سلامتی چونکہ اس آدمی کی خاموشی میں تھی۔ اس لیے میں اسے چپ کرانے آیا ہوں۔ آپ لوگوں سے میرا کچھ واسطہ نہیں۔ نہ بے جا ضرر رسانی ہمارا شیوہ ہے۔ ہاں اگر آپ نے روکا۔ تو پھر ایک یا شاید دونوں کو ہلاک کرنا پڑے گا۔"

اس کا لہجہ صاف اور گفتگو سلیس تھی۔ انگریزی وہ اس روانی سے بولتا تھا۔ گویا اسی ملک کا رہنے والا ہے۔ ٹیپری جو ان باتوں کا مطلب سمجھنے سے قاصر تھا، کانپتا اور زور سے سانس لیتا دیوار کے ساتھ لگ گیا۔

"اور تو۔ او فرومایہ نامرد" اس نے لرزہ براندام ٹیپری کی طرف مڑ کر ہسپانی میں کہا "بتا تیرے پاس اس غداری اور بے وفائی کا کیا عذر ہے؟ ہیں اگر ایک لحظہ دیر کر کے آتا۔ تو تو اس ادنیٰ انعام کے لالچ میں اپنے ساتھیوں کا راز فاش کرنے کو تیار تھا۔ ایسی ناپاک طامع ہستی سے چونکہ دنیا کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے اس کا خاتمہ ہی اچھا ہے۔"

ایڈیٹر صاحب کا ٹھنڈا انگریزی خون اب جوش میں آ گیا تھا۔ بے تاب ہو کر اٹھے اور آگے بڑھ کر کہا۔

"نہیں! ہرگز نہیں! تم ایسا نہ کر سکو گے۔"

ریوالور کی نالی جھٹ ان کی طرف پھر گئی۔

"صاحب۔ آپ بے خطا ہیں" اجنبی نے ہلکی دبی ہوئی آواز سے کہا "خدا کے لئے وہ بات نہ کیجیے جس سے مجھے پہلے آپ کو مار دینا پڑے۔"

"تم ایک بے گناہ کو بے سبب قتل کرنا چاہتے ہو۔ یہ نہ ہوگا" ایڈیٹر صاحب نے بڑھتے ہوئے جوش سے کہا۔

اور دوبارہ آگے بڑھنا چاہتے تھے۔ کہ ویلبی نے روک دیا۔

"کیوں اپنی جان ضائع کیجیے" اس نے دبی آواز میں سمجھایا "وہ اس پر تلا ہوا ہے۔ افسوس ہم کچھ نہیں کر سکتے۔"

آخری الفاظ شاید اجنبی کے کانوں تک بھی پہنچ گئے تھے۔ کیونکہ اس نے اٹھا ہوا ریوالور جھکا لیا۔ اور پرسکون لہجہ میں کہا۔

"یہ نہ کہیئے۔ آپ اگر چاہیں تو بہت کچھ کر سکتے ہیں۔"

مگر اس سے پہلے کہ ایڈیٹر کچھ جواب دیتا کسی نے کمرہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔

۸

اس آواز کے سنتے ہی اجنبی چونکا تیسری بار ریوالور چھیتا گراس نے ایک نظر تینوں کی طرف دیکھا۔ ویلی ساکن۔ ٹیری نیم مردہ اور ایڈیٹر جواب دینے کو منہ کھول رہا تھا۔

"کہو دیں مصروف ہوں" اجنبی نے آخر الذکر سے کہا۔

"جاؤ۔ پھر آنا"۔ ایڈیٹر نے مجبور ہو کر آواز دی "میں ابھی کام کرتا ہوں"۔

"جناب عالی پرنٹر انتظار کر رہے ہیں" نوکر نے باہر سے کہا اور چلا گیا۔

جب اس کی چاپ فاصلہ پر مدھم ہو گئی تو ایڈیٹر نو وارد کی طرف مڑا۔

"اب کہو۔ کیا کہتے ہو؟"

"محض یہ کہ آپ اگر چاہیں تو اس بدنصیب کی جان بچا سکتے ہیں"

"کس طرح؟"

"حلفاً وعدہ کیجیے کہ ہم دونو کو چپ چاپ چلا جانے دو گے۔ اور پانچ گھنٹہ تک کسی سے ذکر نہ کرو گے۔"

ایڈیٹر نے جواب دینے سے پہلے تامل کیا۔ پھر پوچھا۔

"مگر اس کا کیونکر یقین ہو کہ تم اسے لے جا کر قتل نہ کر دو گے؟"

اجنبی نے سیاہ نقاب کے پردہ میں ہلکا طنز آمیز قہقہہ لگایا۔

"اور اس کا کیونکر یقین ہو کہ آپ ہمارے جاتے ہی شور پیدا نہ کر دیں گے؟"

"میرے حلف سے" ایڈیٹر نے لہجہ نخوت میں جواب دیا۔

"تو بس میں بھی آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ اسے کچھ نہ کہوں گا۔ اور یاد رکھئے میرا وعدہ کبھی غلط نہیں ہوا۔"

ایڈیٹر کے سینہ میں زوردار جدوجہد جاری تھی۔ دنیا کی سب سے بڑی خبر۔ وہ ہوشربا واقعہ

جس کی اشاعت مہذب دنیا کو متزلزل کر دیتی۔ مانتا ہوں ہے۔ مگر بکلی جاتی ہے یہ کم بخت ایک لمحہ اور نہ آتا تو چار منصف آدمیوں کا راز حل ہو چکا تھا۔

مگر اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔ اگر اس کو گرفتار کر لیا جائے۔ تو باقی حال ٹیری سے معلوم ہو جائے گا جس کے بعد۔۔۔

"پر شرط انتظار کرنے میں!" نووک کے الفاظ کانوں میں گونج رہے تھے۔ انہیں یاد کر کے وہ مقابلہ کو تیار ہو گیا۔

مگر اجنبی کا پستول اس مضبوط ارادہ کے سہارے اٹھا ہوا تھا۔ جو لڑکھڑانا نہیں جانتا۔ کان اکسلتے تھے۔ آنکھیں حوصلہ گرانی تھیں۔

"بہت اچھا" آخر مجبور ہو کر کہا۔ "شرط منظور ہے مگر اعتراض کے ساتھ۔ یاد رکھو تمہاری گرفتاری اٹل ہے۔ وہ وقت دور نہیں کہ تم اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پکڑے جاؤ گے اور سزا پاؤ گے۔"

"معاف کیجیے۔ میرا اس خیال سے اتفاق نہیں۔" اجنبی نے سر کو ہلکا خم دے کر جواب دیا۔ "اس دنیا میں موت کے سوا کوئی چیز اٹل نہیں" پھر ٹیری کی طرف مڑ کر ہسپانوی میں "آؤ چلیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں تمہیں کوئی گزند نہ پہنچے گا۔"

ٹیری نے تھوڑا تامل کیا۔ ایک ثانیہ کو اس کی نظر اندازِ التجا سے ایڈیٹر اور اس کے ساتھی کی طرف اٹھی۔ مگر ان کے چہروں پر کسی امداد کی امید نہ دیکھ کر اس نے سرد آہ کھینچی۔ پھر سر جھکائے اس کے ساتھ چل دیا۔

نقاب پوش اجنبی نے ایک انچ کے قریب دروازہ کھولا اور سننے لگا۔ ہر طرف خاموشی تھی۔ کوئی چاپ۔ کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔

دفعتاً ایڈیٹر میگافون کے دماغ میں ایک انوکھی تجویز پیدا ہوئی

"ٹھیریئے" اس نے جلدی سے کہا۔ اور اب اس کا لہجہ مخالفت کے عنصر سے

پاک تھا۔ کیا آپ میرے اخبار کے لئے اپنے متعلق مضمون لکھ کر بھیج سکتے ہیں؟ گھر جا کر اطمینان سے لکھئے۔ اور ایسے حالات داخل نہ کیجئے جن سے کسی طرح کا اندیشہ ہو۔ ایک عام مضمون وسیع انداز میں لکھا ہوا مثلاً آپ لوگوں کی خواہشیں کیا ہیں؟ ... ذہنی معیار کیا چاہتا ہے؟ ..."

نقاب پوش ٹھیر گیا اور مڑ کر دیکھنے لگا۔ بولا تو اس کے لہجہ سے تعریف کا اظہار ہوتا تھا۔

"صاحب" اس نے کہا "میں مانتا ہوں آپ اس فن کے استاد ہیں اور استادوں کی ہر جگہ عزت ہے۔ مضمون جو آپ چاہتے ہیں کل تک دفتر میں پہنچ جائے گا۔ الوداع"
اور پھر ٹیری کو ساتھ لئے اندھیری غلام گردش میں غائب ہو گیا۔

باب - ۶

پولیس زوروں پر

۱

دوسرے دن سرخ حرفوں میں چھپے ہوئے پوسٹر۔ لاتعداد سرخیوں کے لمبے مضمون اور اخبار فروش لڑکوں کے گلو گرفتہ نعرے اہل عالم کو اس واقعہ عظیم کی خبر دے رہے تھے۔ کہ چار منصف آدمی کس طرح ہاتھ آتے آتے رہ گئے۔

زمین دوز ریلوں۔ برقی ٹریموں اور آمنی بس گاڑیوں میں لوگ اخباروں کے پیچے زانو پر پھیلائے۔ اس سوال پر بحث کرتے تھے۔ کہ ایڈیٹر میگا فون کی بجا وہ ہوتے تو کیا کرتے۔ تحفظ و بحالی۔ جنگ اور اس کے اثرات۔ پارلیمنٹ کی بحث۔ عام پارلیمانی انتخابات غرض سارے مضمون جو سر مقام نمایاں ہیں لوگوں کی توجہ اپنی طرف کھینچا کرتے ہیں۔

اس واقعہ عظیم کے سایہ میں دب گئے۔ ہر شخص کی زبان پر ایک سوال تھا اور فقط ایک... کیا چار مضحک آدمی واقعی کل صاحب وزیر خارجہ کو قتل کر دیں گے؟ (کیونکہ الٹی میٹم کی میعاد صرف ایک دن رہ گئی تھی)

یہی ایک معاملہ تھا جس پر زندگی کے ہر شعبہ میں بحث ہوتی تھی۔ لوگ حیران ہو ہو کر کہتے تھے۔ کہ لاانتہا ٹیکسوں پر پلی ہوئی پولیس اور خفیہ پولیس اگر ایک ماہ پہلے اطلاع پاکر بھی ایسے جرم کا انسداد نہ کر سکی تو اس کا عدم وجود برابر سمجھنا چاہیئے۔

خبروں میں ہی نہیں۔ اخبارات کے ایڈیٹوریل میں بھی ٹیری کی گرفتاری اور رہائی کے سوال پر رائے زنی ہوتی تھی اس سلسلہ میں بہتوں کو دیرینہ جوش رقابت کے اظہار کا موقعہ مل گیا۔ چنانچہ روزنامہ ٹیلی گراف نے جو میگافون کی بڑھتی ہوئی اشاعت سے جلا کرتا تھا لکھا "سمجھ میں نہیں آتا معاملہ کیا ہے؟ حیران ہیں ان معاصروں کی بہادری کی تعریف کریں یا ان کی بزدلی پر روئیں جو ہاتھ آئے چور کو اس لئے چھوڑ سکتے ہیں کہ ایک نئی سنسنی پیدا کرنے کے علاوہ اس نامی مدبر کو خوف زدہ کرنے کا موقعہ مل جائے جس کی عدیم النظیر دلیری اور بے لوث فرض شناسی ... الخ

یا اس طرح

"ہم نے لفظ "اگر" قصداً استعمال کیا ہے کیونکہ جن معصروں کا کام ہی سنسنی پھیلانا ہے وہ آج ایک خبر چھاپ کر کل اسکی تردید کر دیں تو بعید از قیاس نہیں پس اگر واقعی اس مجرم جماعت کے دو بدمعاش ارکان کل رات ایک ہمعصر کے دفتر میں آئے... الخ"

دوپہر تک نیو سکاٹ لینڈ یارڈ کی طرف سے بھی جلدی میں چھپا ہوا ایک اشتہار چسپاں کر دیا گیا جس میں لکھا تھا:۔

۲۵۰۰ پونڈ انعام

ہز مجسٹی کی پولیس ایک آدمی بنام میگل ٹیری عرف سائمنٹ عرف لاچیکو سابق ساکنہ

جرنز ملک ہسپانیہ حال وارد لندن کو اس شبہ میں گرفتار کرنا چاہتی ہے کہ اس کا تعلق اس مجرم جماعت سے ہے جو اپنے آپ کو "چار نصف آدمی" کے نام سے موسوم کر چکی ہے۔ قد پانچ فٹ آٹھ انچ۔ آنکھیں بھوری۔ بال سیاہ۔ مونچھیں کالی اور چھوٹی۔ چہرہ چکلہ۔ دو نشان۔ ایک سپید رنگ کا داہنے رخسار پر۔ دوسرا چاقو کا ابھرا ہوا گھاؤ جسم پر۔ گٹھیلا بدن۔ انگریزی نہیں جانتا...

انعام مذکورہ اس شخص یا اشخاص کو دیا جائے گا جس کی دی ہوئی اطلاع سے یہ ثابت ہو جائے کہ ٹیری کا چار نصف آدمی نامی جماعت سے تعلق ہے۔ نیز اس کو گرفتار کیا جا سکے۔"

جس سے پایا جاتا ہے کہ ایڈیٹر میگافون کی دی ہوئی اطلاع کے سلسلہ میں رات کے دو بجے سے دن نکلنے تک لندن اور میڈرڈ کے درمیان سرکاری تاروں کا سلسلہ بڑی سرگرمی سے جاری رہا۔ اور یہ حالات صاحب کمشنر پولیس نے ہسپانیہ کے پرانے سرکاری کاغذات نکلوا کر ان سے بذریعہ تار حاصل کئے۔

سچ ہے سرکار کی چکی گو آہستہ پیستی ہے مگر باریک پیستی ہے۔

۲

اپنے قصر عالی شان واقع پورٹ لینڈ پلیس میں بیٹھے ہوئے سر فلپ رین وزیر خارجہ اس خط کو دیکھ کر جو سامنے رکھا ہوا تھا عجیب مضطربانہ حرکات کر رہے تھے۔

انہوں نے یہ خط برین فیل میں اپنے گماشتہ کے نام لکھا تھا۔ جہاں ان کی لا انتہا اراضی واقع تھی۔ اور جہاں وزارت کے مخمصوں سے مہلت پا کر وہ عموماً سیر و تفریح کے لئے جاتے تھے۔

سر فلپ نے عمر بھر شادی نہ کی تھی۔ اس لئے لاولد تھے۔ مگر ان کے کنوارا رہنے کی وجہ یہ نہ تھی کہ شادی کے لئے اچھی خاتون نہ مل سکی۔ ہرگز نہیں۔ بیسیوں دوشیزہ لڑکیاں اور

نوجوان بیویاں جن کے ابروئے خمدار کا ایک اشارہ دل کو صد چاک کرنے کے لئے کافی ہو۔ نگاہ انتخاب کی منتظر تھیں۔ مگر افسوس۔ ان کے دل میں وہ چاہ باقی نہ تھی جو مرد کو عورت کا غلام بننے پر مجبور کرتی ہے۔ عالم شباب میں کسی سنگدل حسینہ کی سرد مہری نے یہ اثر پیدا کیا کہ اب ان کے سینہ میں دل نہیں، مضغہ گوشت تھا۔ وہ عمر بھر جتی رہنے کا عہد کر چکے تھے۔ اور اس عہد کی استواری ان کی موجودہ حالت سے ظاہر تھی۔

خط لمبا تھا مگر مضمون کا اندازہ اس ایک اقتباس سے ہو جائے گا:۔

"... اگر کسی حالت میں وہ لوگ اپنی کوشش میں کامیاب ہو گئے۔ تو میری وصیت میں تمہارے اور ان تمام لوگوں کے گذارہ کی صورت پیدا کر دی گئی ہے جو میرے خدمت گذار رہے اور جنہوں نے ..."

امر واقعہ یہ ہے کہ گذشتہ چند ہفتوں کے عرصہ نے سر فلپ کی طبیعت میں انقلاب عظیم پیدا کر دیا تھا۔ غم کی طرح ڈر کی شدت بھی آدمی کو انجام سے لاپروا بنا دیتی ہے۔ اس کے علاوہ متعدد جاسوسوں کی مسلسل نگرانی۔ ادھر دھمکی۔ ادھر احتساب اور ان پر مستزاد وہ کد و کاوش جو ہر گھڑی دل کو لگی رہتی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خوف جو پیشتر غالب تھا بالکل ہی ہٹ گیا۔ اور اس کی جگہ ضد اور اس قصد مصمم نے لے لی۔ کہ خواہ کچھ ہو۔ چار منصف آدمیوں کی نظروں میں اپنی مطلق العنانی ثابت کرنے کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ قانون زیر بحث ضرور ہی پاس کیا جائے۔ اس بارہ میں ان کے خیالات کا اندازہ اس مضمون سے بہتر ہو سکتا ہے۔ جو انہی ایام میں لکھا گیا۔ مگر چند ماہ بعد رسالہ "کوارٹرلی ریویو" میں چھپا تھا اس کے دوران میں وہ صاف تحریر کرتے ہیں:۔

"غیر ذمہ دار لوگوں کی نکتہ چینی۔ خواہ کسی صورت میں ہو۔ اس حکمت عملی پر اثر انداز نہ ہونی چاہیے۔" جو کسی رکن حکومت نے عام آبادی کی بہتری اور بہبودی کے لئے سوچی ہے۔ غور سے دیکھا جائے۔ تو یہاں پر سوال ایک آدمی کی شخصیت کا نہیں۔ ان

عظیم الشان ذمہ داریوں کا ہے جو اس کے سپرد کی گئی ہیں۔ اپنی سرکاری حیثیت میں وہ ایک فرد واحد کی حیثیوں سے نکل کر اس کل یا اس ذریعہ کی صورت اختیار کرتا ہے جس کی وساطت سے لا انتہا مخلوق کے حفظ و ترقی کے وسائل عمل میں آتے ہیں۔۔۔"

سر فلپ ریمن کے بارہ میں جس قدر حالات لکھے جا چکے ہیں ان سے غالباً آپ لوگ سمجھ گئے ہونگے کہ زمانہ سازی وقت پرستی۔ دنیاداری۔ غرض وہ باتیں جو انسان کو ہر دلعزیز بناتی ہیں۔ ان میں قطعاً نہ تھیں یوں بڑے ایماندار۔ فرض شناس اور محب وطن آدمی تھے۔ مگر طبیعت میں وہ سرد مہری۔ تلخی اور روکھا پن جو ایسی زندگی کا لازمہ ہے جو راحت عشق سے بہرہ اندوز نہ ہوئی ہو غالب تھے۔ نہ خود ان میں جوش تھا۔ نہ جوشیلی طبیعتوں کو پسند کرتے تھے۔ ایک بار کسی معاملہ کی نسبت اطمینان ہو جاتا کہ صحیح ہے پھر چاہے کچھ ہو۔ اس پر عمل کرنے سے باز نہ آتے تھے۔ یہ خیال ذہن نشین ہونے کے بعد کہ کوئی خاص کارروائی اہل ملک کو فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ وہ اس کی حمایت میں جان تک لڑا دیتے۔ مختصر یہ کہ جس بات کے لئے ایک مرتبہ تیار ہو جاتیں۔ اس کے حق میں کسی مخالفت۔ مزاحمت یا رکاوٹ کو نا قابل حل نہ سمجھتے تھے۔ ان کے متعلق شاید یہ کہنا بے جا نہ ہو گا۔ کہ آرزو سے خالی فقط مدعا کو زیر نظر رکھنے والے آدمی تھے۔ قدرتی طور پر حلقہ وزارت میں ان کی رائے سارے ہم جلیسوں پر غالب رہتی تھی۔ کیونکہ "مصالحت" وہ لفظ تھا جس کے معنی انہیں بالکل نہ آتے تھے۔

کسی ضابطہ کے متعلق کسی طرح کے خیالات ان کے ذہن میں بیٹھ جاتیں تو باقی وزیروں کو انہیں ماننے پر مجبور ہونا پڑتا تھا۔

ان کے اس عہدہ پر فائز ہونے کے بعد چار مرتبہ اخباروں میں اس طرح کی افواہیں چھپیں کہ ایک صاحب وزارت کابینہ سے مستعفی ہونا چاہتے ہیں۔ ہر بار لوگوں نے سمجھا کہ خبر سر فلپ ریمن ہی کے متعلق ہے۔ مگر ہر موقعہ پر کسی اور کو جو وزارت میں ان کے خلاف تھا مستعفی ہونا پڑا۔ اور وہ بدستور اپنے عہدہ پر مامور رہے۔ کیا چھوٹی۔ کیا بڑی سب

باتوں میں ان کی مرضی غالب رہتی تھی۔ ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں والی مثال شاید انہی کے لیے اختراع کی گئی ہو گی۔

ایک اور خصوصیت ان میں یہ تھی کہ اکثر وزرا کے خلاف۔ کاری مکان میں نہ رہتے تھے۔ نمبر ۱۰۔ ڈاؤننگ سٹریٹ کی عمارت میں فقط ان کا دفتر تھا۔ رہتے پورٹ لینڈ پلیس والے نجی مکان میں تھے۔ وہیں سے ٹھیک دس بجے موٹر پر سوار ہو کر پارلیمنٹ جاتے

ان کی خاطر پورٹ لینڈ پلیس اور ڈاؤننگ سٹریٹ والی عمارتوں کا اتصال ٹیلیفون کے ذریعہ کر دیا گیا تھا۔ اور یہی ایک ذریعہ تھا جس سے وہ مکان پر رہتے ہوئے دفتر کے حالات معلوم کر سکتے تھے۔ اس ڈاؤننگ سٹریٹ سے جس کی سکونت اکثر عمائدوا کابر کی آرزوئے واحد رہی ہے۔ خدا جانے کیوں ان کو نفرت تھی۔

مگر اب کہ وہ یادگار دن قریب آ پہنچا جس پر سارے ملک کی نظریں لگی ہوئی تھیں۔ یعنی جس روز چار منصف آدمیوں کی دھمکی کا آخری فیصلہ ہونا تھا۔ تو ان کو عارضی طور پر ڈاؤننگ سٹریٹ والے مکان میں اٹھ جانے پر مجبور کیا گیا۔ کیونکہ پولیس اپنی طاقت کو دو جگہ تقسیم کرنا نہ چاہتی تھی۔

علاوہ بریں ڈاؤننگ سٹریٹ والے مکان کی حفاظت کرنا سہل تھا۔ پولیس اس کے اندر و بیرون سے اچھی طرح واقف تھی اور یہاں ناکہ بندی کا اچھا انتظام ہو سکتا تھا۔ ایک خاص سہولت اس میں یہ تھی کہ وزیر خارجہ کو پورٹ لینڈ پلیس سے چل کر ڈاؤننگ سٹریٹ تک جانے کی حاجت نہ ہو گی۔ گھر کی نسبت رستہ میں حفاظت کرنا ہمیشہ مشکل ثابت ہوتا ہے۔

یہ سب کچھ سہی مگر سر فلپ ایسے ضدی آدمی کو کسی نئے انتظام پر آمادہ کرنا بجائے خود ایک مرحلہ تھا۔ بڑے زور سے انکار کرتے رہے اور آخر تب مانے جب یقین دلایا گیا کہ اس سے خفیہ پولیس کی وہ مسلسل نگرانی جو آپ کے لئے باعث زحمت ہو رہی ہے

دور ہو جائیگی۔

"بہ حالت موجودہ" سپرنٹنڈنٹ فالمتھ نے سمجھایا "حجامت کا پانی تک پہنچانے کے لئے خفیہ پولیس کے آدمی ہیں۔ آپ جب ڈاؤننگ سٹریٹ والے مکان پر اُٹھ گئے۔ تو پھر ایسی پابندیوں کی حاجت نہ رہے گی۔ سرِدست جاسوسوں کو ہر وقت آپ کے ساتھ رکھنا پڑتا ہے۔ کل آپ تسکائٹ کرتے تھے۔ نہانے کے لئے غسلخانہ میں گئے۔ تو وہاں بھی پولیس کا آدمی موجود تھا۔ بخدا مجھے اس بات کا رنج ہے کہ آپ کو ان آدمیوں کی کثرت سے پریشان ہونا پڑا۔ مگر۔۔۔ مجبور ہوں۔ میں بھی کچھ نہیں کر سکتا۔ البتہ ڈاؤننگ سٹریٹ والے مکان میں ان پابندیوں کو کم کر دیا جائیگا۔ میرا خیال ہے اس طرح کی شکائتیں وہاں پیدا نہ ہوں گی۔"

مسٹر فلپ جو سب سے زیادہ پولیس کے احتساب سے گھبراتے تھے۔ اس رعائت سے خوش ہو کر رضامند ہو گئے۔

اس وقت ڈاؤننگ سٹریٹ جانے سے پہلے وہ پورٹ لینڈ پلیس والے مکان میں بیٹھے ہوئے وہی خط جس کا ذکر کیا گیا ہے۔ لکھ رہے تھے اور فالمتھ باہر کھڑا روانگی کا انتظار کرتا تھا۔

دفعتاً میز پر لگی ہوئی ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔ اس آواز کو سن کر سر فلپ کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ بیسویں صدی میں رہتے ہوئے وہ دراصل پرانے خیالات کے آدمی تھے۔ اور زمانہ حال کے ان تمام آلات سے جو انسان کو بھاگ دوڑ کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کرتے ہیں بہت گھبراتے تھے۔ کچھ بڑبڑاتے ہوئے انہوں نے ریسیور لے لیا۔ آواز ان کے پرائیویٹ سکرٹری کی تھی۔ جو پوچھ رہا تھا۔ آپ کتنی دیر میں تشریف لائیں گے۔

"نمبر ۴ ڈاؤننگ سٹریٹ کے چاروں طرف ساٹھ آدمیوں کا پہرہ لگ گیا ہے"

اس جوشیلے نوجوان نے خبر دی۔ "آج اور کل دو دن کے لئے۔۔۔"

سخت پریشان ہو کر مسٹر فلپ نے ٹیلیفون کا چونگا ہاتھ سے رکھ دیا اور مضطربانہ کہا "کہ اب اتنی ہی رہ گئی ہے۔ کہ یہ لوگ مجھے لوہے کی تجوری میں بند کر کے قفل لگا دیں۔"

اس وقت دروازہ ہلا۔ دیکھا تو فالمتھ ذرا سا پٹ کھولے دیکھ رہا تھا۔

"معاف کیجیے میں گھبراہٹ پیدا کرنا تو نہیں چاہتا۔ پھر بھی آپ . . . اگر . . تھوڑا جلدی"

ایسے حالات میں یہ جاننا مشکل نہیں ہو سکتا کہ صاحب وزیر خارجہ پورٹ لینڈ پلیس سے ڈاؤننگ سٹریٹ گئے۔ تو ان کے مزاج کی کیا حالت تھی۔

بات دراصل یہ ہے کہ وہ ہر کام آہستگی اور اسلوب کے ساتھ کرنا چاہتے تھے۔ اس طرح کی دوڑ دھوپ جو عہد حال کی تہذیب سے ملزوم ہے ان کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ اپنی عمر میں کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا تھا۔ کہ انہیں اپنے اوقات کی تقسیم کسی اور کے زیر ہدایت عمل میں لانا پڑے۔ حالانکہ اب یہ حالت تھی کہ پولیس کے جوان ہر وقت گھیرے رہتے اور حوائج قدرت تک ان کی نگرانی میں کرنے پڑتے تھے۔ اب بھی ڈاؤننگ سٹریٹ کی طرف جاتے ہوئے انہوں نے دیکھا۔ کہ چند سائکل سوار دونوطرف ان کے ساتھ ساتھ جا رہے تھے راستہ میں جابجا پولیس کے سپاہی سادہ لباس پہنے کھڑے تھے اور جب ان کی سواری ڈاؤننگ سٹریٹ کے سرے پر پہنچی۔ تو دیکھا ان کے سوا اس سڑک پر ہر قسم کی آمدورفت بند کر دی گئی ہے۔ بازار کے سرے پر خلقت کا جمغفیر نظر آیا۔ مگر مسٹر فلپ بجائے اسکے کہ پولیس کے انتظامات سے خوش ہوتے۔ الٹا اس خیال سے ملول ہوئے کہ میری ہر نقل و حرکت لوگوں کے لئے تماشا بن رہی ہے۔

دفتر میں سکرٹری اس تقریر کا مسودہ لئے انتظار کر رہا تھا۔ جو انہیں قانون زیر بحث کی دوسری خواندگی پر پارلیمنٹ میں سنانی تھی

کاغذات پیش کرتے ہوئے سکرٹری نے کہا۔

"جناب عالی پارلیمنٹ میں اس قانون کی زوردار مخالفت کا اندیشہ ہے۔ پھر بھی امید کی جاتی ہے کم از کم ۳۶ ووٹوں کی کثرت ہمارے حق میں رہے گی۔"

ریمن نے مسودہ پر ایک نظر ڈالی۔ تقریر طرح ان کے حسب منشا تھی۔ اور اس وقت تقریر کا مضمون پڑھتے ہوئے ان کے مضطرب دل کو ذرا اطمینان بھی ہو گیا خیال آیا آخر میں گورنمنٹ برطانیہ کا وزیر ہوں۔ ایسی دھمکیاں جوان نام نہاد منصف آدمیوں کی طرف سے بھیجی جا رہی ہیں۔ یقیناً میرے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھ سکتیں۔ یونہی اخبار والوں اور پولیس نے بات کا بتنگڑ بنا دیا ہے۔ ورنہ اس شور و شغب کا انجام یقیناً کچھ نہ ہو گا۔

چنانچہ اب جو انہوں نے سکرٹری کی طرف دیکھا تو چہرہ پر اطمینان کا تبسم نظر آیا۔

پھر سکرٹری سے پوچھا۔

"یہ تو کہو ان کی کیا خبر ہے۔۔۔ وہی بدمعاش جو اپنے آپ کو چار منصف کہتے ہیں"

لیکن ہر چند دکھاوے کو انہوں نے اتنی لاپروائی ظاہر کی تاہم واقعہ میں وہ اس خطرناک جماعت کو بھولے نہ تھے۔ دھیان شب و روز اسی طرف لگا رہتا تھا۔

سکرٹری نے تھوڑا تامل کیا۔ آج پہلا موقعہ تھا۔ کہ صاحب موصوف نے قصداً ذکر چھیڑا۔ پہلے ہمیشہ اس معاملہ کو نظر انداز کیا جاتا تھا۔

"آہ۔ آپ ان کے لئے پوچھتے ہیں" سکرٹری نے یہ نہ جان کر کہ کیا جواب دینا چاہیئے بغلیں جھانکتے ہوئے کہا۔ "ار۔۔۔ دراصل کوئی خاص بات تو سننے میں نہیں آئی۔ فقط ٹیری کے سابقہ حالات شائع ہوئے ہیں۔ مگر اس کے ساتھیوں کے بارہ میں اب بھی کچھ معلوم نہیں ہوا۔"

وزیر خارجہ کے ہونٹ پر ہلکا بل پیدا ہو گیا

"کیا بھول گئے۔ انہوں نے کل رات تک مہلت دی تھی؟"

"کیوں مسٹر مکاران کی طرف سے کوئی اور بھی اطلاع موصول ہوئی ہے؟"

"نہیں کچھ نہیں" سر فلپ نے لاپروائی سے جواب دیا۔

"گویا اس صورت میں . . ."

سر فلپ کی پیشانی پر بل پڑگئے۔ ہرچند سکرٹری کو فقرہ پورا کرنے کی جرأت نہ ہوئی تھی تاہم وہ اسے اچھی طرح سمجھ گئے۔ یقیناً وہ یہی کہتا گویا اس صورت میں وہ لوگ اپنی آن پوری کریں گے۔

اور اس ناگفتہ جملہ کی یاد نے برطانیہ کے شیر دل وزیر کے سینہ میں بھی سردی کی لہر پیدا کردی!

۳

کارنابی سٹریٹ والے مکان کی بالائی چھت پر ایک کمرہ میں ٹیری باقی تین ساتھیوں کے سامنے مطیع اور سہما ہوا۔ دل میں جوش لیے چپ بیٹھا تھا۔

"دیکھو میں پھر کہتا ہوں" مینفرڈ سمجھا رہا تھا "ہمارے دلوں میں تمہاری نئی شرارت کا ذرا بھی ملال نہیں ہے۔ جو کچھ تم نے کیا سخت احمقانہ اور خطرناک تھا۔ اس کے باوجود ہم معاف کرچکے۔ میرا خیال ہے۔ اور غالباً میرے دوست سینیر پائیکرٹ کا بھی ہوگا۔ کہ سینیر گونسالز نے بہت اچھا کیا۔ تمہیں زندہ سلامت لے آئے۔"

ٹیری کی آنکھیں مینفرڈ کی آتش ریز نگاہ کا مقابلہ نہ کرکے فرش زمین پر جھک گئیں۔

"کل رات" مینفرڈ نے تقریر جاری رکھ کر کہا "تم کو وہ کام کرنا ہوگا جس کے لئے ہوا تھا جس کے بعد چھٹی ہے۔ پھر تم جا سکتے ہو . . ."

"مگر کہاں؟" ٹیری نے دفعتاً بھڑک کر پوچھا "انصافاً کہیے مجھ بدنصیب کا اب اس دنیا میں کہاں ٹھکانہ ہے؟ میرا نام ان لوگوں کو معلوم ہو چکا۔ اب میں کہیں جا کر چھپوں وہ ہرگز پیچھا نہ چھوڑیں گے۔ پولیس بڑی آسانی سے ڈھونڈ نکالے آئے گی۔ افسوس مجھے

کہیں پناہ نہیں مل سکتی۔ میں کہاں جا سکتا ہوں... کہاں جا سکتا ہوں؟"

وہ جوش سے اٹھ کر تینوں کو قہر آلود نظروں سے دیکھنے لگا۔ شدت اضطراب سے ہاتھ کانپتے اور بدن تھرتھراتا تھا۔

مگر اس جوشِ غضب کا باقیوں پر کچھ اثر نہیں ہوا۔

"غلطی تمہاری اپنی تھی" میفرڈ نے لہجہ سکون میں جواب دیا "نہ وہاں جاتے۔ نہ یہ حال ظاہر ہوتا۔ محض اپنے کیے کی سزا ہے جو تم پا رہے ہو... اس کے باوجود" اس نے ایک لحظہ تامل کے بعد کہا "جہاں تک ہمارا بس چلتا ہے تمہاری امداد سے دریغ نہ کیا جائے گا۔ ہم تمہارے لئے نیا جزیرہ ڈھونڈیں گے۔ جہاں وہ لڑکی تمہارا انتظار کرتی ہوگی"

ٹیری نے مشتبہ نظروں سے باری باری سب کو دیکھا۔ حیران تھا یہ لوگ کیا مذاق کر رہے ہیں؟

مگر ان کے چہرے سنجیدہ تھے۔ فقط گونسالز کی تیز متجسس آنکھیں اس طرح اس کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ گویا اس کی روح تک پہنچنے کی کوشش کرتی ہیں۔

"قسم دیتے ہو؟" ٹیری نے گلوگیر لہجہ میں پوچھا "قسم لیکر وعدہ کرتے ہو...؟"

"میں وعدہ کرتا ہوں" میفرڈ نے لہجہ سکون میں جواب دیا "اور یاد رکھو میرا وعدہ ایک ہزار قسموں سے زیادہ مضبوط ہے... مگر اب" اس نے گفتگو کا رخ بدل کر کہا "کیا جانتے ہو کل تمہیں کیا کرنا ہے؟"

ٹیری نے سر کے اشارہ سے ہاں کہی

"لیکن خبردار غلطی نہ ہو" میفرڈ نے تاکیدی لہجہ میں کہا "ہم چاروں۔ میں۔ تم پانیکرٹ اور گونسالز۔ اس غیر مختلف وزیر کو اس طریقہ سے ہلاک کریں گے۔ جو آج تک کسی کے سننے میں نہیں آیا۔ اور جسے جان کر دنیا تھرا جائے گی... تیز مگر یقینی موت جو بند دروازوں اور اونچی دیواروں میں ہر طرح کے پہروں کو چیر کر داخل ہوگی۔ اور جس سے بچنے کی کوئی صورت

نہیں... ایسا طریقہ جو پیشتر کبھی اختیار نہیں کیا گیا۔ جو...“

وہ چپ ہو گیا۔ رخسارے سرخ تھے۔ اور آنکھیں مشتعل۔ اس نے باری باری اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔ پائیکرٹ ابوالہول کی مانند چپ مگر لیون کی آنکھوں سے ایک عجیب دلچسپی ظاہر ہوتی تھی۔

مینفرڈ کا چہرہ اور سرخ ہو گیا۔ لہجہ انکسار میں کہنے لگا۔

”میں اس بات کی معافی چاہتا ہوں کہ عارضی جوش میں مقصد کی بزرگی کو ذریعہ کی اہمیت میں نظر انداز کر گیا۔“

اس نے ذاتی ملامت کے انداز سے ہاتھ اٹھایا۔ کہ

”کچھ بات نہیں“ پائیکرٹ نے جلدی سے کہا۔ اور لیون گونسالز نے بھی شفقت سے روک دیا۔

ایک لمحہ تینوں چپ رہے۔ اس کے بعد مینفرڈ بولا۔

”اچھا اب کام کرنا چاہیے۔“

اور دونوں ساتھیوں اور تھیری کے ہمراہ وہ اس کمرہ میں گیا۔ جو تجربہ گاہ بنا ہوا تھا۔ یہاں پہنچ کر تھیری نے کوٹ اتارا۔ اب وہ خوفزدہ یا مغلوب نہیں۔ اس ماہر فن کی طرح سیدھا کھڑا تھا۔ جو کوئی اہم مسئلہ سلجھا رہا ہو۔ اور تینوں آدمی جن سے تھوڑی دیر پہلے اتنا مرعوب تھا۔ اس کے اشاروں پہ چل رہے تھے۔

ان کو اس کمرہ میں کئی کام کرنے تھے۔ کئی تجربے۔ کئی اندازے کئی طرح کے حسابات اس موت کی تکمیل کے لئے درکار تھے۔ جس میں علوم جدیدہ کے پیدا کئے وسائل شامل کرنا منظور تھا۔ سر فلپ رمین کی ہلاکت ان کے نزدیک علمی دنیا میں ایک نئے عظیم الشان تجربہ کی حیثیت رکھتی تھی۔

”میں ذرا باہر کا جائزہ لے آؤں“ دفعتاً مینفرڈ نے کہا۔ اور دوسرے کمرہ میں

جا کر وہ ایک اونچا سٹول اٹھا لایا۔ اس پر چڑھ کر پہلے وہ چور دروازہ کھولا جو چھت میں واقع تھا۔ پھر بڑی احتیاط کے ساتھ اس کی راہ سے چھت پر چڑھ گیا۔

چاروں طرف ناہموار عمارتیں تھیں۔ دھوئیں اور غبار میں چھپا ہوا شہر لندن میلوں تک پھیلا ہوا نظر آتا تھا۔ نیچے بازار میں عام خلقت ان تیاریوں سے بے خبر جو ایک عالی جاہ وزیر کی جان لینے کی کی جا رہی تھیں۔ اپنے کام دھندے میں مصروف تھی۔ مینفرڈ نے ایک نظر سامنے دیکھا۔ پھر دوربین نکال کر جنوب کو مڑا۔ ہر طرف دیکھ کر وہ اسی چور دروازہ کی راہ سے جس طرح چڑھا تھا نیچے اترا اور کمرہ میں چلا گیا۔

"کیوں؟" تھیری نے فاتحانہ انداز سے پوچھا۔

"دیکھ لیا۔ بہت اچھا کیا تم نے اس پر نشان لگا دیا" مینفرڈ نے کہا۔

"ایسا کرنا لازم تھا۔ کیونکہ کام اندھیرے میں کرنا ہوگا۔" تھیری نے جواب دیا

"اچھی طرح دیکھا...؟" پائیکرٹ نے دریافت کیا

مینفرڈ نے سر کے اشارہ سے ہاں کہی۔ پھر بولا

"پارلیمنٹ کی عمارت بہت مدھم نظر آتی ہے اور ڈاؤننگ سٹریٹ تو اس طرح دکھائی دیتا ہے۔ گویا بے شمار چھتیں ایک جگہ جمع کر دی گئی ہوں"۔

تھیری اس گفتگو کو بیچ ہی میں چھوڑ کر پھر کام میں مشغول ہو گیا۔

وہ لاکھ مجرم ہو۔ اس میں شک نہیں اپنے کام میں پھرتیلا تھا۔ اب تک اس کے جوہر چھپے ہوئے تھے۔ مگر آج وہ اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہتا تھا۔ کہ اپنے فن کا میں بھی ماہر اکمل ہوں۔ وہ ان لوگوں کی تحسین حاصل کرنا چاہتا تھا۔ جو اب تک اسے حقیر سمجھے ہوئے تھے۔

مینفرڈ۔ گونسالز اور پائیکرٹ ایک طرف کھڑے اس کا عمل دیکھ رہے تھے۔ ان میں سے فقط گونسالز کی آنکھیں تھیری کے چہرہ پر لگی ہوئی تھیں۔ شاید ہیئت انسانی کے ماہر عالم

کی حیثیت میں دمخفی نہ رہے مشہور سائنسدان لیکو میٹس کی نادرالوجود تصنیف "فیالوجی فزیاگنومیا ہیومینا" کا ترجمہ جو آج علمی دنیا میں مستند سمجھا جاتا ہے۔ اسی نے کیا تھا) وہ یہ بات معلوم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کہ اس شخص میں ماہر و مجرم کون کون سے عناصر موجود ہیں۔

تھوڑی دیر بعد ٹیڑی کا کام مکمل ہو گیا

"لیجیے صاحبان" اس نے اطمینان سے کہا "تیاری ہو چکی۔ اب فقط ایک نقطہ وزیر صاحب کی زندگی کا خاتمہ کر سکتا ہے۔"

یہ کہتے ہوئے اس کے چہرہ پر جو پہلے ہی بھیانک تھا بڑا خوفناک تبسم پیدا ہوا اپنے ملک کے لڑاکے سانڈوں کی طرح۔ اسے بھی خون کی بو سے مستی آ جاتی تھی۔

لیکن مقابلہ میں باقیوں کی حالت اس سے مختلف تھی۔ کیا مجال ان کے چہروں پر مسرت یا ملال کا کچھ بھی اثر نمایاں ہو۔ فی الحقیقت ان کی صورتوں سے دل کا حال جاننا سخت ہی مشکل تھا۔ ایک عضلہ تک نہیں ہلا۔ البتہ غور سے دیکھیں تو منہ کے پاس اس طرح کی سختی بے شک نظر آتی تھی جو کسی جج کے چہرہ پر اس وقت پیدا ہوتی ہے۔ جب وہ مجرم کو سزائے موت کا حکم سنانے کے لئے تیار ہو۔

اس سختی کو دیکھ کر ٹیڑی کا خون اس کی رگوں میں منجمد ہو گیا۔

مضطربانہ ہاتھ پھیلا کر بے تابی سے کہنے لگا۔

"نہیں! نہیں! خدا کے لئے اس طرح نہ دیکھیے"۔ اور پھر کانپتے ہوئے ہاتھوں سے منہ کو ڈھک لیا۔

"کیا؟ کس طرح نہ دیکھیں؟" لیون گونارڈ نے نرمی سے پوچھا۔

ٹیڑی نے سر ہلایا اور کہنے لگا "میں نہیں جانتا کیا بات تھا۔ مگر آپ کے چہروں پر اس وقت وہی آثار نظر آتے۔ جو عزناطہ کے جج کے چہرہ پر حکم سناتے وقت نظر آیا کرتے ہیں؟"

"اس کا باعث میں سمجھتا ہوں" مینفرڈ نے کہا "جج ہم بھی ہیں۔ فرق محض اتنا ہے کہ جج صرف حکم سناتا ہے۔ ہم اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔"

"مگر... میرا خیال تھا۔ آپ لوگ میرے کام کی تعریف کریں گے۔" ٹیری نے سہمی ہوئی آواز سے کہا۔

"کریں گے۔ جب کام پورا ہو جائے گا۔" مینفرڈ نے سنجیدگی سے کہا۔

"سچ ہے سچ ہے۔" باقی دو نے تائید کی۔

"اس لئے دعا کرو۔ خدا ہمیں کامیابی دے۔" مینفرڈ نے کہا۔

اور ٹیری بحر حیرت میں ڈوبا ہوا ان عجیب آدمیوں کی طرف دیکھنے لگا۔

۲

اس سہ پہر کو سپرنٹنڈنٹ فالمتھ نے صاحب کمشنر پولیس کو اطلاع دی کہ عالی جاہ وزیر خارجہ کے تحفظ کے سارے انتظامات عمل میں آ چکے۔

"نمبر ۴۴ ڈاؤننگ سٹریٹ میں" اس نے عرض کیا "پہرہ کا اتنا مکمل انتظام کیا گیا ہے کہ چڑیا تک داخل نہیں ہو سکتی۔ ہر کمرہ میں پولیس کے آدمی موجود ہیں۔ چار افسر جن کی وفاداری میں حلف سے کہہ سکتا ہوں۔ چھت پر کھڑے ہیں۔ اسی طرح کچن میں ہیں۔ تہ خانوں کے اندر غرض کوئی مقام پولیس کے جوانوں سے خالی نہیں۔"

"اور نوکر؟... ان کے بارہ میں کیا کیا گیا ہے؟" صاحب کمشنر نے پوچھا۔

"سارے نوکر سر فلپ کے معتمد ہیں جنہیں ان کے دیہاتی مکان سے بلایا گیا ہے۔ پرانے آدمی جن کی عمریں اسی خاندان کی خدمت کرتے بسر ہو گئیں۔ گھر میں ایک آدمی ایسا نہیں جس کا حال الف سے ی تک معلوم نہ ہو۔"

اس پر بھی صاحب کمشنر نے فکر کی گہری سانس لی۔

"کسی طرح کل کا دن گذر جائے تو شکر ہو۔" انہوں نے کہا اور پھر پوچھا۔ "آخری

انتظامات کیا ہیں؟"

"وہی جو سرفلپ کی آمد پر عمل میں لائے گئے تھے۔ ان میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ کل رات ساڑھے آٹھ تک وہ نمبر ۴۴ میں ٹھیریں گے۔ اور نو بجے مسودہ کی خواندگی کے لئے پارلیمنٹ جاکر گیارہ بجے واپس آجائیں گے۔"

میں نے حکم جاری کر دیا ہے کہ پونے نو سے لے کر سوا نو اور پونے گیارہ سے سوا گیارہ تک پارلیمنٹ والی سڑک کی جملہ آمد و رفت وزیر خارجہ کی موٹر کے سوا ساحل دریا کے رستہ ہو۔" صاحب کمشنر نے بیان کیا۔" ان کی روانگی سے پہلے چار بند گاڑیاں ڈاؤننگ سٹریٹ سے پارلیمنٹ جائیں گی۔ ان کے آخر میں سرفلپ کی موٹر ہوگی۔"

اس وقت ایک وردی پوش سپاہی دروازہ کھٹکھٹا کر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں اطلاعی کارڈ تھا جسے اس نے صاحب کمشنر کے سامنے رکھ دیا۔

"سینیر جونی ڈاسلوا" کمشنر پولیس نے کارڈ پڑھ کر کہا۔ اور پھر فالمتھ کی طرف مڑ کر سمجھایا "آپ ہسپانیہ کے وزیر پولیس ہیں۔ اور خاص اس موقعہ کے لئے تشریف لائے ہیں" سپاہی سے "بہت اچھا۔ آنے دو۔"

سینیر ڈاسلوا پستہ قد پھرتیلے آدمی تھے۔ ناک مڑی ہوئی۔ داڑھی گول۔ مگر اس میں سپیدی کی جھلک پائی جاتی تھی۔ صاحب کمشنر سے مل کر بہت خوش ہوئے اور اس غیر معمولی اخلاق سے سلام کیا۔ جو ہسپانیہ کے سرکاری حلقوں سے مخصوص ہے۔

مصافحہ کے بعد صاحب کمشنر نے ایک کرسی پر بٹھایا۔ اور پھر فالمتھ سے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"معاف کیجیے۔ میں نے اس قدر تکلیف دی۔ مگر میرا خیال تھا۔ آپ چونکہ اس شخص پیٹری کے حالات سے بہتر واقف ہیں۔ اس لئے غالباً اس کی تلاش میں مدد دے سکیں گے"

"میں حسن اتفاق سے پیرس آیا ہوا تھا" ہسپانیہ کے وزیر پولیس نے جواب دیا "پیٹری

کو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ مگر یہ سُن کر بڑی حیرت ہوئی۔ کہ وہ اب اونچے طبقہ میں پیر رکھنے لگا ہے
... چار منصف آدمی ؟" اس نے شانے چڑھا کر کہا۔ "آپ صاحب ہیں کیا۔ کوئی نہیں جانتا کون
ہیں۔ خالی شنید ہے۔ دید کچھ نہیں ... یاد ہوگا۔ ایک واردات ملاگا میں بھی ہوئی تھی۔ مگر
بیٹری ... وہ اونچا مجرم نہیں ہے۔ تعجب ہے وہ ان لوگوں میں کیسے جا ملا ؟
" ٹھیریے" صاحب کمشنر نے میز سے بیٹری کے انعامی اشتہار کی نقل اٹھاتے ہوئے
کہا۔ "آپ کے اہلکار بیٹری کا حال بھیجنے میں ایک فروگذاشت کر گئے۔ جو ہر چند خاص اہمیت
نہیں رکھتی۔ پھر بھی یہ معلوم ہو جاتا۔ تو اچھا تھا۔ کہ اس کا پیشہ کیا ہے ؟
" بیٹری کا پیشہ !" وزیر پولیس نے فکر سے ابرو سکیڑ کر کہا۔ "ٹھیریئے ذرا یاد کر لوں ..."
پھر ایک لمحہ چپ رہ کر "بیٹری کا پیشہ ... اس وقت پوری طرح تو یاد نہیں۔ مگر میرا خیال ہے
وہ کچھ ربڑ کے متعلق تھا۔ اس کا پہلا جرم ربڑ چرانا ہی تھا۔ لیکن آپ اگر اچھی طرح معلوم کرنا
چاہتے ہوں ..."

صاحب کمشنر بہادر ہنسنے لگے۔

"جی نہیں۔ ایسی کیا حاجت ہے" انہوں نے لاپروائی سے فرمایا۔

بھولے کمشنر! کاش ان کو معلوم ہوتا۔

باب۔ ۷

آخری پیغام

۱

صاحب وزیر خارجہ کی ہلاکت سے پہلے۔ چار منصف آدمیوں کی طرف سے ایک پیغام آنا باقی
تھا۔ ان کے گذشتہ خط میں یہ فقرہ درج تھا کہ ایک آخری اطلاع اور بھیجی جائے گی

لیکن مبادا ڈاک میں بھیجنے سے وقت پر نہ پہنچے ۔ ہم نے انتظام کر دیا ہے کہ ہم چاروں میں سے ایک آدمی وہ اطلاع آپ کے ہاتھ میں دے آئے ۔ چونکہ ہم کوئی کام خلاف انصاف کرنا نہیں چاہتے ۔ اس لیئے دم آخر تک مہلت دینا ضروری سمجھتے ہیں ۔"

یوں تو جب سے چار منصف آدمیوں کا نضیحتہ شروع ہوا ۔ پولیس کو ایک دن چین نصیب نہ ہوا تھا ۔ مگر خط کے اس فقرہ نے ان کے تفکرات کو بھی ایک حد تک کم کر دیا ۔ کیونکہ معلوم تھا ۔ یہ لوگ مجرم ہونے کے باوجود صادق القول ہیں ۔ وہ عام مجرم نہ تھے کہ ہر ادنےٰ موقعہ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ۔ وہ تو جو کہتے ہمیشہ اس کے پابند رہتے تھے اور سچ پوچھئے تو یہ خیال نہ ہوتا تو پولیس سر فلپ کی حفاظت کے لیئے اتنی وسیع تیاریاں بھی کیوں کرتی ؟ چاروں کا وصف صداقت ہی ان کی خوفناک خصوصیت تھا

خیر تو فی الحال یہ امید پولیس کو سہارا دے رہی تھی کہ مجرم اپنی طاقت کا اندازہ کرنے میں جو غلطی کر رہے ہیں ۔ سب سے بڑھ کر وہی ان کی ناکامی کا باعث ہوگی ۔ موجودہ انتظامات کی موجودگی میں یہ بات عملی طور پر ناممکن تھی ۔ کہ ان کا کوئی آدمی آخری اطلاعی خط لیکر سر فلپ تک آئے ۔ اور بچ کر چلا جائے ۔ اور چونکہ اس آخری خط کے بغیر وہ لوگ اخلاقاً اپنی دھمکی کو آخری صورت نہ دے سکتے تھے ۔ اس لیئے پولیس یہ سمجھے ہوئے تھی کہ نہ وہ خط سر فلپ کے ہاتھوں تک پہنچے گا ۔ نہ وہ چار ان کی ہلاکت کے مرتکب ہوں گے

مخفی نہ رہے کہ پچھلا خط جس کا اقتباس اوپر درج کیا گیا ہے بذریعہ ڈاک موصول ہوا تھا ۔ اور اس پر ڈاک خانہ بلیم سے دن کے سوا بارہ بجے روانگی کی مہر لگی ہوئی تھی

اس وقت سر فلپ رہمن نمبر ۴۴ ڈاوننگ سٹریٹ والے مکان میں کرسی پر بیٹھے اور سپرنٹنڈنٹ فالمتھ ان کے سامنے کھڑا تھا ۔ گفتگو جیسا امید کی جا سکتی ہے ۔ انہی چار منصف آدمیوں کے متعلق ہو رہی تھی ۔

"سوال یہ ہے" ۔ فالمتھ نے قدرے اضطراب کے لہجہ میں کہا ۔ [illegible]

محاصرہ اس طرح کئے رکھیں جس سے مجرم آخری خط لانے کی جرأت نہ کریں یا اس حفاظت کو یہ خیال نرم کردیں کہ ان کا آدمی خطا کرآئے اور پکڑا جائے۔"

سرفلپ کی تیز آنکھیں مسٹر غرساں کے چہرہ کی طرف اٹھ گئیں۔

"آہ!" انہوں نے کبیدہ خاطر ہوکر کہا۔ "معلوم ہوتا ہے تم لوگ مجھے طعمہ بنانا چاہتے ہو جس طرح مچھلی پکڑنے کو کنڈی میں چارہ لگاتے ہیں۔ اسی طرح ان آدمیوں کی گرفتاری کے لئے تم کرنا چاہتے ہو۔"

فالسٹھ نے اعتراضاً ہاتھ اٹھایا۔

"جی نہیں یہ مقصد ہرگز نہیں ہے" اس نے بیان کیا "ہم ان لوگوں کو انہی کی کمزوری سے گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔"

"خیر جانے دو۔ میں سمجھ گیا" وزیر خارجہ نے بے چینی سے جواب دیا۔

"اور اب یہ بھی معلوم ہو گیا ہے" فالسٹھ نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا "وہ لوگ پارلیمنٹ کے اندر بم لے جانے میں کیونکر کامیاب ہوئے . . . در اصل جس دن واقعہ پیش آیا ہے۔ بعض ممبروں نے ایک ممبر رکن پارلیمنٹ کو جن کا نام مسٹر بیکو ہے۔ اور شمالی ملارنگٹن کی قائم مقامی کرتے ہیں۔ پارلیمنٹ میں پھرتے دیکھا تھا . . ."

"اچھا۔ اس سے کیا ہوا؟" سرفلپ نے حیرت سے سوال کیا۔

"حالانکہ واقعہ یہ ہے مسٹر بیکو اس دن پارلیمنٹ سے کئی سو میل فاصلہ پہ تھے" مسٹر غرساں نے لہجہ سکون میں جواب دیا۔ "ابھی ابھی یہ بات محض اتفاقاً معلوم ہوئی ہے"

سرفلپ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ اور مضطربانہ ٹہلنے لگے۔ تھوڑے تامل کے بعد انہوں نے کہا۔

"اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ اس ملک کے مجلسی حالات سے پوری طرح واقف ہیں۔"

"جی ہاں - یہ تو ظاہر ہے اور... اور یہی بات سب سے زیادہ خطرناک ہے!"

"خطرناک!" وزیر خارجہ نے سرکہ جبیں ہو کر کہا۔ "مگر تم تو کہتے تھے خطرہ... اصلی خطرہ بالکل موجود نہیں۔"

"جی بے شک میں نے عرض کیا تھا۔" فالمتھ نے وزیر صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اور اب پھر کہتا ہوں جہاں تک حفاظتی انتظامات کا تعلق ہے۔ خطرہ کبھی پیش نہیں آسکتا۔ مگر" اس نے آواز دبا کر پراسرار لہجہ میں کہا۔ "جو لوگ بھیس بدلنے میں ایسے باکمال ہوں۔ ان کو... اور... خطرناک سمجھنا ہی پڑتا ہے۔ خدا معلوم وہ کچھ کرنا چاہتے ہیں یا نہیں چاہتے۔ مگر ان کے استقلال اور مستعدی میں کوئی کلام نہیں۔ ایک ان میں مصور رہے۔ اور وہی تبدیل لباس کا کام سرانجام دیتا ہے۔ میں سب سے بڑھ کر اسی کو خطرناک سمجھتا ہوں۔"

سر فلپ نے پریشان ہو کر سر ہلایا پھر

"سنو فالمتھ" بے صبری سے میز پر ہاتھ مار کر کہنے لگے "میں اس طرح کی باتیں سنتے سنتے تنگ آگیا ہوں۔ ادھر جاسوس اور ہر قاتل اور بیچ میں تبدیل لباس کا جھگڑا سمجھنا یہ تو ایک طرح کا ناٹک بنا جاتا ہے۔"

"سرکار بیر التجا کرتا ہوں" افسر پولیس نے نرم ہو کر کہا "ایک دو روز صبر کیجیے پھر سب کام ٹھیک ہو جائے گا۔ ابھی ہم نے اس کا فیصلہ نہیں کیا۔ کہ آخری انتظامات کیا ہوں..."

"خیر جس طرح جی میں آتا ہے۔ کرو۔" سر فلپ نے تنگ آکر جواب دیا۔ "مگر یہ تو کہو آج مجھے پارلیمنٹ میں بھی جانے دو گے یا نہیں؟"

"جی نہیں۔ یہ بات طے ہو چکی ہے۔"

سر فلپ ایک لمحہ چپ رہے۔ پھر کہا۔

"انتظامات کیا خفیہ رکھے گئے ہیں؟"

"جی قطعاً"

"کون کون واقف ہے؟"

"چار آدمی۔ میں۔ آپ۔ صاحب کمشنر اور آپ کا سکرٹری"

"ان کے سوا کوئی نہیں؟"

"جی بس۔ ان کے سوا کوئی نہیں۔ گویا آپ کی سلامتی اگر نقل و حرکت کے پوشیدہ رہنے میں ہے۔ تو پھر آپ محفوظ ہیں"

"یہ باتیں تحریر میں آچکی ہوں گی؟" سر فلپ نے پوچھا۔

"ہرگز نہیں۔ کوئی بات تحریر میں نہیں لائی گئی۔ سب فیصلہ زبانی ہوا ہے صاحب وزیر اعظم تک کو خبر نہیں۔"

سر فلپ نے اطمینان کی سانس لی۔ پھر اتنا کہا۔

"چلو شکر ہے"

فالمتھ جانے کے لئے اٹھا۔

"میں صاحب کمشنر تک جاتا ہوں" اس نے بیان کیا۔ "مگر آدھ گھنٹے کے اندر اندر آجاؤں گا۔ مکرر درخواست کرتا ہوں۔ کہ آپ اتنا عرصہ کمرے سے باہر نہ جائیے گا۔"

سر فلپ اس کے ساتھ ساتھ برآمدہ تک گئے۔ یہیں ان کا سکرٹری ہملٹن بیٹھا تھا۔

"گمان یہ ہے"۔ فالمتھ نے ایک سپاہی کی مدد سے اوورکوٹ پہنتے ہوئے کہا۔ کہ گذشتہ دو دن سے کچھ لوگ میرا پیچھا کر رہے ہیں۔ مجبور ہو کر۔ میں جہاں جانا ہو۔ موٹر پر جاتا ہوں۔ اس حالت میں وہ اگر پیچھا کریں تو موٹر ہی پر کر سکتے ہیں۔ اور پھر ان کا پوشیدہ رہنا غیر ممکن ہے۔" اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر موٹر سواری کی جالی دار سیاہ

عینک نکالی۔ مگر اسے لگاتے ہوئے کھسیانے ہو کر کہا۔ "اپنی عمر میں میں نے کبھی بھیس بدلا ہے نواب۔ اور وہ بھی اس چشمہ کے استعمال تک" پھر سرندیپ کی طرف مڑ کر "مجھ کو سکاٹ لینڈ یارڈ کی خدمت کرتے پچیس سال ہو گئے۔ مگر سچ جانئے۔ پہلا موقعہ ہے کہ ناٹک کے جاسوسوں کی مانند ایسی کارروائیاں کرنی پڑی ہیں۔"

۲

وہ چلا گیا تو صاحب وزیر خارجہ پھر اپنے کمرہ میں بیٹھ گئے۔

اتنا دلیر ہونے پر بھی وہ اب تنہائی سے بہت ڈرتے تھے۔ یہ بات کہ ۴۰ پہرہ دار سپاہی چاروں طرف موجود ہیں۔ اس مبہم خوف کو رفع نہ کر سکتی تھی۔ جو ہر وقت ان کے دل کو لگا رہتا تھا۔ چار منصف آدمیوں کو حقیر جانتے ہوئے بھی نامعلوم خطرہ ہر وقت سایہ کی طرح ان کے ساتھ تھا۔ وہ ان لوگوں کے زبردست دعوے۔ وہ منحوس سنجیدہ الفاظ جو ان کے ہر خط میں لکھے ہوئے ہوتے تھے۔ یہ باتیں وزیر خارجہ کے اعصاب پر اتنا اثرانداز ہوتیں کہ ذرا سا شور سن کر گھبرا جاتے۔ اسی بے چینی میں میز پر رکھا ہوا قلم ہاتھ میں لے کر ہلانے لگے۔ اور پھر بغیر کسی منشا کے جاذب کے پیڈ پر کچھ کچھ لکھنا شروع کر دیا۔ لیکن دیکھا تو.. قلم کی ہر حرکت سے ۴ کا ہندسہ لکھا جا رہا تھا!

گھبرا کر قلم وہیں ڈال دیا۔ اور سوچنے لگے۔

اب رہ رہ کر خیال آتا تھا۔ یہ منحوس قانون کیا اس قابل ہے کہ خطرہ مول لیا جائے؟ اس کی اہمیت کیا لائق ایثار سمجھی جا سکتی ہے؟ کیا...؟

مگر خیالات خود ہی پلٹا کھاتے اور وہ خود ہی سوال کرتے۔ کیسا خطرہ؟ کس طرح کا ایثار؟ کونسا...؟

"خرابی محض اس بے جا حفاظت کی پیدا کی ہوئی ہے" انہوں نے مضطربانہ اپنے دل سے کہا۔ "ورنہ یقین نہیں آسکتا کہ وہ لوگ اپنے دعدوں کو پورا کر سکیں۔ ناممکن ہے وہ..."

کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

"ہلو۔ فالمتھ" وزیر صاحب نے سپرنٹنڈنٹ کو واپس آتے دیکھ کر کہا۔ "بہت جلد واپس آ گئے؟"

انھک سرغرساں نے جیب سے رومال نکال کر غبار آلودہ مونچھوں کو صاف کیا۔ اور ایک سرکاری وضع کا لفافہ نکالتے ہوئے دبی آواز سے کہا۔

"معاف کیجیے۔ آپ کو تکلیف دے رہا ہوں مگر رستہ میں خیال آیا اسے آپ کی حفاظت میں چھوڑ جاؤں تو اچھا ہے۔ نہ جانے رستہ میں کوئی حادثہ پیش آ جائے..."

وزیر خارجہ نے ہاتھ نکال کر لفافہ لے لیا۔ مگر پوچھا۔

"اس میں کیا ہے؟"

"چند قیمتی کاغذات جو اگر کھو گئے تو میرے لیے سخت مشکل کا سامنا ہوگا۔"

اور اتنا کہہ کر وہ جانے کے لیے مڑا۔

"مگر میں اسے لیکر کیا کروں؟"

"میری واپسی تک میز کے خانہ میں رکھ چھوڑیئے۔ آکر لے لوں گا۔"

اور اتنا کہہ کر چلا گیا۔ مگر جاتے ہوئے وزیر صاحب کا دروازہ احتیاط سے بند کرتا گیا برآمدہ میں ایک دیوہیکل سپاہی سادہ لباس پہنے پہرہ دے رہا تھا۔ اس نے مودبانہ سلام کیا۔ مگر فالمتھ جواب دینے کی پرواہ کیے اپنی موٹر پر بیٹھ گیا۔

سر فلپ نے لفافہ کو خانہ میں رکھنے سے پہلے بغور دیکھنا شروع کیا۔ ان کی شکن آلودہ پیشانی ظاہر کرتی تھی کہ نہیں جانتے اس کے اندر کیا ہے۔

لفافہ کے سرے پر لفظ "خفیہ" اور پتہ کی جگہ یہ الفاظ درج تھے۔

محکمہ الف۔ سی۔ آئی۔ ڈی۔ سکاٹ لینڈ یارڈ۔

"کوئی خفیہ رپورٹ معلوم ہوتی ہے" انہوں نے دل سے کہا۔ اور پھر اس خیال سے

پریشان ہو کر کہ اس میں بھی میرا ہی ذکر درج ہوگا۔ میز کا خانہ کھول کر اس میں رکھ دیا۔ مضمون واقعی ان کے متعلق تھا مگر اس پیرایہ میں جس کا حال وہ بہت کم جان سکتے تھے۔

محض وقت گذارنے کے لئے انہوں نے میز سے چند کاغذات اپنی طرف کھینچے۔ یہ اس مسودہ کی نقلیں تھیں جسے پاس کرنے کو وہ اتنا بڑا خطرہ مول لے رہے تھے۔ مضمون لمبا نہ تھا۔ مختصر عبارت جس میں پہلے تمہید و مقاصد اجمال کے ساتھ درج تھے۔ اور ان سے آگے عام قانون شرطیں۔ مجموعی طور پر ایک ایسا مسودہ جس کے پارلیمنٹ سے پاس ہونے میں شک کی گنجائش نہ تھی۔ اور ہوتی بھی تو اس کی تلافی سرکاری کثرت رائے کے ذریعہ کر لی گئی تھی۔ کچھ ممبر خاص طور پر اس موقعہ کے لئے لندن لائے گئے۔ اور بہتیرے اس لئے چپ آئے کہ اس عجیب قانون کے پاس ہونے کا تماشا دیکھیں جس کے ہست و نیست سے ایک گرامی قدر رکن سلطنت کی زندگی وابستہ تھی۔ گویا قانون نہیں موقعہ کی اہمیت کے اعتبار سے پارلیمنٹ کا آمدہ اجلاس ایک یادگار تھا۔ یہی وجہ تھی کہ سرکاری اور غیر سرکاری دونوں فریق اس موقعہ کے لئے پوری طاقت جمع کر رہے تھے جسے بعض حلقوں میں تاریخی اور بعض میں سانحی اہمیت دی جاتی تھی۔

مسودہ کو ہاتھ میں لے کر سر فلپ سوچ رہے تھے کہ مخالف فریق اس پر کیا اعتراضات کر سکتا ہے؟ اور ان اعتراضوں کا جواب کیا ہونا چاہئے۔ اس کا انہیں پورا یقین تھا۔ کہ قانون بلا مخالفت پاس نہ ہوگا۔ مگر اس ضابطہ کی مخالفت کو وہ ہیچ سمجھتے تھے۔ دنیا جانتی ہے کہ تقریر و فصاحت میں بہت کم لوگ ان کا ثانی ہوئے ہیں۔ نئے جملے اختراع کرنا اور طنز سے کام لینا انہیں خوب آتا تھا۔ بحث کتنی بھی زوردار ہو۔ وہ نہیں ڈرتے تھے۔ مگر۔۔۔ اور اس مگر کے بعد ان کا خیال پھر اس خوفناک چٹھی پر جا لگتا جس نے بے وجہ دخل انداز ہو کر مخالفت کا بالکل ہی نیا عنصر پیدا کر دیا تھا۔

جیسا بیان کیا جا چکا ہے۔ موت کی انہیں کبھی پرواہ نہیں تھی۔ مرنے کے خوف پر بھی وہ ایک حد تک غالب آ چکے تھے۔ تشویش محض اس لئے تھی۔ کہ مباحثات کی تاریخ میں اس موقعہ پر وہ نئی اور خوفناک طاقت داخل ہوگئی جسے طنز، تمسخر یا تضحیک سے رفع کرنا ممکن نہ تھا جس کے مقابلہ کا فی الحقیقت کوئی آئینی طریقہ موجود ہی نہ تھا۔ رہی مصلحت تو اس کا خیال کبھی ان کے دل میں پیدا ہی نہیں ہوا۔ کیونکہ جیسا لکھا جا چکا ہے۔ وہ اس لفظ کے معنوں سے نابلد تھے۔

"کچھ ہو۔ میں ضرور اس کو پاس کرونگا" انہوں نے ایک نہیں سو بار اپنے جی سے کہا۔ اور اب وقت امتحان قریب آتا دیکھ کر ان کا عزم ہلکا ہونے کی بجا اور استوار ہو گیا۔

دفعتاً میز پر لگی ہوئی ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔

مسٹر فلپ کہنیاں ٹیکے ہوئے سوچ رہے تھے۔ انداز مجبوری سے ریسیور اٹھایا آواز ان کے وادوفہ کی تھی۔ جو پورٹ لینڈ پلیس والے مکان کے متعلق ہدایات طلب کرتا تھا۔

بات یہ ہے کہ دو تین دن۔۔ یعنی اس وقت تک کہ یہ نادیدہ خطرہ ٹل جائے پورٹ لینڈ پلیس والے مکان کو خالی رکھنے کا فیصلہ کیا جا چکا تھا۔ تاکہ چاروں مجرم اگر واقعی حملہ کرنا چاہتے ہوں تو پولیس کو دو مکانوں کی حفاظت نہ کرنی پڑے۔ عین ممکن تھا ان لوگوں کا ارادہ بم چلانے کا ہو جس صورت میں وہ ڈاؤننگ سٹریٹ اور پورٹ لینڈ پلیس والے مکانوں میں ایک ساتھ دھما کا پیدا کر سکتے تھے۔ ڈاؤننگ سٹریٹ میں تو خیر مکمل انتظام تھا۔ پورٹ لینڈ پلیس میں چونکہ نوکروں کے سوا کوئی نہ ہوگا۔ اس لئے ان کی جانیں بے وجہ خطرہ میں پڑیں گی۔ بہترین صورت یہی نظر آئی۔ کہ ان لوگوں کو چند دن کی چھٹی دے کر اس مکان کو بند اور مقفل رکھا جائے۔

داروغہ سے گفتگو کر کے سر فلپ ریسیور رکھ رہے تھے کہ دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سنائی دی۔ اور فالمتھ داخل ہوا۔

۳

سکاٹ لینڈ یارڈ کے مستعد جاسوس کے چہرہ پر فکر و اضطراب کی علامات پیدا تھیں۔ وزیر خارجہ کی طرف دیکھ کر اس نے مری ہوئی آواز سے پوچھا۔

"فرمائیے میرے بعد کوئی آیا؟"

سر فلپ مسکرا دیے۔

"اگر اس سوال سے یہ معلوم کرنا مطلوب ہے کہ چاروں کا آدمی الٹی میٹم دینے آیا یا نہیں۔ تو میں اس فکر کو آسانی سے رفع کر سکتا ہوں۔ یعنی نہیں آیا۔"

افسر پولیس کے چہرہ پر اطمینان کی چمک پیدا ہو گئی۔

"شکر ہے" اس نے دعائیہ لہجہ میں کہا "سچ جانئے جتنا عرصہ باہر رہا۔ دھیان ہر لحظہ آپ کی طرف لگا ہوا تھا۔ یہی فکر دامنگیر تھی کہ میرے بعد کوئی واقعہ پیش نہ آجائے ... لیجیے۔ آپ کے لئے تازہ خبر لایا ہوں۔"

"کیا؟"

"ابھی ابھی صاحب کمشنر کے نام امریکہ سے ایک بجری تار موصول ہوا ہے۔ یاد ہوگا ان لوگوں نے دو وارداتیں امریکہ میں بھی کی تھیں۔ ان کے سلسلہ میں پولیس کے علاوہ پنکرٹن کی خفیہ ایجنسی بھی تحقیقات کر رہی تھی۔ چونکہ ان لوگوں نے چند ایک معلومات حاصل کی ہیں۔ اس لئے ان کا بھیجا ہوا تار دلچسپی سے خالی نہیں ہو سکتا۔"

یہ کہہ کر اس نے جیب سے تار کا فارم نکالا۔ اور سر فلپ کی میز پر پھیلا کر پڑھنے لگا

منجانب پنکرٹن شکاگو۔ بنام کمشنر پولیس، سکاٹ لینڈ یارڈ لندن

سر فلپ رمین کو مطلع کیجیے۔ کہ وہ چار اپنا وعدہ ضرور پورا کرتے ہیں۔ اگر

انہوں نے کوئی کام ۔ وقت خاص پر ۔ خاص طریقہ سے کرنے کا عہد کر لیا ہے ۔ تو جان لو ضرور کریں گے ۔ اس کے متعلق کئی ثبوت ہیں ۔ اینڈرسن کی واردات کے بعد کمرہ کی کھڑکی کے باہر ایک چھوٹی سی یادداشت کی کتاب ملی تھی ۔ شاید ان میں کسی کی جیب سے گر گئی ہو گی ۔ باقی ورق خالی مگر تین پر خوشخط لفظوں میں کچھ عبارت تھی ۔ جس کا عنوان تھا "ہلاکت کے چھ طریقے" عبارت کے نیچے حرف "سی" لکھا ہوا تھا ۔ جو انگریزی ابجد کا نمبر ۳ حرف ہے ۔ اور اینڈرسن کی ہلاکت میں وہی طریقہ برتا گیا تھا ۔ سر فلپ سے تاکیداً کہیے ۔ ذیل کی ہدایات پر پورا عمل کریں ۔ قہوہ کسی صورت میں ہو ۔ نہ پئیں ۔

۲ ۔ کوئی خط یا پارسل اپنے ہاتھ سے نہ کھولیں ۔

۳ ۔ کسی طرح کا صابن جو کسی معتبر آدمی کے سامنے تیار نہ ہوا ہو ۔ استعمال نہ کریں

۴ ۔ جس کمرہ میں رہیں ۔ وہاں پولیس کے چند آدمی شب و روز رکھے جائیں ۔

۵ ۔ خوابگاہ کی پوری حفاظت کرائیں اور دیکھیں اس کمرہ میں گیس داخل کرنے کا تو کوئی ذریعہ نہیں ہے ۔

جہاز نوکینیا پر ہم اپنے دو آدمی بھیجتے ہیں ۔ ۔ ۔

یہاں تک پڑھ کر فالمتھ رک گیا تار میں اس سے آگے ایک فقرہ اور بھی تھا ۔ مگر وہ اسے صاحب وزیر خارجہ کے روبرو پڑھنا نہ چاہتا تھا آخری الفاظ یہ تھے :-

۔ ۔ ۔ مگر اندیشہ ہے بعد از وقت پہنچیں گے ۔

تار سن کر وزیر خارجہ نے پوچھا

"گویا تمہارے خیال میں ۔ ۔ ۔ ؟"

"خطرہ ان میں سے کوئی صورت اختیار کرے گا" سراغرساں نے جواب دیا ۔ پھر سر فلپ کو بھوں چڑھاتے دیکھ کر "نہ ۔ نہ مذاق نہ سمجھیے وہ لوگ اس کا تجربہ حاصل کر چکے ہیں اور میں ان کی ہدایات کو خاص طور پر اہم سمجھتا ہوں ۔"

دروازہ پھر کھلا۔ اور اب کی مرتبہ صاحب وزیرخارجہ کا پرائیویٹ سکرٹری ہملٹن داخل ہوا۔

اس کے ہاتھ میں ایک اخبار تھا۔ اس کو جوش سے ہلاتے ہوئے اس نے کہا۔

"ہیجے ان گئے ر... وہ لوگ آخر شکست مان گئے۔"

"کس طرح ؟ کس طرح ؟" فالمتھ نے اخبار کی طرف گردن بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

"میں نہیں سمجھا کیا کہہ رہے ہو۔" سر فلپ نے مضطربانہ کہا۔

"آپ اس اخبار کو ملاحظہ کریں" پرائیویٹ سکرٹری نے اسی طرح حالت جوش میں بیان کیا "منحرفوں نے اپنے متعلق مضمون شائع کیا ہے۔"

"اس اخبار میں ؟"

"جی ہاں میگافون میں معلوم ہوتا ہے۔ جب ان کا آدمی ایڈیٹر کو دھمکا کر ٹیری کو ساتھ لے جاتا تھا تو ایڈیٹر نے اس سے کہا۔ اگر تم اپنے متعلق ایک مضمون لکھ کر بھیجدو۔ تو ہم اسے شائع کردیں گے۔ اور اب دیکھئے وہ مضمون اس پرچہ میں موجود ہے جس میں صاف اپنی ہار مانتے ہوئے لکھا ہے کہ... کہ..."

فالمتھ نے پریشان ہوکر اخبار اس کے ہاتھ سے چھین لیا۔ اور مضمون پڑھنے لگا۔

"چار منصف آدمیوں کے اصول..." پھر رک کر "کیوں مگر اس میں ہار کا کہاں ذکر ہے ؟"

"پورا دیکھ جائیے ... اور آگے ... کالم کے وسط میں ... یہ دیکھئے۔ جہاں میں نے نشان لگا رکھا ہے۔"

اور نوجوان سکرٹری نے کانپتی ہوئی انگلی سے وہ مقام دکھایا۔

فالمتھ وہاں سے پڑھنے لگا۔ لکھا تھا:۔

"یاد رہے۔ ہم اتفاقات کے قائل نہیں۔ ہمارا پختہ اصول یہ ہے کہ اگر مقررہ طریقہ

میں ذرا بھی رکاوٹ پیش آئے۔ یعنی ہماری تجویز کی کوئی خفیف سی تفصیل بھی غلط ثابت ہو۔ تو ہم فوراً شکست مان لیتے ہیں ہمیں اس بات کا کہ خدا نے آپ ہمیں ذریعہ انصاف بنایا ہے۔ اور ان کاموں میں ہم اسی کے تابع فرمان عمل کرتے ہیں۔ اتنا یقین ہے کہ ہم منشائے ایزدی کی تکمیل میں کوئی بے جا خطرہ برداشت نہیں کرتے۔ اس کے علاوہ سزا کیلئے پہلے ساری شرطیں لازماً پوری کی جاتی ہیں۔ مسٹر فلپ کے معاملہ کو لیجئے۔ ہلاک کرنے سے پہلے ان کو آخری اطلاع پہنچانا ہمارا فرض ہوگا۔ اور ضابطہ یہ ہے کہ اس اطلاع کو ہم میں سے ایک خود ان کے ہاتھ میں دیئے جائے گا۔ اس شرط کو پورا کرنے کی سب تیاریاں عمل میں آچکی ہیں۔ اور یقین ہے اسے پورا کیا جائے گا۔ تاہم کسی اتفاقی وجہ سے وہ اطلاع اگر آج رات آٹھ بجے تک ان کو نہ پہنچے تو ہم فوراً شکست مان کر ان کی ہلاکت سے دست بردار ہو جائیں گے . . .

اتنا پڑھ کر فالمتھ ٹھیر گیا وہ سخت مایوس نظر آتا تھا۔

اخبار ہاتھ سے رکھتے ہوئے اس نے کہا

"آپ کے انداز سے میں سمجھا تھا۔ کوئی نیا واقعہ پیش آیا ہے۔ مگر اسے تو میں عرصہ ہوا پڑھ چکا ہوں۔ اخبار والوں نے اس کی نقل پہلے ہی صاحب کمشنر کے پاس بھیج دی تھی۔"

سکرٹری نے بے صبری سے میز پر ہاتھ مارا۔

"افسوس آپ سمجھے نہیں" اس نے بے قرار ہو کر کہا "آپ اب تک نہیں سمجھے کہ یہ آدمی جو آپ نے پہرہ کے لئے کھڑے کر رکھے تھے۔ اب بے کار ہیں۔ کیونکہ وہ لوگ . . . آپ جان گئے ہوں گے۔ وہ چار دن اگر اتنے ہی سچے ہیں جیسا انہیں ظاہر کیا جاتا ہے۔ تو مسٹر فلپ کے لئے کوئی خطرہ قطعاً باقی نہیں ہے۔ ذرا دیکھئے کیا بجا ہے؟ . . ."

سراغرساں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ننھی سی گھڑی نکالی۔ مگر وقت دیکھتے ہی منہ سے

بے اختیار سیٹی کی آواز نکلی۔

"ساڑھے آٹھ!" اس نے حیرت سے کہا۔ وہ تینوں ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے آخر سر فلپ نے یہ کہہ کر مہر سکوت توڑی۔

"یہ پہرہ ہٹوانے کا کوئی تازہ فریب ہے۔ یا کیا؟..."

"میں نہیں کہہ سکتا۔" فالستھ نے سراسیمہ ہو کر جواب دیا۔ لیکن میری رائے میں ایسا نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ لوگ۔ لاکھ مجرم ہوں۔ جھوٹے یا دغا باز نہیں ہیں۔ اس کے باوجود پہرہ قائم رہے گا۔ بدستور قائم رہیگا۔ میں نے جرم و گناہ کی دنیا کے بہت رنگ دیکھے ہیں۔ صدہا مجرموں سے واسطہ پڑ چکا ہے۔ مگر میں نے کبھی کسی مجرم کی بات کو قابل یقین نہیں سمجھا۔ لیکن... نہ معلوم کیا باعث ہے۔ ان کی باتوں کو میں جھوٹا نہیں سمجھ سکتا۔ اس لئے وہ لوگ اگر واقعی خط پہنچانے میں کامیاب نہیں ہوئے تو... میرا خیال ہے۔ اب پیچھا چھوڑ دیں گے"

سر فلپ رمین تیز جھٹکے دار قدموں سے کمرہ میں ٹہل رہے تھے۔

"کاش میں بھی اتنا اعتقاد رکھتا۔" انہوں نے بڑبڑا کر کہا۔ کاش میرا بھی یہ خیال ہوتا"

کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا

ایک بڈھا نوکر۔ جس نے اسی دفتر کی خدمت میں بال سپید کئے تھے۔ لفافہ لئے کھڑا تھا

"سرکار کے نام ایک تار آیا ہے۔" اس نے عرض کیا۔

سر فلپ نے لفافہ لینے کو ہاتھ بڑھایا تھا۔ مگر فالستھ ان سے بھی ایک قدم آگے پہنچ گیا۔

"شاید آپ ان ہدایات کو بھول گئے جو بنکرٹن کے تار میں درج تھیں" اس نے کہا۔ اور اپنے ہاتھ سے لفافہ کھولا۔

مضمون یہ تھا۔

"ابھی ایک تار موصول ہوا ہے جو چیرنگ کراس کے دفتر سے ۵۲ - ۹ ۱ پر روانہ ہوا تھا شروع - ہم نے آخری پیغام پہنچا دیا - دستخط ہ - ختم : کیا صحیح ہے"

ایڈیٹر میگافون

۵

تار پڑھ کر فالمتھ کے چہرہ پر ایک رنگ آتا - ایک جاتا تھا - گھبرائے ہوئے لہجہ میں کہنے لگا۔

"اس کا کیا مطلب ہے؟"

"اس کا مطلب میں سمجھاتا ہوں" وزیر خارجہ نے سرکہ جبیں ہو کر جواب دیا "مسٹر فالمتھ آپ جن لوگوں کے ایمان و سچائی کی قسم کھاتے تھے ثابت ہو گیا پہلے سرے کے جھوٹے اور لاف زن ہیں - یاد رکھو آئندہ کسی مجرم کی بات پر - خواہ وہ منصف آدمی ہی نام رکھتا ہو ہرگز بھروسہ نہ کرنا۔"

سر اغرساں نے کچھ جواب نہ دیا - مگر اس کا چہرہ اترا ہوا اور نچلا ہونٹ رہ رہ کر تھرا تا تھا

"میرے بعد کوئی آیا تھا؟" آخر کار اس نے پوچھا۔

"نہیں"

"میرے یا مسٹر ہیلٹن کے سوا کسی سے گفتگو نہیں ہوئی؟"

"گفتگو کیا معنے - کسی کو دیکھا تک نہیں"

فالمتھ نے سر کو مایوسانہ حرکت دی۔

"میں نہیں جانتا . . . کیا . . . معاملہ ہے" اس نے حیرت سے کہا - اور دروازہ کی طرف مڑا۔

اس وقت دفعتاً سر فلپ کو وہ لفافہ یاد آیا - جو فالمتھ نے ان کے حوالہ کیا تھا

"میرے خیال میں اب تم اسے اپنے ہی پاس رکھو" انہوں نے دراز سے لفافہ نکال کر میز پر ڈالتے ہوئے کہا۔

"کس کو؟... کسے؟" سراغرساں نے متعجبانہ پوچھا۔ اور لفافہ کی طرف دیکھنے لگا۔

"اس پریشانی میں تم اپنا آپ بھول جاؤ گے" سر فلپ نے طنز سے کہا "میں آج ہی صاحب کمشنر کو خط لکھتا ہوں کہ وہ تمہاری جگہ ایسا آدمی بھیجیں جو قاتلوں کی سراغرسانی سے بڑھ کر فرض شناسی کا مادہ رکھتا ہو۔"

فالمتھ کی جگہ کوئی اور ہوتا۔ تو شاید معافی کی التجا کرتا۔ مگر وہ بالکل بے خوف آدمی تھا۔ "کام پورا کرنا اور کسی سے نہ ڈرنا" یہ اس کا قول تھا۔ نخوت سے کہنے لگا۔

"جناب کو اختیار ہے جو چاہیں کریں۔ میں نے اپنے فرض کو حد امکان تک پورا کر دیا۔ اور یہی میرا کام تھا۔ اپنے افعال کا سب سے کڑا نکتہ چین خود میں ہوں... مگر یہ بات اب تک میری سمجھ میں نہیں آئی۔ کہ لفافہ کیسا ہے۔ اور میں کیوں اسے اپنے پاس رکھوں؟"

صاحب وزیر خارجہ نے قہر آلود نظروں سے گھور کر دیکھا۔

"مسٹر فالمتھ" انہوں نے سختی سے کہا۔ "اپنے ماتحتوں کی یاد تازہ کرنا وہ کام ہے جو میں نے کبھی نہ کیا تھا۔ لیکن خیر... لفافہ وہی ہے جسے چھوڑنے تم واپس آئے تھے"

سراغرساں کی آنکھیں ناراض بن گئیں۔

"جسے... چھوڑنے... میں... واپس آیا تھا؟" اس نے رکتے ہوئے پوچھا اور پھر سنبھل کر کہنے لگا "صاحب نہیں واپس آیا۔ نہ اس لفافہ کو پہچانتا ہوں۔ مگر ٹھہریے"

اس نے لفافہ لے کر کھول دیا۔ اندر ایک لفافہ اور تھا... سبزی مائل رنگ کا!

فالمتھ نے دیکھتے ہی سر پیٹ لیا۔

سراسیمگی سے کہنے لگا۔ "یہ تو ان چاروں کا ہیڈ کوارٹر ہے!"

وزیرخارجہ کا چہرہ لاش کی طرح زرد تھا۔ لڑکھڑا کر دو قدم ہٹ گئے۔ پھر مری ہوئی آواز سے کہا۔

"کیا وہ آدمی جو سے لایا۔۔۔؟"

"انہی چاروں میں سے ایک تھا" سرغرساں نے فقرہ پورا کرتے ہوئے کہا "ظالموں نے وعدہ پورا کر دیا!"

وہ مضطربانہ دروازہ کی طرف گیا۔ پھر باہر نکل کر اس سپاہی کو جو پہرہ دے رہا تھا اشارہ سے بلایا۔

"تمہیں یاد ہے۔ میں جب گیا تھا۔۔۔"

"جی دو نومرتبہ"

"دونومرتبہ!" فالمتھ نے گھبرا کر کہا "یہاں دوسری بار میری صورت کیسی تھی؟"

سپاہی بے چارہ حیرت سے دیکھنے لگا۔

"کیا عرض کروں" اس نے سرکھجا کر جواب دیا "ایسی ہی تھی جیسی ہوتی ہے"

"گلے میں کیا تھا؟"

پہرہ دار سوچنے لگا۔ پھر بولا۔

"گلے میں وہی لمبا اوورکوٹ تھا"

"عینک تھی؟"

"جی ہاں عینک بھی تھی"

"بس سمجھ گیا" فالمتھ نے غرا کر کہا۔ اور فراخ مرمری زینہ سے دوڑ کر اترتے ہوئے ڈیوڑھی میں گیا۔

اس جگہ چار آدمی پہرہ دیتے تھے۔ فالمتھ کو دیکھ کر سب نے سلام کیا۔

"تمہیں یاد ہے میں جب گیا تھا۔۔۔؟" اس نے سارجنٹ سے پوچھا۔

"جی دو نو مرتبہ"

"ستیاناس!" فالتھ نے غصہ سے دانت پیس کر کہا۔ "اچھا پہلی بار جا کر کتنی دیر بعد آیا تھا؟"

"زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ ہوئے ہوں گے۔" حیرت زدہ سارجنٹ نے جواب دیا۔

"بس ثابت ہو گیا۔ وہی تھے۔ انہوں نے اس موقعہ سے خوب فائدہ اٹھایا" فالتھ نے بڑبڑا کر کہا۔ اور پھر سارجنٹ سے پوچھا۔

"میں کیا موٹر پر آیا تھا؟"

"جی ہاں۔ موٹر پر"

"آہ!" اس کے سینہ میں امید کی ہلکی شعاع پیدا ہو گئی۔ "تم نے اس موٹر کا نمبر دیکھا ہوگا؟" مگر یہ سوال اس نے رک رک کر پوچھا۔ کیونکہ جواب کی مایوسی سے ڈرتا تھا۔

"جی دیکھا تھا۔"

ان الفاظ سے جو خوشی فالتھ کو ہوئی بیان نہیں ہو سکتی۔ قریب تھا سارجنٹ کو چھاتی سے لپٹا لیتا۔ مگر ضبط کر گیا۔

"شاباش! شاباش!" اس نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "کیا نمبر تھا؟"

"ہم ۱۷۱۶-۱-اے"

۶

فالتھ نے نمبر کو پاکٹ بک میں نوٹ کیا۔ پھر آواز دی "جیکسن!"

ایک قوی ہیکل سب انسپکٹر سادہ لباس پہنے حاضر ہوا۔ اور فوجی سلام کر کے کھڑا ہو گیا۔

"یارڈ میں جا کر معلوم کرو۔ اس نمبر کی موٹر کس کے پاس ہے۔ اور جب مالک کا پتہ معلوم ہو جائے تو اس سے پوچھو گذشتہ دو گھنٹے میں یہ موٹر کہاں تھی۔۔۔ ٹھہرو۔ اگر سارے معلوم

ہو۔ تو اس کو گرفتار بھی کر لو۔"

ہدایات جاری کرکے وہ سر فدیکے کمرہ میں گیا۔ وزیر خارجہ کی رہی سہی ہمت لوٹ چکی تھی۔ لڑکھڑاتے ہوئے ناہموار قدموں سے ٹہل رہے تھے۔ ان کا سکرٹری بے چینی سے میز کا سرا بجاتا اور لفافہ اسی طرح میز پر پڑا تھا۔

"میرا اندازہ صحیح نکلا۔" فالمنتھ نے بیان کیا۔ "وہ آدمی جو میرے بعد آیا۔ انہی چاروں میں سے ایک تھا۔ مگر کم بخت نے کس خوبی سے بھیس بدلا۔ کہ سپاہی تک دھوکا کھا گئے۔ لباس وہ۔ عینک وہ۔ حتےٰ کہ موٹر کی رنگت اور ساخت بھی وہی تھی۔ میرا خیال ہے وہ کہیں آس پاس موقعہ کے منتظر تھے۔ میرے جاتے ہی ایک یہاں آپہنچا۔ کاش اسے پکڑا جا سکتا۔ لیکن خیر اس کی گرفتاری کا ایک موقعہ اب بھی ہاتھ آگیا ہے۔ خوش قسمتی سے اس سارجنٹ نے جو باہر پہرہ دیتا تھا اس کی موٹر کا نمبر دیکھ لیا۔ اب اس نمبر سے ان کا سراغ لگانا غیر ممکن نہ ہوگا۔۔۔ ہلو!"

دروازہ میں وہی بڈھا نوکر کھڑا تھا۔

کہنے لگا "ڈیٹکٹو جیکسن سپرنٹنڈنٹ فالمنتھ سے ملنا چاہتے ہیں۔"

فالمنتھ باہر نکلا۔ تو وہی سب انسپکٹر جسے موٹر کے سراغ پر بھیجا گیا تھا۔ نظر آیا۔

"بہت جلد آگئے۔" اس نے کہا۔

"تصدیعہ معاف ہو۔" جیکسن نے مودبانہ عرض کیا۔ "مگر میرے خیال میں نمبر لینے میں شاید کچھ غلطی ہوئی ہے۔"

"کیوں؟ کس لئے؟" سپرنٹنڈنٹ نے گھبرا کر پوچھا۔

"اس لئے کہ نمبر ۱۲۲۷ اے آپ ہی کی موٹر کا نمبر ہے!"

باب ۔ ۸

پُراسرار پاکٹ بُک

۱

چار منصف آدمیوں کا آخری پیغام مختصر مگر واضح تھا۔

"ہم کل شام تک اس بات کی مہلت دیتے ہیں کہ غیر ملکی پناہ گزینوں کی حوالگی کا قانون جو پارلیمنٹ میں پیش ہے واپس لے لیا جائے۔ اگر کل شام چھ بجے تک اخباروں میں اس کے متعلق کوئی خبر نہ نکلی۔ تو ہم اپنا اقرار پورا کرنے پر مجبور ہوں گے۔ یعنی ٹھیک آٹھ بجے آپ کی زندگی کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ آپ کو اختیار ہے کہیں رہیں۔ کتنے بھی انتظامات عمل میں لائیں آٹھ اور ایک منٹ آٹھ کے درمیان آپ مردہ ہوں گے۔ پولیس نے کل کے لئے جو انتظامات سوچے ہیں۔ ان کی نقل محض اس خیال سے منسلک ہے کہ آپ ہمارے عزم و استقلال کا حال جان لیں۔ اب بھی وقت ہے چھوڑ دیجیے۔ ورنہ ... خدا حافظ!"

چار منصف آدمی

سر فلپ نے اس مضمون کو حیرت خیز سکون کے ساتھ پڑھا۔ اور اس کے بعد وہ رقعہ بھی دیکھا جس پر عجیب غیر ملکی انداز سے پولیس کے وہ حفاظتی انتظامات درج تھے جنہیں اب تک خوف انکشاف سے تحریر میں نہ لایا گیا تھا۔

"بات ضرور کسی طرح نکلی ہے" انہوں نے خط کو ہاتھ سے رکھتے ہوئے کہا۔ اور ان کے ساتھیوں نے دیکھا۔ صاحب وزیر خارجہ کا چہرہ تنا ہوا اور بالکل سپید تھا۔

"تفصیل جیسا میں نے عرض کیا تھا۔ فقط چار آدمیوں کو معلوم تھی" فالمتھ نے کہا "اور ناممکن ہے کہ بات میرے یا صاحب کمشنر کے ذریعہ نکلی ہو"

"نہ میرے" پرائیویٹ سکرٹری نے جلدی سے کہا۔

سر فلپ نے شانوں کو حرکت دی۔ پھر ہلکا تلخ قہقہہ لگا کر کہا۔

"خیر اس سے کیا بحث بات کس طرح نکلی۔ بہرحال ان تک پہنچ گئی ہے۔ وہ کونسا ذریعہ تھا۔ جس سے یہ معلومات ان لوگوں کو حاصل ہوئیں اسے جاننے کی نہ مجھے حاجت ہے۔ نہ پروا سوال یہ ہے۔ کل رات آٹھ بجے تم میری حفاظت پوری طرح کرسکو گے یا نہیں؟"

فالتھ کے ہونٹ بھچ گئے۔ اس کی آنکھوں میں استقلال کی تیز چمک پائی جاتی تھی کہنے لگا۔

"سرکار غیب کا حال میں نہیں جانتا۔ پر ہاں وہ میں ایک بات ضرور ہوگی۔ یا آپ زندہ رہیں گے یا وہ کی جانیں جائیں گی۔"

۲

اس رات دس بجے یہ خبر کہ چار منصف آدمیوں کا آخری پیغام صاحب وزیر خارجہ کو پہنچ چکا۔ لندن کے بازاروں میں بچہ بچہ کی زبان پر تھی۔ کلبوں میں اسی پر بحث ہوتی تھی تھیٹروں کے وقفہ میں بھی لوگ سنجیدہ صورتیں بنائے اسی پر تبادلہ خیالات کرتے تھے۔ مگر سب سے زیادہ سنسنی اس واقعہ سے دارالعوام میں پھیلی۔ جہاں صاحب وزیر خارجہ کی تشریف آوری کی امید پر سارا ہوس ٹھساٹھس بھرا ہوا تھا۔ مگر ممبروں اور گیلری میں بیٹھنے والے تماشائیوں کو یہ دیکھ کر سخت مایوسی ہوئی کہ صاحب موصوف کی نشست کھانا کھانے کی مہلت کے بعد بھی اسی طرح خالی تھی۔

سوالات پوچھنے کے موقعہ پر مغربی ڈٹ فورڈ کے ممبر نے کھڑے ہو کر کہا۔

"میں کیا رائٹ آنریبل وزیر اعظم سے دریافت کرسکتا ہوں کہ ہز مجسٹی کی گورنمنٹ کا ارادہ غیر ملکی سیاسی مجرموں کی حوالگی کے مسودہ قانون کے متعلق مزید کارروائی جاری رکھنے کا ہے۔ یا ان غیر معمولی حالات کو دیکھتے ہوئے جو اس مسودہ کی بدولت پیدا ہو چکے ہیں۔ اسے واپس لینا مناسب سمجھا جائے گا؟"

اس پر چاروں طرف ہیرا ہیرا کی آوازیں پیدا ہوئیں۔ آخر صاحب وزیراعظم آہستگی سے اُٹھے۔ پھر مسکرا کر جواب دیا۔

"میں نہیں جانتا۔ وہ کونسے غیر معمولی حالات ہیں۔ جو میرے رائٹ آنریبل دوست کو جو اتفاق سے آج اپنی جگہ پر موجود نہیں۔ مسودہ مذکور کی آخری خواندگی سے باز رکھ سکتے ہیں"۔ اور اتنا کہہ کر بیٹھ گئے۔

"آخر آپ منہ کس پر چڑھا رہے تھے؟" مغربی ڈٹ فورڈ کے ممبر نے اس تبسم کا راز نہ سمجھ کر پاس والے سے پوچھا۔

"میرے خیال میں تو یہ ہنسی اس بے چینی کا پردہ ہے۔ جو حضرت کو نئے قانون کی نسبت لگ رہی ہے۔" دوسرے نے جواب دیا۔ "ابھی اگلے دن ان کا ایک ساتھی مجھ سے کہہ رہا تھا کہ ان دنوں آپ بڑی مشکل میں ہیں۔ "یاد رکھو" یہ اس کے الفاظ تھے۔ "چار منصف آدمیوں کا قصہ وزیراعظم کو سخت پریشان کر رہا ہے۔"

اور مغربی ڈٹ فورڈ کا ممبر منہ پھیر کر اس مسئلہ پر غور کرنے لگا۔

دوسری جانب حلقہ وزارت میں صاحب وزیراعظم اپنے ساتھیوں سے کہہ رہے تھے۔

"میں نے لاکھ سر پٹکا۔ بہت سمجھایا کہ اس منحوس قانون کو جانے دو۔ جانے دو۔ مگر ریمن ایسا ضدی آدمی ہے۔ نہ ماننا تھا۔ نہیں مانا۔ حالانکہ اتنا اصرار کرتے ہوئے وہ اپنے جی میں اچھی طرح جانتا ہے۔ کہ وہ لوگ جو کہتے ہیں کر کے رہیں گے"۔

"لیکن صاحب۔ یہ حالت بھی تو ناقابل برداشت ہے" وزیر نو آبادیات نے قدرے جوش سے کہا۔ "سر فلپ ریمن لاکھ ضدی ہوں۔ آخر سچے ہیں۔ یہ معاملہ آج ان کے ساتھ ہے کل اور کے ساتھ ہوگا۔ یوں ہر مجرم سے دبنا پڑا۔ تو سارا نظام درہم برہم ہو جائیگا"

"یہ سچ ہے" صاحب وزیراعظم نے تسلیم کیا۔ "مگر" اور یہ کہتے ہوئے آپ کے چہرہ پر وہ جلال پیدا ہو گیا۔ جو شاعروں، فصیح البیان مقرروں یا بادشاہوں سے مخصوص

سمجھا گیا ہے۔" مگر انصافاً دیکھا جائے تو ان چار آدمیوں کی ہستی میں تہذیب کا انحطاط نہیں بلکہ عالم کی بہتری مضمر ہے۔ غور کیجیے ایک بڑا آدمی اپنے اثر اقتدار یا دولت سے دنیا کی بھلائی یا برائی میں کتنا حصہ لے سکتا ہے۔ ایک مالدار کروڑپتی جو اپنے روپیہ سے دنیا کی منڈیوں پر قابض ہے۔ ایک بیخوف سٹہ باز جو ترقی دولت کی چاہ میں بے شمار روئی یا گیہوں جمع کر کے غریبوں کو ننگا اور بھوکا مار سکتا ہے۔ ان میں اور ایک جابر و مطلق العنان بادشاہ میں جو اپنی مرضی سے رعایا کو تہ تیغ کرنے کی طاقت رکھتا ہے در اصل بہت فرق نہیں۔ آخر الذکر عہد ماضی کی یادگار میں سے پہلے زمانہ حال کی پیداوار مگر سوسائٹی ان دونوں کے متعلق کچھ نہیں کر سکتی۔ محض اس حالت کو دیکھ کر چار آدمی ... چار بے خوف منصف آدمی ان خرابیوں کے انسداد کا بیڑا اٹھاتے ہیں۔ ایک مطلق العنان بادشاہ۔ ایک نالائق وزیر۔ ایک لوبھی ساہوکار۔ ایک خودغرض تاجر ایک عیاش امیر۔ یہ سب ان کے نزدیک یکساں قابل تعزیر ہیں۔ مگر چونکہ ان کی سزا کا کوئی دنیاوی ذریعہ موجود نہیں۔ اس لئے وہ اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں۔ جب کوئی کسی پر ظلم کرتا ہے۔ اور مظلوم کے پاس دادرسی کا ذریعہ نہیں رہتا۔ تو وہ ہمیشہ کہا کرتا ہے۔ اس سے خدا سمجھے۔ مگر یہ لوگ انصاف کی اس طاقت کو جو خدا سے منسوب کی جاتی ہے۔ اپنے ہاتھ میں لیکر سچا عدل کر رہے ہیں۔ کام برا نہیں، نام برا ہے۔ ہم جب کہیں گے۔ ان کو مجرم ہی کہیں گے۔ اور اگر پکڑے جائیں تو داد دینے کی بجائے پنٹون ولی جیل کے ایک کونے میں پھانسی پر لٹکوا دیں گے۔ یہ گویا اس کام کا صلہ ہوگا۔ جو وہ دنیا کو ہر قسم کی خرابیوں سے پاک کرنے کے لئے کر رہے ہیں۔"

وزیر نوآبادیات حیرت مجسم بنا ہوا اس تقریر کو سن رہا تھا۔

"مگر مین۔۔۔؟" اس نے مشکل سے سانس لیکر کہا۔

"مین! ... ہاں اس کے معاملہ میں" صاحب وزیر اعظم نے مسکرا کر جواب دیا۔

"بے شک ان لوگوں نے اپنی طاقت کا اندازہ کرنے میں غلطی کی ہے۔ وہ اگر پہلے اس کو ہلاک کر کے بعد میں وجہ بیان کرتے تو غالباً کامیاب ہو جاتے۔ مگر ان بار بار کی چھٹیوں نے سب کو خبردار کر دیا ہے۔ میں نہیں جانتا۔ پولیس نے اس موقعہ پر کیا انتظام کئے ہیں۔ مگر میرا خیال ہے کل دن بھر اور رات کو بھی۔ ریمن کے گرد اتنا سخت پہرہ ہوگا کہ آدمی کیا مکھی تک اندر نہ جا سکے گی۔ موجودہ حالت میں ان لوگوں کا ریمن تک پہنچنا اتنا ہی غیر ممکن ہے۔ جیسا ایک سائبیرین قیدی کا نارروس سے ملنا"

مگر معلوم ہوتا تھا وزیر نوآبادیات کا اس سے بھی اطمینان نہیں ہوا

"کیا سرفلپ کو کسی طرح اس قانون کی واپسی کے لئے آمادہ نہیں کیا جا سکتا؟" اس نے پوچھا۔

وزیراعظم نے مایوسی سے سر ہلایا اور کہا "نہیں"

اس وقت فریق مخالف کا ایک ممبر کسی فقرہ زیر بحث میں ترمیم پیش کرنے کے لئے اٹھا۔ اس لئے یہ گفتگو یہیں رک گئی۔

۳

جیسا قدرتی تھا ارکان پارلیمنٹ کو سرفلپ ریمن کے شریک اجلاس نہ ہونے پہ بہت مایوسی ہوئی۔ اور اکثر آدمی چونکہ انہی کی کشش سے آئے تھے۔ اس لئے ختم اجلاس سے پہلے ہی مجمع منتشر ہونا شروع ہو گیا۔ موجودہ صورت میں یہ مجلس ہملٹ[۱] کے اس کھیل کی طرح تھی۔ جس میں سرے سے ہملٹ ہی نہ ہو۔

لابیس والان اور کمرہ تفریح میں بے شمار آدمی اسی مسئلہ پہ بحث کر رہے تھے اور پیلیس یارڈ کے نواحات میں ایک انبوہ کثیر محض اس خیال سے جمع تھا کہ شاید اب بھی

---

[۱] شیکسپیر کا ایک مشہور ناٹک جس میں ہملٹ شہزادہ ڈنمارک کا پارٹ غالب ہے۔ اردو میں اس کے ترجمے خون ناحق۔ مار آستین وغیرہ ناموں سے ہوئے ہیں۔

سر فلپ کو ایک نظر دیکھنے کا موقعہ مل جائے۔

اس رات لندن کی لا انتہا آبادی میں مشکل سے کوئی آدمی ہوگا۔ جس کی توجہ وزیر خارجہ اور چار منصف آدمیوں کے مسئلہ پر نہ لگی ہوئی ہو۔ لڑکے بازاروں میں سر فلپ کی تصویریں بیچتے پھر رہے تھے۔ اور چار منصف آدمیوں کا قصہ جو ایک اولوالعزم شخص نے جلدی میں چھاپ کر شائع کر دیا تھا۔ شاید لاکھوں کی تعداد میں بک گیا۔

اِدھر تو خیر۔ عام بازاری گویے بھی سر فلپ کے عزم و استقلال کے گیت گاتے اور ان خونی مجرموں کی کور نفسی کا حال سناتے تھے۔ جو بقول ان کے دیانتدار مزدوروں کی روزی چھینتا چاہتے تھے۔

مینفرڈ اور پائیکرٹ کرایہ کی موٹر پر سوار ہو کر ساحل دریا کے رستہ وسٹ منسٹر گئے مگر اس جگہ موٹر رخصت کر کے پیدل وائٹ ہال کی طرف ہو لئے۔

دونوں چپ تھے۔ لیکن دفعتاً مینفرڈ کچھ سوچ کر ہنسا۔ پھر کہنے لگا۔

"ان شاعروں کی بلند پروازی دیکھی۔ ہم کو دیانت دار مزدوروں کے دشمن قرار دیتے ہیں۔"

وہ شام کا لباس پہنے ہوئے اطمینان سے چل رہے تھے۔ پائیکرٹ کے بٹن ہول میں شو پیسیر آف دی ہیجین آف آرز کا امتیازی نشان تھا۔

مینفرڈ نے ساتھی کو چپ دیکھ کر کہا

"ایسی سنسنی مدت سے لندن میں نہ پھیلی ہوگی"

پائیکرٹ نے متبسم آنکھوں سے دیکھا۔ پھر پوچھا۔

"کب سے؟"

"میں نہیں کہہ سکتا" مینفرڈ نے جواب دیا۔

"میری اس سوال پر ہوٹل کے مینجر سے گفتگو ہوئی تھی" پائیکرٹ کہنے لگا۔ "اس نے کہا

بیا شور ایسٹ اینڈ کی قتل کی وارداتوں کے بعد آج تک نہیں پھیلا"۔

مینفرڈ یہ سن کر چلتے چلتے رک گیا۔ خوف و نفرت کے گہرے آثار اس کے چہرہ پر نمودار تھے۔

"میرے خدا!" اس نے پریشان ہو کر کہا "کسے خیال آسکتا تھا کہ لوگ ہمارا مقابلہ ان ادنٰے خونیوں سے کریں گے۔"

پائیکرٹ نے اپنا ہاتھ انداز تسکین سے اس کے بازو پر رکھا۔ اور کہنے لگا۔

"دوست گھبرانے کی بات نہیں۔ قدیم سے اس دنیا کا یہی شعار چلا آتا ہے۔ کہ لوگ نیکوں کو برا اور بروں کو اچھا سمجھتے ہیں۔ دانا ہمیشہ اپنے اعمال دیکھتا ہے۔ خلقت کی رائے پر نہیں جاتا؟"

وہ اب مانٹ ہال کے اس حصہ سے گذر رہے تھے۔ جہاں پر سکاٹ لینڈ یارڈ کی عمارت شروع ہوتی ہے۔

ایک بدصورت آدمی۔ سر جھکائے۔ دونوں ہاتھ پھٹے ہوئے کوٹ کی جیبوں میں ڈالے مشتبہ انداز سے چلتا سامنے سے آرہا تھا۔ انہیں دیکھ کر ایک طرف ہٹا پھر کھڑا ہو گیا لیکن وہ گذر گئے تو بھی ان کی طرف دیکھتا رہا۔ اس کے بعد کچھ سوچ کر پیچھے ہو لیا۔

کاکسپر سٹریٹ کے موڑ پر گاڑیوں اور رستہ چلنے والوں کا ہجوم اکثر بہت ہوتا ہے۔ اور آج تو خصوصیت سے زیادہ تھا۔ مینفرڈ اور پائیکرٹ سڑک کو رکا ہوا دیکھ کر ٹھیر گئے دھکم پل کا سلسلہ تھوڑی دیر جاری رہا۔ اس کے بعد رستہ صاف ہو گیا اور وہ سینٹ مارٹنز لین کی طرف چل دیے۔

مگر پائیکرٹ کا فقرہ مینفرڈ کے دل میں برابر چبھ رہا تھا۔ کہ اب تک قائم چلی جاتی تھی۔

"آج رات" اس نے پھر اسی معاملہ کی طرف آتے ہوئے کہا "ہز مجسٹی تھیٹر میں جولیس[1]

---

[1] شیکسپیر کا ایک اعلٰی تاریخی ناٹک۔ بروٹس اس کا ایک کیرکٹر ہے۔

سیزر کا کھیل ہے۔ اس میں برونٹس جب قیصر کے قتل پر یہ سوال پوچھے گا کہ کس پاجی نے اس کو ہلاک کیا؟ تو لوگ کس زور سے چیرز دیں گے۔ حالانکہ اس قتل کے نتیجوں سے ایک دنیا واقف ہے۔ اسی طرح آپ کسی تاریخی مبصر یا معمولی ذہانت کے آدمی سے بھی دریافت کریں کہ نپولین کو اگر مصر سے واپس آتے ہی قتل کر دیا جاتا تو یہ فعل کیا سارے عالم کے لئے باعث رحمت نہ ہوتا؟ وہ اس کے جواب میں ضرور ہاں کہے گا۔ اس کے باوجود لوگ... ہمیشہ ایسے محسنوں کو قاتل کہتے ہیں!

"بھائی مینفرڈ" پائیکرٹ نے فلسفیانہ انداز سے سمجھایا۔ "تمہارے سوالوں کا جواب میرے پہلے فقرہ میں آ چکا۔ دنیا ہمیشہ فعل کو دیکھتی ہے۔ اس مقصد کو جو فعل کی تہ میں چھپا ہو۔ نہیں دیکھتی۔ فیلٹن[1] نے چارلس اول کے ایک اوباش وزیر کو قتل کیا۔ خوب تھا۔ مگر اس کی کوئی یادگار قائم ہوئی؟ اسی طرح اگر نپولین کو ہلاک کیا جاتا۔ تو کوئی ہے جو قاتل کا احسان یاد رکھتا؟ اس لئے یہ جاننے کی کبھی پرواہ کرو کہ دنیا ہماری نسبت کیا کہتی ہے یا کیا کہے گی۔ آدمی کے فعلوں کا بہترین منصف اس کا اپنا ضمیر ہے"

ادھ جلے سگار کا ٹکڑا پھینک کر اس نے دوسرا نکالنے کو جیب میں ہاتھ ڈالا مگر ہاتھ خالی نکلا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے سیٹی کی آواز سے ایک کرایہ کی موٹر کو جو سامنے سے آ رہی تھی۔ بلایا۔

مینفرڈ حیرت سے دیکھنے لگا۔

"کیوں کیا ہوا؟" اس نے جلدی سے پوچھا "میں سمجھا تھا۔ پیدل جائیں گے"۔

پائیکرٹ چپ تھا۔ دونوں موٹر پر بیٹھ گئے۔ اور ڈرائیور کو بیکر سٹریٹ سٹیشن کی طرف

---

[1] ایک پابند وفا نیکدل مجذوب جس نے ۱۶۲۸ء میں ایک فتنہ پرداز عورت کے جوش دلانے سے ڈیوک آف بکنگھم کو جو شاہ چارلس اول والئے برطانیہ کا منہ لگا وزیر تھا۔ قتل کر دیا۔ اوباش امیر سے مراد ڈیوک آف بکنگھم ہی سے ہے۔ ڈوماس نے اس واقعہ کا ذکر بڑے دلکش پیرایہ میں اپنے ناول تین بندوقچی میں کیا ہے۔

چلنے کا حکم دیا گیا۔

موٹر سینٹ البری ایونیو سے گذر رہی تھی کہ پائیکرٹ نے مینفرڈ کے سوال کا جواب دیا۔

"کسی نے میری جیب کاٹ لی" اس نے آواز دبا کر کہا۔ "گھڑی جاتی رہی۔ خیر اس کی پروا نہیں۔ مگر اسی میں وہ پاکٹ بک تھی جس میں ٹیری کے لئے اشارے درج تھے۔ فکر اس کے لئے ہے۔"

"ممکن ہے یہ کسی چور کا کام ہو" مینفرڈ نے تسلی دے کر کہا۔ "گھڑی کے لالچ میں اس نے پاکٹ بک بھی نکال لی ہوگی۔"

پائیکرٹ نے جلدی سے دوسری جیبوں میں ہاتھ ڈال کر دیکھا۔

"باقی محفوظ ہیں" اس نے جواب دیا۔ "ہو سکتا ہے کام کسی گرہ کٹ نے کیا ہو۔ جو گھڑی اپنے پاس رکھ کر پاکٹ بک کو پانی میں پھینک دیگا۔ مگر" یہ کہتے ہوئے اس کے چہرہ پر فکر کے آثار پیدا ہو گئے۔ "یہ بھی ممکن ہے اس میں خفیہ پولیس کا ہاتھ ہو۔۔۔"

"مگر پاکٹ بک میں غالباً کوئی بات ایسی نہ تھی۔ جس سے سراغ چل جائے" مینفرڈ نے پریشان ہو کر کہا۔

"بے شک کوئی خاص بات تو درج نہ تھی" پائیکرٹ نے جواب دیا۔ "پھر بھی پولیس اگر بالکل اندھی نہیں ہے۔ تو ان نشانات کو جو اس میں لکھے تھے ضرور سمجھ لے گی۔ ممکن ہے پاکٹ بک پولیس کے ہاتھوں تک نہ جائے۔ لیکن چلی گئی اور چور نے ہم کو پہچان لیا تو۔۔۔ بڑی مشکل ہوگی۔"

موٹر سلیکر سٹریٹ ریلوے سٹیشن پر پہنچ کر ٹھیر گئی۔ اور اس جگہ دونوں کھڑے ہوئے

"میں دائیں طرف جاتا ہوں" پائیکرٹ نے کہا۔ "آپ دوسرا رستہ اختیار کریں۔ پھر ملیں گے۔ اور اس اثنا میں میں یہ معلوم کر لوں گا۔ کہ پاکٹ بک کس کاٹ لیتا۔"

یا موڈ پہنچ گئی۔ یا نہیں۔۔۔ شب بخیر"
اور دونو جدا ہوئے۔

۴

آدمی کسی فن میں باکمال ہو ضرور نام پاتا ہے۔

جرم کی دنیا میں بلی مارکس نامی گرہ کٹ مشہور تھا۔ بارہا سزا پائی۔ لیکن ہر مرتبہ رہا ہوکر وہی قینچی کا دھندا جو باپ دادا کی میراث تھا۔ شروع کر دیا۔

اس پیشہ میں اس طرح کے موقعے جیسا آج درپیش تھا۔ نعمت خداداد سے کم نہیں ہوتے۔ جتنا ہجوم زیادہ ہو۔ اتنا ہی زر فصل کاٹنے میں سہولت ہوتی ہے۔

جس رات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ بلی مارکس نے خوب ہاتھ رنگے۔ آدمی اگر طامع نہ ہوتا تو بہت پہلے جو کچھ حاصل کر چکا تھا۔ لے کر چلا جاتا۔ لیکن ایک تو انسان طبعاً حریص۔ دوسرے موقعہ کی آسانیاں جو آج پیش آئیں۔ کم ہاتھ آتی ہیں۔ تیسرا اثر ٹھرے کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بلی کے جی سے ہر طرح کا خوف وہراس نکل گیا۔ بہتوں پر ہاتھ صاف کئے۔ مگر تسکین پھر بھی نہ ہوئی۔

چار ستصف آدمیوں کے قصہ نے اس روز شہر لندن میں ایک عجیب ہنگامہ برپا کر رکھا تھا۔ عام شہری آبادی ایک طرف۔ بے شمار خلقت مضافات سے اس ہلئے آگئی تھی۔ کہ ہم بھی اس تماشہ کو ایک نظر دیکھ آئیں۔ اس رات ویسٹ منسٹر میں کھوے سے کھوا چھلتا تھا۔ کیا مجال کہیں تل دھرنے کو جگہ ہو۔ پل کے اس طرف جدھر سرے شائع ہے سینکڑوں دیہاتی۔ سٹریتھم۔ کیمبرول۔ کلیپہم اور گرینچ جانے کے لئے گاڑیوں کا انتظار کر رہے تھے۔

رات جوان تھی اور بلی کے حوصلے بلند۔ اس نے خوب ہی جی کے ارمان نکالے۔ ایک سیاہ پوش لحیم عورت کا بٹوہ۔ ایک دراز قد آدمی کی گھڑی۔ ایک کا ترمال

حسینہ کے دستی بیگ میں رکھا ہوا سنہری مینڈھے کا آئینہ - یہ سب بلی مارکس کی جیبوں میں پہنچ چکے تھے - لیکن وہ ابھی اور قسمت آزمائی کرنا چاہتا تھا -

ایک فیشن ایبل خاتون اونچی ایڑی کے بوٹ پہنے آ رہی تھی - میاں بلی اسی طرف ہو لیے - آدمی تھے چابکدست - ایک بھرا ہوا بٹوہ اور کامدار رومال بڑی آسانی سے اڑا لیا - اور اب ان کو بھی جیب میں رکھنا چاہتے تھے کہ ایک مشفقانہ آواز سنائی دی -

"کہو بلی کیسے حال ہیں؟"

بلی نے آواز پہچانی - اور گھبرا کر ادھر دیکھا -

"الو ماسٹر آورڈ" اس نے اڑتے ہوئے منہ پر پھیکا تبسم پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے جواب دیا "آپ ہیں کیا؟ فرمائیے مزاج کیسا ہے؟ آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی"

"جی - کیسے نہ ہوتی - پرانے دوستوں سے مل کر ہمیشہ ہوا کرتی ہے" کانسٹیبل ہاورڈ نے پیار سے بلی کا بازو پکڑتے ہوئے کہا "کہو دوست کدھر پھر رہے ہو؟"

"بس سیدھا گھر جاؤں گا" بلی نے بڑی مسکین صورت بنا کر جواب دیا "کچھ سودا لینے آیا تھا - بھیڑ کی وجہ سے رک گیا"

"ٹھیک ہے - سچ ہے" ہاورڈ نے بلی کو ہجوم سے علیحدہ کر کے ایک طرف لاتے ہوئے کہا "تمہاری بلی گھر کے برابر آرام کہیں نہیں ملتا" پھر ایک نوجوان کو آواز دے کر جو ذرا فاصلہ پر کھڑا تھا "پیٹر - تم ذرا بائیسکل پر گشت تو لگاؤ - ایسا نہ ہو کسی بے چارہ کا نقصان ہو جائے"

دوسرا آدمی اشارہ پاتے ہی چلا گیا - جس کے بعد مسٹر ہاورڈ نے بلی کا بازو بدستور پکڑے ہوئے اس کی طرف مڑ کر پوچھا -

"اور اب میرے بہت پرانے دوست یہ بتاؤ - آجکل کاروبار کا کیا حال ہے؟"

بلی نے بڑی سنجیدہ صورت بنائی اور کہا -

"مسٹر آدرڈ آپ کو شاید کچھ دھوکا ہوا ہے آخر آپ کس شبہ میں مجھ کو روک رہے ہیں؟ اور یہ مذاق کیا ہے؟"

"خیر شک وشبہ جو کچھ ہے عنقریب رفع ہو جائے گا" مسٹر ہارڈ نے جواب دیا۔ "اور مذاق وہی پرانا ہے یعنی میں اپنے دوست کو سرکاری ہوٹل تک لے جانا چاہتا ہوں"

"تم بھولتے ہو میں اس کام کو مدت ہوئی چھوڑ چکا ہوں" بلی نے قدرے جوش سے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ہارڈ کو طلائی سکوں کی جھنکار سنائی دی۔

"آہ" مسٹر ہارڈ نے جھک کر وہ بٹوہ جو بلی نے جلدی سے فرش پر گرا دیا تھا۔ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "اس محنت سے کمایا ہوا روپیہ یوں ضائع نہ کرنا چاہیئے۔"

کوتوالی گئے تو وہ سارجنٹ جو بڑا سا روزنامچہ سامنے رکھے بیٹھا تھا۔ بلی کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اور اس کے بعد جس سپاہی نے ہوشیاری سے چھپائی ہوئی جیبوں کی تلاشی لی۔ وہ بھی برادرانہ محبت سے پیش آیا۔

جامہ تلاشی کی چیزیں لکھواتے ہوئے سپاہی نے گنوایا۔

"سونے کی گھڑی ایک۔ آدھی زنجیر ایک۔ بٹوے تین۔ رومال دو۔ سرخ مراکو کی جلد بندھی ہوئی پاکٹ بک ایک۔"

سارجنٹ نے ساری چیزیں لکھ لیں اور اطمینان سے سر ہلایا۔

پھر بلی سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

"واہ دوست آج تو خوب ہاتھ رنگے۔"

بلی نے جب دیکھا کہ فریب کا وقت جاتا رہا۔ تو مستقبل کی فکر کرنے لگا۔

"آپ کے نزدیک... کتنی مدت ہوگی؟" اس نے پوچھا۔

"صرف سات سال" مسٹر ہارڈ نے سرسری لہجہ میں جواب دیا۔

"سا ـ ات ت!" بلی نے گھبرا کر کہا۔

"میرے دوست" سارجنٹ نے روزنامچے سے سر اٹھا کر کہا۔ "اب تم بہت ترقی کر گئے ہو ـ اب کی بار ہم تمہیں سشن کی سیر کرائیں گے ... نمبر آٹھ!"

یہ آخری لفظ اس نے حوالات کے جمعدار سے کہے تھے۔ جواب بدنصیب بلی کو کشاں کشاں حجرۂ تاریک کی طرف لے چلا۔

رستہ میں اس غریب نے بڑی فریاد کی۔ خوب جی کھول کر طعنے بھی دیے۔

"بس یہاں کی پولیس تو ہم غریبوں پر ہاتھ ڈالنا جانتی ہے۔ جو بھلا مانس محنت سے روزی کمائے۔ وہ مجرم ہے۔ پکڑ لو۔ ذرا ان چار منصف آدمیوں تک بھی ہاتھ بڑھایا ہوتا۔"

مگر سپاہی ان باتوں کا عادی تھا۔ اس واویلا پر بالکل توجہ نہیں دی۔

"لوگ آخر ٹیکس کیوں ادا کرتے ہیں؟" بلی نے بند دروازے کی سلاخوں سے ہاتھ نکال کر جوش سے مٹھی ہلاتے ہوئے پوچھا۔

سپاہی مڑا۔ پھر ہنس کر کہنے لگا۔

"تم جو احسان کرتے تھے۔ اسی کے بدلے سرکار اپنا مہمان بناتی ہے۔"

۵

کوتوالی کے دفتر میں سپاہی ہارڈ اور ایک سارجنٹ مال مسروقہ کی دیکھ بھال میں مصروف تھے۔

ہارڈ نے جس سپاہی کو فریادی تلاش کرنے بھیجا تھا۔ وہ تینوں شخصوں کو ساتھ لے آیا۔ یہ تینوں اب دفتر میں کھڑے ہوئے اپنی اپنی چیزیں پہچان رہے تھے۔

وہ جب رخصت ہو گئے۔ تو سارجنٹ ہارڈ سے مخاطب ہوا۔

اب صرف ایک سونے کی گھڑی اور پاکٹ بک رہ گئی" پھر گھڑی اُٹھا کر دیکھتے ہوئے کہا "ایلگن۔ ہاف ہنٹر۔ نمبر ۵۰۲۹۰۲۔ پاکٹ بک میں کاغذات یا پتہ ندارد۔ پر ہاں اس میں تین جگہ کچھ لکھا ہوا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کیا ہے"

اس نے پاکٹ بک ہارڈ کے ہاتھ میں دیدی۔ ایک صفحہ پر متعدد بازاروں کے نام اور ان کے آگے عجیب طرح کے نشانات تھے۔

"یہ تو کسی ڈائرکٹری کا مسودہ معلوم ہوتا ہے" ہارڈ نے کہا "دیکھیں۔ باقی صفحوں پر کیا ہے؟"

اس نے ورق الٹا۔ یہاں کچھ اعداد درج تھے۔

سخت مایوسی کی حالت میں تیسرا ورق اُلٹا۔ اس پر کچھ عبارت تھی۔ مگر عجیب پیرایہ میں لکھی ہوئی۔ گویا الجبرا کے سوال ہوں۔

نمونہ ملاحظہ فرمائیے:۔

ڈ۔س ۔ے رینا۔ لیمنٹ کے سوانحی جاناں۔ اس تک مواد ٹر پر۔ آ آگے
ہ گا + ڑی + آں خالی۔ پہنچے بیٹھ ... الخ

ہارڈ نے ایک نظر دیکھا۔ پھر کہا۔

"ایسا معلوم ہوتا ہے کوئی آدمی دوڑ کر ٹرین پر سوار ہونا چاہتا تھا۔ جلدی میں چند اشارے لکھے ہیں"

اس نے رکتے رکتے پڑھا۔

"ڈسے رینا۔ لیمنٹ کے سوانحی۔ جاناں اس تک مواد۔۔"

"بس بس بہت ہے" سارجنٹ نے پریشان ہو کر کہا "آخر یہ کس ملک کی زبان ہوگی؟"

آدمی کی زندگی میں بعض موقعے ایسے پیش آتے ہیں۔ جب ایک غیبی القا اس کے

بھٹکے ہوئے دماغ کو سیدھی راہ پر ڈال دیتا ہے۔ نادان اسے اپنی فراست سمجھتا ہے۔ لیکن سمجھدار کو ان باتوں میں خدا کا اپنا ہاتھ کام کرتا نظر آتا ہے۔

ایسا ہی نادر موقعہ اس وقت ہارڈ کو مل گیا۔

"لائیے۔ یہ کاپی ذرا مجھ کو دیجئے" اس نے دفعتاً جوش سے بھر کر کہا۔

اور پھر کانپتے ہوئے ہاتھوں سے پاکٹ بک لے۔ جلدی سے ٹوپی اوڑھ بے تحاشا بازار کی طرف دوڑنے لگا۔

باقی اہلکار حیران تھے۔ مگر ہارڈ کو ان کی بالکل پروا نہ تھی

فاصلہ پر ایک کرایہ کی موٹر خالی نظر آگئی۔ جلدی سے اس پر بیٹھ کر اس نے ڈرائیور کو وائیٹ ہال چلنے کا حکم دیا۔ اور ساتھ ہی کہا۔

"پوری رفتار سے چلاؤ۔ نقصان کا ذمہ دار میں ہوں"

اس کے چند منٹ بعد ڈاؤننگ سٹریٹ کی ناکہ بند پولیس کے مہتمم سے گھبرائے ہوئے لہجہ میں کہہ رہا تھا۔

"کنسٹبل ہارڈ میرا نام ہے۔ اور نمبر ۹۴۶ ایل۔ یرڈ میں ایک بےحد ضروری کام کے لئے اسی وقت سپرنٹنڈنٹ فالمتھ سے ملنا چاہتا ہوں"

آخرالذکر اس روز روز کی کاوش سے تھکا ہوا اور پریشان نظر آتا تھا۔ اس لئے ہارڈ کی باتوں کو اس نے بڑی لاپروائی سے سنا۔

"گمشدے تو"۔ ہارڈ اپنے جوش میں جلدی سے کہہ رہا تھا۔ عبارت بے معنی نہیں ہے۔ ڈ۔ س تخفیف ہے ڈاؤننگ سٹریٹ کی اور دوسرے سے مراد میں۔۔۔"

فالمتھ چونک گیا۔ کاپی ہارڈ کے ہاتھ سے چھین لی۔ اور پڑھنا شروع کیا۔

"ڈاؤننگ سٹریٹ میں رہتا۔ اور پارلیمنٹ کے سوا کہیں نہیں جاتا۔ پارلیمنٹ تک موٹر پر۔ آگے چار گاڑیاں سب کی سب خالی۔ ساڑھے آٹھ پہنچیگے معمولی ٹریفک سے مل

دریا کے رستہ ہوگی۔ خفیہ پولیس کے ۸۰ جوان ڈاؤننگ سٹریٹ میں رکھے گئے ہیں۔ ایک ہر کمرہ میں۔ تین ہر دالان اور چھ نچلی منزل میں۔ چھ اوپر۔ بیچ کے دروازے کھلے تاکہ افسر ایک دوسرے کو دیکھتے رہیں۔ ہر ایک کے پاس پستول۔ فالمتھ اور ہملٹن کے سوا کوئی ریمن کے پاس نہ جا سکے گا۔ پارلیمنٹ کے اندر گیلری میں جگہ جگہ خفیہ پولیس اور معتبر نامہ نگاروں کے سوا سب کا داخلہ بند۔ دو سو جوان باہر ہوں گے۔ ضرورت ہو۔ تو فوج مدد دے گی۔۔۔"

اسے پڑھ کر جو حالت فالمتھ کی ہوئی۔ بیان نہیں ہو سکتی۔ دیوانوں کی طرح عجیب اشارے کر رہا تھا۔

"ہماری خفیہ ہدایات۔۔۔" بے اختیار اس کے منہ سے نکلا۔ مگر فوراً رک گیا۔

پھر چاروں طرف مضطربانہ دیکھ کر پوچھا۔

"موٹر کہاں ہے؟"

اور جب ایک ماتحت نے باہر کی طرف اشارہ کیا۔ تو ہاورڈ کو ساتھ لے کر اندھا دھند دروازہ کی طرف دوڑا۔

ایک سپاہی نے سیٹی بجائی۔ اور فالمتھ کی موٹر دروازہ کے سامنے کھڑی ہوگئی۔

دونو اس پر بیٹھ گئے اور موٹر چلنے لگی۔

رستہ میں فالمتھ نے پوچھا "چور کون تھا؟"

"جناب بلی مارکس" ہاورڈ نے جواب دیا۔ "آپ شاید اس کو نہیں جانتے۔ بڑا بہت پرانا پاپی ہے۔ بیمتہ کے لوگ اس کو اناڑی بلی کہتے ہیں۔"

"اوہ۔ ہاں! میں اسے جانتا ہوں" فالمتھ نے جلدی سے کہا "تم مجھے کیا حال بتا

۴

موٹر کوتوالی کے پھاٹک پر ٹھہر گئی۔ اور دونو تیز چلتے اندر گئے

فالتھ کو دیکھ کر سارجنٹ کھڑا ہوگیا اور مودبانہ سلام کیا۔

"میں اس شخص بلی مارکس سے ملنا چاہتا ہوں" فالتھ نے کہا۔ اور فوراً ایک آدمی اسے لانے کے لیے بھیج دیا گیا۔

اس کے دو منٹ بعد استاد بلی آنکھیں جھپ جھپاتے ایک سپاہی کی حراست میں نمودار ہوئے۔ ایک عادی مجرم کی طرح وہ حوالات کی کوٹھری میں آرام کی نیند سو رہے تھے حیران رہ گئے کہ یہ نئی آفت کیا پیدا ہوئی۔

"سنو بلی" فالتھ نے کہا "میں تم سے دو ایک باتیں پوچھنا چاہتا ہوں ..."

بلی کے چہرہ پر خوف کے آثار پیدا ہوگئے۔ ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا۔

"سرکار میں قسم کھاتا ہوں بے قصور تھا۔ آپ کے سپاہی نے محض عداوت سے مجھ کو ..."

"ٹھیرو۔ ٹھیرو۔ فالتھ نے بے صبری سے قطع کلام کر کے کہا "میں جو پوچھنا چاہتا ہوں اس میں ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ میرے سوالوں کا اگر ٹھیک ٹھیک جواب دوگے تو نہ صرف بری کر دیئے جاؤ گے۔ بلکہ انعام بھی پاؤ گے۔"

بلی اب تک مشتبہ نظروں سے دیکھ رہا تھا

"آپ لوگ مجھ کو اگر مخبر بنانا چاہتے ہیں" آخر کار اس نے کہا۔ "تو رہنے دو۔ میں اس عزت سے باز آیا۔"

"بے وقوف تو سمجھا نہیں" سراغرساں نے بے چین ہو کر کہا "ہم تجھے مخبر بنانا نہیں چاہتے فقط یہ جاننا چاہتے ہیں کہ یہ پاکٹ بک تجھے کہاں پڑی ملی تھی؟"

بلی نے مسکرانے کی کوشش میں دانت نکال لیے۔

"جی بازار میں پڑی ہوئی مل گئی تھی"۔ اس نے جواب دیا۔

"بکتے ہو۔ فالتھ نے گرج کر کہا "ٹھیک ٹھیک حال بیان کرو۔ ورنہ ..."

سپرنٹنڈنٹ فاطمہ کا غصہ مشہور تھا۔ بلی بے چارہ سہم کر کھڑا ہو گیا۔

"م... م... میں نے چرائی تھی"۔ اس نے کانپتے ہوئے بیان کیا۔

"بہت ٹھیک... مگر کس کی جیب سے؟"

مسز اعزساں کی نرمی چوہے کی بے خوفی کا ذریعہ بن گئی۔

"آپ! یوں کیا کسی کا نام پوچھنے بیٹھا تھا؟" اس نے گستاخ ہو کر کہا۔

فاطمہ نے گہری سانس لی۔ پھر دبی ہوئی مگر پرجوش آواز سے کہا۔

"نادان! میں جو کہتا ہوں اسے غور سے سن۔ کبھی تو نے چار منصف آدمیوں کا حال سنا ہے؟"

بلی نے سر کے اشارہ سے ہاں کہی۔ اور پھر حیرت سے آنکھیں کھول لیں۔

"جس آدمی کی جیب سے تو نے یہ پاکٹ بک نکالی ہے"۔ فاطمہ نے موثر لہجہ میں بیان کیا "وہ ان چار منصف آدمیوں میں سے ایک تھا..."

"سچ!" بلی نے حیرت سے اچھل کر پوچھا۔

"جس کی گرفتاری کے لئے" مسز اعزساں نے تقریر جاری رکھ کر کہا "سرکار نے ایک ہزار پونڈ کا انعام مشتہر کر رکھا ہے۔ تو اگر اس کا سراغ دے سکے۔ اور وہ اس سراغ سے پکڑا جائے۔ تو ایک ہزار پونڈ تیرے ہیں"۔

بلی نے اپنی عمر میں اتنی بڑی رقم کا ہیکہ دیکھی تھی۔ معاملہ کی اہمیت سوچ کر حیران رہ گیا۔

"ایک ہزار پونڈ!... ایک ہزار!" اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ "اور یہ میرے ہو سکتے اگر میں اس کو پکڑوا دیتا"۔

"اب بھی کچھ نہیں بگڑا" فاطمہ نے الفاظ سن کر کہا "مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں تم کو یاد ہے صورت کیسی تھی؟"

"صورت!" بلی نے بھویں سکوڑ کر سوچنا شروع کیا۔

"خاصہ شریف آدمی نظر آتا تھا۔" اس نے مشکل سے یاد کرکے جواب دیا "گلے میں پھنسی واسکٹ نیچے سپید قمیض۔ سلے اتسم کے پینٹ ستو۔۔۔"

"چہرہ، کمبخت چہرہ!" مسٹر غرساں نے جوش سے اپنی ہتھیلی پہ مکا مارتے ہوئے پوچھا "یہ بتا اس کا چہرہ کیسا تھا؟"

بلی روٹھے ہوئے لڑکے کی تصویر نظر آتا تھا۔

"چہرہ" اس نے نفرت سے جواب دیا "میں کیسے جانتا اس کا چہرہ کیسا تھا جیب کاٹنے سے پہلے میں کیا اس کی صورت دیکھنے کھڑا ہو جاتا؟"

باب - ۹

استاد بلی میدان عمل میں

۱

فالمنٹ سے ضبط نہ ہو سکا۔

گریبان پکڑ کر بلی کو زور سے جھنجھوڑتے ہوئے اس نے کہا۔

"پاجی۔ احمق۔ گدھے۔ تو کیا یہ کہنا چاہتا ہے کہ چار منصف آدمیوں میں سے ایک کے اتنا قریب ہو کر تو نے اس کی صورت دیکھنے کی پروا نہ کی؟"

بلی نے مشکل سے اپنا آپ چھڑایا۔

"بس رہنے دو" اس نے مقابلہ پہ آمادہ ہو کر جواب دیا۔ "اتنے بڑے آدمی ہو کر تم بھی غریبوں پہ سوار ہونا ہی جانتے ہو۔ میں کیا غیب کا علم رکھتا تھا کہ سمجھ لیتا وہ چار منصف آدمیوں میں شامل ہے؟ اس کے علاوہ۔۔۔"

استاد بلی مکر و فریب کے سب امتحان مدت ہوئی پاس کر چکا تھا۔ گھبراہٹ میں

پہلے تو نہیں سوچا مگر اب دفعتاً اس کے جی میں ایک اور خیال پیدا ہو گیا۔ بے شک اس نے پائیکرٹ یا میںفرڈ کی صورت اچھی طرح نہ دیکھی تھی۔ پھر بھی پولیس پر سکہ جمانے کا موقعہ خوب تھا۔ اور وہ اس سے فائدہ اٹھانے کو فوراً تیار ہو گیا۔

"اچھا۔ ہاں۔ اس کے علاوہ؟..." فالمتھ نے شہ دے کر پوچھا۔

"میں نے ان کی صورتیں دیکھ بھی لیں تو..."

"اُن کی!" سرا غرساں نے اور بے تاب ہو کر کہا۔ "کیا بہت سے تھے؟"

"ہوں گے" بلی نے لاپروائی سے جواب دیا۔ وہ اپنی طاقت کو پوری طرح استعمال کرنا چاہتا تھا۔

"سنو بلی" فالمتھ نے سنجیدگی سے دیکھ کر کہا "ایسی بے تکی باتوں سے میرا اطمینان نہ ہو گا۔ اگر واقعی تم کچھ حالات جانتے ہو۔ تو ان کو بیان کرنا پڑے گا۔"

"کرنا۔ پڑے گا۔ خوب!" بلی نے شرارت آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے ان لفظوں کو چبا کر جواب دیا۔ "میں نہ جانتا تھا۔ پولیس نے دنوں کا حال جاننے کا کوئی نیا طریقہ ایجاد کیا ہے؟"

سرا غرساں نے بے صبری کا اشارہ کیا۔ پھر باقی اہلکاروں کو دوسرے کمرہ میں چلے جانے کا حکم دے کر۔ وہ جب چلے گئے تو بلی کی طرف دیکھتے ہوئے دبی آواز سے کہا۔

"جانتے ہو۔ میری موس چند دن ہوئے جیل سے نکل آیا ہے؟"

بلی کا چہرہ تمتما گیا۔ اور آنکھیں بے اختیار فرش زمین پر جھک گئیں۔ پھر بھی جی کڑا کر کے بولا۔

"میں نہیں جانتا میری موس کون ہے"

"سنو" فالمتھ نے لہجہ اصرار میں کہا "میری موس چند دن ہوئے جیل سے نکل

آیا ہے۔ عدالت نے اس کو تین سال قید سخت اور دس ضرب بید کی سزا دی تھی۔۔۔"

"میں نہیں جانتا ہیری موس کون ہے۔ اور نہ جاننا چاہتا ہوں" بلی مارکس نے پھر بھی اسی پہلے انداز میں کہا۔

لیکن مسٹر غزسان نے بالکل پروا نہیں کی۔

"واردات کے بعد وہ روپوش ہو گیا تھا" اس نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا "اور پولیس کے ہاتھ میں کوئی سراغ ایسا نہ تھا جس سے گرفتار کیا جا سکتا۔ مگر ایک آدمی نے مخبری کی اور اس کے چند دن بعد ایک رات اسے لیمن سٹریٹ میں سوتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا"

بلی نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری لیکن چپ رہا۔

"اب جیل سے نکل کر" فالمتھ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "ہیری موس یہ جاننے کو بے تاب ہو گا کہ تین سال دس بید کی سزا کس نے دلائی تھی۔۔۔ بید کھانے سے حافظہ اکثر تیز ہو جاتا ہے۔"

بلی کا اضطراب لحظہ بہ لحظہ بڑھ رہا تھا۔

"مسٹر فالمتھ" اب اس نے گلوگیر لہجہ میں کہا "اس نئی غضب میں ہیری کو میری خبر دینا داخل انصاف نہ ہو گا۔ میں تب چونکہ تنگدست تھا اور ہیری موس ہماری جماعت کا آدمی نہیں اور۔۔۔ اور پولیس اس کا حال جاننا چاہتی تھی۔۔۔"

"اب بھی تو پولیس ان لوگوں کا حال جاننا چاہتی ہے جن میں سے ایک کی جیب سے تم نے یہ پاکٹ بک نکالی تھی" فالمتھ نے مات دے کر کہا۔

بلی مارکس ایک لحظہ چپ رہا۔

"خیر جتنا حال مجھ کو معلوم ہے بیان کر دیتا ہوں" اس نے مجبور ہو کر کہا۔ "اللہ گواہ ہے" کہہ کے شروع کرنا چاہتا تھا کہ فالمتھ نے روک دیا۔

"یوں نہیں" اس نے کہا۔

اور پھر کوتوالی کے مہتمم کو پاس بلا کر سمجھایا۔

"تم میرے کہنے سے اس آدمی کو ضمانت پر چھوڑ دو ... میں اس کا ضامن بنتا ہوں۔"

نوعیت کے لحاظ سے یہ واقعہ اتنا عجیب تھا کہ بلی بھی مسکرایا۔ معلوم ہوتا تھا اس کا گرا ہوا حوصلہ پھر بحال ہو گیا ہے۔

"میں اپنی عمر میں آج پہلی بار ضمانت پر رہا ہوتا ہوں" اس نے آہستہ سے کہا۔

ضابطہ کی کارروائی کے بعد سپرنٹنڈنٹ فالمتھ اسے اپنی موٹر پر سکاٹ لینڈ یارڈ لے گیا۔ اور وہاں اپنے دفتر میں دروازہ بند کر کے اس نے بلی سے کہا۔

"دیکھو۔ شروع کرنے سے پہلے میں خبردار کرتا ہوں کہ جتنا ممکن ہو اختصار کرنا۔ میرے وقت کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔"

مگر عادات انسانی ایک لمحہ میں تبدیل نہیں ہوتیں۔ ہر قسم کی تنبیہ کے باوجود بلی کی داستان میں جا بجا رنگ آمیزی اور مبالغہ آرائی نظر آتی تھی۔ فالمتھ نے جس طرح ممکن ہوا۔ ضبط کر کے سارا حال سنا۔

خاتمہ پر بلی نے کہا۔

"... دو آدمی تھے۔ ایک لمبا۔ دوسرا چھوٹا۔ اور اس آخری نے ایک بار اپنے ساتھی کو "ڈیئر جارج" کہہ کر مخاطب کیا تھا۔ اسی پستہ قد آدمی کی جیب سے پاکٹ بک نکلی تھی۔" "پر یہ تو کہیے اس میں کچھ ملا؟" اس نے دفعتاً پوچھا۔

"کہتے جاؤ۔ کہتے جاؤ۔" سراغرساں نے اس سوال کی پروا نہ کر کے بے صبری سے کہا۔

"بس تو میں جیسے کہہ رہا تھا" بلی نے بیان کیا۔ "باندر کے ناکہ تک میں ان کے پیچھے گیا۔ یہاں وہ چوک میں کھڑے ہو کر چیرنگ کراس جانے کی فکر کر رہے تھے کہ میں نے قینچی پھیر دی ... آپ سمجھے؟"

سمجھ گیا۔" فالتھ نے سر ہلا کر کہا۔" مگر کچھ یاد ہے اس وقت کیا بجا تھا؟"

"میرا خیال ہے۔ ساڑھے دس بجے تھے... یا ممکن ہے گیارہ ہوں۔ بہرحال دس اور گیارہ کے درمیان کوئی وقت تھا۔"

"اور تم نے ان کی صورت بالکل نہیں دیکھی؟"

چور نے صورت انکار سر ہلایا۔

"خدا گواہ ہے میں نے کسی کی صورت نہیں دیکھی۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔

فالتھ نے لمبی سرد آہ کھینچی۔ اور کھڑا ہو گیا۔

"افسوس" اس نے لہجہ حسرت میں کہا "میرا خیال تھا تم سے کچھ حال معلوم ہو گا مگر اس بیان نے بالکل مایوس کر دیا۔۔ اتنا ہی دیکھا ہو ان کے داڑھیاں تھیں یا نہیں؟"

بلی نے دوبارہ سر ہلایا۔

"مسٹر فالتھ" اس نے دونوں ہاتھ پھیلا کر کہا "میں اگر چاہتا تو فرضی قصہ بیان کر کے آپ کو خوش کر سکتا تھا۔ مگر اس سے فائدہ کیا؟ میں آپ کے احسان کا بدلہ جھوٹی باتوں سے نہیں دینا چاہتا۔"

فالتھ جان گیا کہ سچ کہتا ہے۔ ناچار کہنے لگا۔

"بلی جو کچھ تم کو معلوم تھا بیان ہو چکا۔ اب سنو۔ میں اس معاملہ میں کیا کرنا چاہتا ہوں۔ تم پہلے شخص ہو کہ چار منصف آدمیوں سے ایک کو ملے۔ اور اس کے حالات بیان کرنے کو زندہ رہ گئے۔ ہر چند تم نے ان لوگوں کی صورتیں نہیں دیکھیں۔ پھر بھی میرا خیال ہے کہ اگر ان میں سے کسی کو دوبارہ دیکھو تو غالباً پہچان لو گے۔ ہر ایک آدمی میں کچھ نہ کچھ خصوصیت ضرور ہوتی ہے۔ چال میں۔ ہاتھوں کی حرکات میں یا عام انداز میں کوئی بات یقیناً ایسی پائی جاتی ہے۔ جو اس سے مخصوص ہو۔ کیا عجب ان میں سے کوئی چیز تم کو نظر آ جائے۔ اور تم اسے پہچان لو۔ امید کم ہے۔ بہت کم ہے۔ پھر بھی کوشش کرنے

میں عیب نہیں۔ پرسوں تک میں تمہیں اپنی ضمانت پر رہا کرتا ہوں۔ اس عرصہ میں اگر تم ان میں سے ایک کو بھی پکڑوا دو۔ تو انعام و بریت دونوں تمہارے ہیں۔ نہ ہو تو پھر مجبوراً تم کو اسی حوالات میں جانا پڑے گا۔ اپنی طرف سے میں اس کام میں جہاں تک ممکن ہے امداد کے لیے تیار ہوں۔ لو یہ ایک پونڈ اپنی طرف سے دیتا ہوں۔ اب گھر جا کر آرام کرو۔ مگر صبح کو گھر دم اٹھ کر مغربی حصہ کا گشت کرنا۔ خدا تمہیں کامیابی دے۔"

پھر جب بلی جا رہا تھا۔ تو اس نے روک کر کہا۔

"ٹھہرو یہ بھی اپنے ساتھ لیتے جاؤ۔" اس نے میز پر بیٹھ کر اپنے چھپے ہوئے کارڈ پر دس بارہ لفظ لکھے۔ اور اسے بلی کو دیتے ہوئے کہا۔ "اسے اپنے پاس رکھو۔ یہ ان لوگوں کا وارنٹ گرفتاری ہے۔ دو میں سے کوئی نظر آجائے تم اسے پہچان لو تو سایہ کی طرح ساتھ رہنا۔ اور جہاں پولیس کا کوئی سپاہی نظر آئے۔ یہ کارڈ اس کے ہاتھ میں دے کر وہ آدمی بتا دینا۔ اس کے گھنٹہ بھر بعد ایک ہزار پونڈ کی رقم تمہارے گھر بھیج دی جائے گی۔"

بلی کا دماغ عرش معلیٰ پر پہنچا ہوا تھا۔ آج اپنی زندگی میں پہلی بار اس نے یہ اہمیت حاصل کی۔ کہ پولیس کا معتمد بن کر اپنے نامی مجرموں کو تلاش کرنے چلا۔

اس نے کارڈ جیب میں رکھ لیا۔ اور مودبانہ سلام کر کے جا رہا تھا۔ کہ فالمتھ نے پھر روکا۔

"دیکھو کبھی کسی موقعہ پر میری امداد درکار ہو۔" اس نے کہا "تو اس جگہ خبر پہنچانا۔ میرے نائب فوراً اس کی اطلاع مجھے بھیج دیں گے۔ جاؤ شب بخیر۔"

اور پرچے کا ذرا سا مگر بیش قیمت ٹکڑا واسکٹ کی جیب میں رکھے اتراتا بلی ہوا میں پھرتا ہوا اسکاٹ لینڈ یارڈ کی عمارت سے باہر نکلا۔

۲

جس روز لندن میں اتنے عجیب و حیرت خیز واقعات پیش آنے تھے۔ اس صبح کو

مینفرڈ معمول سے بہت سویرے اُٹھا۔

دن بہت روشن اور صاف تھا مینفرڈ جو کارنابی سٹریٹ والے مکان پر ہی سویا تھا علی الصباح اٹھا۔ اور چھت پر جاکر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

ہموار چھت پر ایک موٹا سا کمبل بچھائے وہ اوندھا لیٹ کر کہنیاں ٹیکے۔ سر کو دونو ہاتھوں کا سہارا دیئے حسرت سے دیکھ رہا تھا صبح کی شفاف روشنی اس کے مضبوط چہرہ کو خلاف معمول زرد اور اترا ہوا دکھاتی تھی۔ داڑھی میں چھپی ہوئی سپید لٹیں صاف نظر آتی تھیں۔ اپنی عمر میں آج پہلی مرتبہ وہ اتنا ملول و محزون تھا کہ شاید کبھی نہ ہوا ہوگا

اتنے میں گونسالز اوپر آگیا۔ مگر اپنی محویت میں مینفرڈ کو اس کا بھی علم نہیں ہوا۔

آخر جب گونسالز نے انگلی سے چھُوا۔ تو وہ چونک گیا۔

"کیوں کیا بات ہے؟" گونسالز نے نرم آواز میں پوچھا۔

مینفرڈ نے مایوسانہ سر ہلایا۔ نہایت پھیکا تبسم اس کے چہرہ پر نمودار تھا۔ مگر وہ بھی فکر کے گہرے آثار نہ مٹا سکا۔

"کیا اسی چوری کے مسئلہ پر غور کر رہے ہو؟"

مینفرڈ نے سر ہلایا۔ پھر کہا۔

"نہیں۔ جتنے واقعات ہمیں آج تک پیش آئے ہیں۔ ان میں کبھی کسی موقعہ پر ایسی پریشانی لاحق ہوئی تھی؟"

اس کی آواز دبی ہوئی اور کمزور تھی۔ گونسالز نے تھوڑی دیر اس کی طرف دیکھا۔ پھر کہا۔

"ایک بار... یاد ہوگا۔ وارسا میں اس عورت کا واقعہ۔ بظاہر آسان مگر درپردہ کتنا مشکل ثابت ہوا تھا۔ یکے بعد دیگرے اتنی مشکلیں حائل ہوئیں کہ مایوس ہوجانا پڑا... وہی حالت اب ہے۔"

"نہیں، ہرگز نہیں" میںفرڈ نے دفعتاً جوش میں بھر کر کہا۔ "بھائی کیوں مایوس ہوتا ہو؟ کاشیوہ نہیں۔ ہم ضرور کامیاب ہوں گے۔"

وہ ہینگتا ہوا چوبدوارہ تک گیا جس کے بعد دونو نچلے کمرہ میں اتر گئے۔

"پیٹری کہاں ہے؟" گونسالز نے چاروں طرف دیکھ کر پوچھا۔

"سوتا ہے۔"

وہ تجربہ گاہ کی طرف ہو لئے۔ لیکن میںفرڈ کا ہاتھ ابھی دروازہ پر تھا کہ سیڑھیوں پر تیز چاپ سنائی دی۔

"کون!" میںفرڈ نے گھبرا کر آواز دی۔ اور اس کے جواب میں کسی نے سیٹی بجائی۔

وہ دوڑ کر پیچھے گیا۔ اس جگہ پاپیکرٹ کھڑا تھا۔ مگر کس حالت میں . . .

گرد و غبار سے اٹا ہوا۔ صورت مضمحل۔ داڑھی کے بال سوئیوں کی طرح نکلے ہوئے۔

"کیوں؟" میںفرڈ نے پوچھا۔

"اوپر چلو۔" پاپیکرٹ نے جواب دیا۔

زینہ چڑھتے ہوئے دونو خاموش تھے۔ گفتگو کا آغاز آخر اس وقت ہوا۔ جب تینوں بیٹھک میں بیٹھ گئے۔ تب پاپیکرٹ بولا۔

"معلوم ہو گیا۔" اس نے لہجہ یاس میں کہا۔ "قدرت آپ ہر تا ہیں ہماری مخالفت پر آمادہ ہے۔" اس نے ٹوپی اُتار کر کینے میں پھینک دی اور خود اندازکسل سے کرسی پر جھک گیا۔ "وہ جس نے پاکٹ بک نکالی تھی۔ اب پولیس کی حراست میں ہے۔ ایک پرانا گرہ کٹ جس کا یہی پیشہ ہے۔ لیکن ہماری بدقسمتی کہ اس نے جب قینچی چلائی۔ تو پولیس دیکھ رہی تھی۔ گرفتاری کے بعد جامہ تلاشی ہوئی۔ تو پاکٹ بک بھی نکلی۔ عین ممکن تھا۔ اس کو ردی سمجھ کر پھینک دیا جاتا۔ مگر ایک ہوشیار سپاہی نے سب کام بگاڑ دیا۔

"آپ سے رخصت ہو کر میں پہلے گھر گیا۔ پھر کپڑے بدلے۔ اور ڈاؤننگ سٹریٹ

کو ہو لیا۔ اس جگہ بے شمار خلقت بازار کے ناکے پر جمع تھی۔ میں بھی شامل ہو گیا۔ یہ معلوم ہی تھا کہ فالمتھ یہیں ہے۔ اور میں یہ بھی جانتا تھا کہ اگر کوئی بات ظاہر ہوئی۔ تو اس کی اطلاع سب سے پہلے فالمتھ کو دی جائے گی۔ یہ خیال کسی طرح سختی سے ذہن نشین ہو چکا تھا کہ چور پیشہ ور ہے۔ خطرہ محض اس صورت میں تھا کہ پلیس اس کو گرفتار کر لے۔ میں انتظار ہی کر رہا تھا۔ کہ ایک موٹر دھڑدھڑاتی ہوئی آئی۔ اور ایک سپاہی بڑے اضطراب کی حالت میں اترا۔ ادھر وہ فالمتھ سے ملنے گیا۔ ادھر میں نے اپنے لئے کرایہ کی موٹر تلاش کی۔ چنانچہ وہ جب کوتوالی گئے تو میری موٹر ان کے پیچھے تھی۔ میں نے احتیاطاً درمیانی فاصلہ بہت رکھا۔ کیونکہ ایسی حالت میں نظر آنا شک کا باعث ہوتا۔ بہرحال مجھ کو معلوم تھا۔ وہ لوگ کہاں جائیں گے۔ جس بازار میں اس حصہ کی کوتوالی ہے۔ اس کے سرے پر میں نے موٹر چھوڑ دی۔ اور پیدل اس طرف روانہ ہو۔ اندازہ صحیح نکلا۔ فالمتھ کی موٹر دروازہ پر کھڑی تھی۔

"کسی طرح میں بھی اندر چلا گیا۔ ڈر تھا قیدی سے حوالات میں باتیں ہوں گی۔ مگر خوش قسمتی کہ وہ اسے دفتر میں لے آئے۔ میں نے فالمتھ، سپاہی اور چور تینوں کو ایک نظر دیکھا آخر اللہ کیا دانے طبقہ کا منحنی سا آدمی تھا۔ آنکھیں چلتی ہوئی۔ جبڑا کشادہ ..." لیون سے "نہ بس یہ وقت آپ کے سوالات کا نہیں ہے۔ قیافہ شناسی پھر کیجئے گا۔ میں نے تو محض اس نیت سے دیکھا تھا کہ صورت یاد رہے۔

"خیر اس ایک ثانیہ کے عرصہ میں۔ میں نے فالمتھ کے غصہ اور قیدی کی پریشانی سے معلوم کر لیا۔ کہ وہ ہماری شناخت سے معذوری بیان کرتا ہے ..."

"!! شکر ہے ..." یہ مینفرڈ کی آواز تھی جس نے اب پہلی مرتبہ اطمینان کا اظہار کیا "لیکن میں پورا یقین چاہتا تھا" پائیکرٹ نے کہا "بس اتنا دیکھ کر باہر آ گیا۔ مگر بازار میں پہنچا ہی تھا کہ موٹر کی آواز پھر آئی۔ وہی فالمتھ کی موٹر تھی۔ مگر اب اس میں دو آدمی تھے۔ ایک فالمتھ دوسرا وہی چور۔ میں سمجھ گیا۔ اس کو سکاٹ لینڈ یارڈ لئے جاتے ہیں

"معاملہ کی تہ تک پہنچنے کے لئے میں پیدل ہی پیچھے ہولیا۔ یہ معلوم کرنا ضروری تھا۔ کہ خفیہ پولیس اس آدمی سے کیا کام لینا چاہتی ہے۔ وہ دونو مجھ سے بہت پہلے اندر جاچکے تھے۔ میں باہر اندھیرے میں کھڑا ہوگیا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد چور نکلا۔ مگر اب اکیلا اور مطمئن تھا۔ میں نے دیکھا اس کے چہرہ پہ اطمینان و مسرت کے آثار نمودار تھے۔ ایک لمحہ پھاٹک پر ٹھیر کر وہ ساحل دریا کی طرف ہولیا۔ میں بھی اس کے پیچھے تھا۔۔"

"مگر اس کا ضرور اطمینان کرلیا ہوگا۔ کہ پولیس کا کوئی آدمی اس کے ساتھ نہیں" گونسا نے احتیاطاً کہا۔

"اوہ۔ اس کا میں ہر طرح اطمینان کرچکا تھا" پالیکٹ نے جواب دیا۔ "تعاقب سے پہلے میں نے کوئی احتیاط نظر انداز نہیں کی۔ میرا خیال ہے۔ پولیس نے قصداً اکیلا بھیجا تھا کہ شبہ پیدا نہ ہو۔ ہوٹل کی سیڑھیوں پہ پہنچکر وہ ٹھیرا اور مضطربانہ دیکھنے لگا۔ گویا نہیں جانتا کیا کرے۔ میں اسی موقعہ کا منتظر تھا۔ تیز چل کر پہلے نکل گیا۔ پھر جیب میں ہاتھ ڈالے اس کو ٹٹولتے ہوئے پیچھے مڑا۔ ایک بجھا ہوا سگار میرے منہ میں تھا۔

"ماچس ہے؟" میں نے اس سے کہا۔

"جی ہے" اس نے جواب دیا۔ اور ڈبیہ نکال کر میرے ہاتھ میں دیدی۔

"میں نے تیلی نکال کر سگار جلایا مگر جلتی ہوئی دیا سلائی کو قصداً بہت دیر ہاتھ میں پکڑے رکھا کہ وہ میری صورت دیکھ لے۔"

"خوب!" میںفرڈ نے داد دی۔

"اس سے دو فائدے تھے پہلا رفع شک۔ دوسرا اسکی صورت دیکھنا چھپی نظروں سے میں نے بغور اسکی طرف دیکھا مگر کیا مجال اس کے چہرہ پہ ذرا حیرت و بے تابی ظاہر ہوئی ہو۔ معلوم ہوتا تھا۔ اس نے بالکل نہیں پہچانا۔ میں نے کچھ گفتگو شروع کردی۔ اور تھوڑی دیر وہیں کھڑے باتیں کرتے رہے۔ اس کے بعد اکٹھے بلیک فرائرز کی سمت

میں چل دیئے۔ دریا کے پل سے گذرتے ہوئے۔ موسم۔ افلاس و اخبارات ۔ ایسے عامیانہ مسائل پر باتیں ہوئیں۔ پل کے سرے پر چھوٹا سا قہوہ خانہ ہے۔ وہاں پہنچ کر میں نے دوسری چال سوچی۔ یعنی اپنے ساتھی کو ایک پیالی قہوہ کی دعوت دی جو اس نے منظور کر لی۔ مالک دوکان نے دو پیالیاں رکھ دیں تو میں نے ایک پونڈ نکالا۔ مگر قہوہ خانہ کے مالک نے سر ہلا کر کہا۔ باقی نہیں ہے۔ پھر میرے ساتھی کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا۔ آپ کے پاس ہوگی۔

"کچھ شبہ جواب تک میرے دل میں باقی تھا۔ اس وقت جاتا رہا۔ اس نے بھی جیب سے ایک پونڈ نکالا۔ اور دکھا کر کہنے لگا۔ افسوس میرے پاس بھی ریزگاری نہیں ہے۔ خیر میں نے دو پینس نکال کر قیمت چکا دی۔ مگر اس واقعہ نے اور زیادہ فکر میں ڈال دیا۔ اس پونڈ کے معنی یہ تھے کہ ضرور اس نے پولیس کو کچھ واقفیت مہیا کی ہے۔ مگر سوال پیدا ہو گیا۔ کیا؟ یہ تو ناممکن تھا۔ اس کو حلیہ معلوم ہو۔ کیونکہ ہوتا تو فوراً پہچان لیتا۔ پہلے نہ سہی کاؤ شاپ کی تیز روشنی میں تو کوئی بات مزاحم نہ تھی۔ ان خیالات سے پہلے تو اطمینان ہوا۔ مگر فوراً ایک سرد لہر سینہ اور ریڑھ میں اترتی معلوم ہوئی۔ کیا عجب پہچان گیا ہو۔ مگر اس عیاری سے جو ہر چور کی فطرت میں داخل ہوتی ہے۔ مجھے اس وقت تک باتوں میں لگائے رکھنا چاہتا ہو جتنے کہ ذریعہ امداد پیدا ہو جائے۔"

اتنا حال بیان کر کے پاکٹ دم لینے کے لئے رکا۔ پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر چھوٹی سی شیشی نکالی اور اسے منہ پر رکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"اس ایک ثانیے کے عرصہ میں۔ کہ یہ شک میرے دل میں پیدا ہوا۔ اس کی زندگی تار عنکبوت سے لٹکی ہوئی تھی۔ ذرا تصدیق ہوتی تو اس کا خاتمہ تھا۔ لیکن نہیں۔ شبہ جس تیزی سے پیدا ہوا تھا۔ اسی طرح جاتا رہا۔ اس جگہ آتے ہوئے ہم تین سپاہیوں کے پاس ہو کر گذرے تھے۔ وہ اگر پکڑوانا ہی چاہتا۔ تو کیوں رکتا؟

یکایک قہوہ کی پیالی خالی کر کے میز پر رکھتے ہوئے اس نے کہا "لیجئے میں اب چلتا ہوں۔"

"آہ!" میں نے کہا "مجھے بھی چلنا چاہیئے۔ کل کئی ایک کام کرنے ہیں"

"وہ میری طرف دیکھ کر مسکرایا۔ پھر بولا "کام مجھ کو بھی بہت ہیں مگر کہہ نہیں سکتا نہیں کر سکوں گا یا نہیں۔"

"کافی شاپ سے نکل کر ہم سڑک پر آ گئے تھے۔ بازار کے سرے پر بجلی کے کھمبے کے پاس کھڑے ہو گئے۔

"میرے لئے اصلی واقفیت حاصل کرنے کو جس کی سب سے زیادہ ضرورت تھی بہت کم وقت باقی تھا۔ گہری چالیں چل سکیں۔ اب جرات درکار تھی۔ سیدھا معاملہ کی طرف آتے ہوئے میں نے کہا۔ کیوں۔ دوست۔ چار منصف آدمیوں کی تازہ خبر کیا ہے؟"

"وہ رخصت ہونے کو مڑ چکا تھا۔ مگر الفاظ سنتے ہی رک گیا اور میری طرف گھور کر کہنے لگا "میں نہیں جانتا۔ آپ کو معلوم ہو۔ تو فرمائیے۔"

"میرے لئے اس کو باتوں میں لگا کر چاروں کے حلیہ تک لے جانا دشوار نہ تھا۔ معلوم ہوا وہ ان کے متعلق ہر طرح کی معلومات حاصل کرنے کو بیتاب ہے۔ مگر اس کی سب سے بڑی خواہش ایک ہزار پونڈ کا سرکاری انعام حاصل کرنے کے لئے تھی

"اسی محویت میں آگے جھک کر اپنی میلی انگلی دو بار میری چھاتی تک لگاتے ہوئے اس نے اپنی معلومات کو فرضیات کے پردہ میں بیان کرنا شروع کیا۔"

پائیگرٹ ہنسا۔ مگر اس کی ہنسی میں وہ غنودگی شامل تھی۔ جو شب بیداری کو لازمہ ہوتی ہے۔

"آپ سمجھے ہوں گے وہ کس استادی سے میرے خیالات جاننے کی کوشش کر رہا تھا۔" اس نے بیان جاری رکھتے ہوئے کہا "مگر وہ ایک بدنصیب جاہل اپنے

اصلی عندیہ کو مجھ سے چھپانے میں کیسے کامیاب ہوتا؟ البتہ میں نے جان لیا کہ مارکس اس کا نام ہے۔ اور وہ اپنے زعم میں یہ سمجھے ہوئے ہے کہ ہم میں سے ایک کو کسی نہ کسی طرح پہچان لے گا۔ اسی امید پر پولیس نے اس کو کل تک کے لئے آزاد کر دیا ہے۔ اور اس بات کی چھٹی دیدی ہے کہ لندن کے ہر حصہ میں پھر کر ہم کو تلاش کرے۔"

"خوب! کام معقول ہے" میبفرڈ نے ہنس کر کہا۔

"مگر سنئے تو" پائیکرٹ نے سنجیدگی سے کہا "انجام دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ وہاں سے ہم جدا ہو گئے۔ اور میں مغرب کی طرف چلا۔ مجھے اس کی باتوں سے پورا یقین ہو گیا تھا۔ کہ اب ہم محفوظ ہیں میں سیدھا کاونٹ گارڈن مارکیٹ کو ہو لیا۔ کیونکہ لندن میں وہی ایسا مقام ہے۔ جہاں کسی آدمی کو رات کے چار بجے پھرتا دیکھ کر بھی شبہ پیدا نہیں[۱] ہوتا۔

میں اس جگہ کے مختلف نظارے دیکھتا مزے سے چل رہا تھا۔ کہ ناگاہ کسی ضرورت سے پیچھے کی طرف دیکھا۔ اور اس وقت ... جانتے ہو کیا نظر آیا؟ یہ کہ مارکس قدم قدم میرے پیچھے چلا آتا ہے! وہ اس واقعہ سے کھسیانا ہو گیا۔ پہلے مسکرایا۔ پھر میرے سوال کا انتظار کئے بغیر خود ہی وہاں آنے کے متعلق کوئی فرضی قصہ بیان کرنے لگا میں نے اس بیان کو بلا عذر مان لیا۔ مگر دل بڑے زور سے دھک دھک کر رہا تھا۔ رات میں دوسری بار میں نے اسے قہوہ پینے کی دعوت دی۔ اس نے پہلے تامل کیا۔ پھر راضی ہو گیا۔ مگر قہوہ جب لایا گیا۔ تو وہ اپنی پیالی اٹھا کر مجھ سے بہت دور جا بیٹھا۔ اب مجھ کو پورا یقین ہو گیا کہ مارکس جیتا۔ اور ہم ہار گئے۔ غور کیجیے میں جو اپنے آپ کو اتنا دور اندیش سمجھتا ہوں۔ ایک معمولی جیب کی فراست جاننے میں غلطی کر گیا۔ کچھ شک نہیں وہ شروع میں ہی مجھ کو پہچان گیا تھا۔ مگر اپنی عیاری سے میرے دل

---

[۱] اس لئے کہ سبزی ترکاری اور پھول والوں کی منڈی ہے۔

میں ذرا شک پیدا نہ ہونے دیا۔"

"مگر کیوں اس نے ... ؟" مینفرڈ کہنے لگا۔

"یہی میں بھی سوچتا تھا" پائیکرٹ نے جواب دیا۔ "کیوں اس نے فوراً مجھ کو گرفتار نہ کرا دیا؟" وہ گونسالز کی طرف مڑا۔ جو چپ چاپ بیٹھا دیکھ رہا تھا۔ "کیوں لیون تمہارے نزدیک اصلی وجہ کیا ہوگی؟"

"محض ایک" گونسالز نے آہستہ سے جواب دیا۔ "وہی جس سے ٹیری نے افشائے راز میں تامل کیا تھا۔ یعنی لالچ۔ میرے دوست۔ حرص۔ طمع۔ لالچ جسے موجودہ تہذیب کی دوسری زبردست طاقت کہا جاتا ہے۔ کون ہے جس کا سینہ اس سے خالی ہوگا؟ معلوم ہوگیا اس کے دل میں انعام کی نسبت کچھ شک پیدا ہو چکا تھا۔ وہی شک جو ہر مجرم کے دل میں پولیس کی ایمانداری کے متعلق ہوا کرتا ہے۔ وہ اپنی طاقت مضبوط کرنے کو گرفتاری سے پہلے گواہ پیدا کرنا چاہتا تھا۔"

وہ اٹھا۔ اور دیوار کے پاس جا کر۔ اپنا کوٹ جو وہاں لٹکا ہوا تھا پہنا۔ احتیاط کے ساتھ سارے بٹن بند کئے۔ صاف چہرہ پہ ہاتھ پھیرا۔ پھر وہ شیشی جسے پائیکرٹ نے میز پر رکھا تھا۔ جیب میں ڈال لی۔

"اس کا پتہ؟" پائیکرٹ سے سوال کیا۔

اس نے اشارہ سے جواب دیا "معلوم ہے۔"

"کس جگہ؟"

"... ریڈ کراس سٹریٹ۔ بورو۔ ایک ادنیٰ سرائے میں رہتا ہے"

گونسالز نے پنسل لے کر اخبار کے خالی حصہ پہ سر کا خاکہ تیار کیا۔ اور "ایسا ہے؟" پائیکرٹ سے پوچھا۔

اس نے تصویر کو غور سے دیکھا۔ پھر حیرت زدہ ہو کر کہنے لگا۔

"ٹھیک ایسا۔ تم نے اسے دیکھا ہے؟"

"نہیں" گونسالز نے جواب دیا۔ "مگر ایسے آدمی کا سر ایسا ہونا چاہیئے۔"

وہ باہر جا رہا تھا۔ مگر دروازے تک جا کر ٹھہر گیا۔

"سوچ لیجئے۔ ضروری ہے؟"

فقرہ نیم استفہامی انداز میں مینفرڈ سے کہا گیا تھا۔

مینفرڈ بارڈو لیپائے بھویں سکوڑے فرش زمین کو دیکھ رہا تھا۔

جواب میں اس نے ہاتھ نکالا۔ اور مٹھی بند کی۔

گونسالز نے دیکھا اس کا انگوٹھا نیچے جھکا ہوا تھا۔

اشارہ پلتے ہی وہ رخصت ہو گیا۔

۳

بلی بے چارے کو بڑی مشکل کا سامنا ہوا۔

وہ جب چار منصف آدمیوں کی گرفتاری کا وارنٹ لیکر اسکاٹ لینڈ یارڈ سے نکلا تو نہیں جانتا تھا کھوئے ہوئے شکار کی تلاش میں کہاں جائے اور کدھر ڈھونڈے مگر قسمت کبھی چوروں پر بھی مہربان ہو سکتی ہے۔ پندرہ منٹ چلنے کے بعد تقدیر نے جس آدمی کو اس کی راہ میں ڈالا۔ وہی تھا جس سے ملنے کی اسے واحد آرزو تھی۔

آدمی کا خاصہ ہے کہ وہ چیز جس کی تلاش ہو مل جائے تو تھوڑی دیر کشمکش و پیچ میں پڑ جاتا ہے۔ پائیکرٹ سے ملتے ہی بلی کے دل نے کہہ دیا تھا تیرا شکار ہاتھ میں ہے مگر وہ شک جو ہر یقین کا لازمہ ہے یہ کہہ کر مزاحم ہوا کہ خبردار غلطی نہ ہو جائے۔ عمل سے پہلے سوچ لازم ہے۔ تجربہ نے اس کو سکھا دیا تھا کہ کوئی کام جلدی میں نہ کرنا چاہیئے۔

وہ اگر چاہتا تو فالسٹھ کا رقعہ دکھا کر، پہلے سپاہی کے ہاتھوں جو رستہ میں ملا۔ پائیکرٹ کو گرفتار کرا سکتا تھا۔ مگر ایک سے زیادہ خیالات نے اسے روک دیا۔ اول شبہ

جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ دوم احتمال اس بات کا۔ کہ گرفتار کنندہ شریک انعام ہونے کا دعوےٰ نہ کرے اور تیسرے وہ مسرت موہوم۔ جو بلی کو چوہے کے شکار سے پہلے ہوا کرتی ہے۔

ان میں سے پہلی رکاوٹ جلدی مٹ گئی۔ پائیکرٹ فن کیمیا کا شائق تھا۔ طرح طرح کی بدبودار دوائیں اور سیال ملانے اور خطرناک تیزابوں اور مصالحوں سے کام لینے کے باعث اس کے داہنے ہاتھ پر بدنما داغ پڑ گئے تھے۔ یہ داغ بلی نے اس کی جیب کاٹتے وقت ہی دیکھ لئے تھے اور انہی کی بنا پر وہ اس کو گرفتار کرنے کی امید رکھتا تھا۔

یہ بات کہ وہی داغ اس آدمی کے ہاتھ پر موجود تھے جس نے اس نے دیاسلائی کی ڈبیہ دی۔ رفع شک کے لئے کافی تھی۔ احتمال تقسیم بھی شاید رفع ہو جاتا۔ مگر تیسرا عنصر ... ہائے رے فطرت انسانی کی کمزوری!

پھر ایک چوتھی وجہ اور تھی جو ان تینوں کے بہت دیر بعد پیدا ہوئی۔ بلی چور تھا اور چوروں کا استاد۔ اس وقت جب پائیکرٹ نظروں کے سامنے تھا۔ اور اس کی عداوت کا یقین دل میں۔ ایک سادہ سا سوال جو کسی چھوٹے بچہ کے لئے بھی مشکل نہیں ہو سکتا پیدا ہو گیا۔ یعنی ایک منصف آدمی کی گرفتاری کا انعام اگر ایک ہزار پونڈ ہو۔ تو چار کا کیا ہو گا؟ قاعدہ ارجہ کا معمولی سوال جسے ایک کمسن طالب علم بھی حل کر سکتا ہے۔ اس خیال نے جو آخر میں پیدا ہونے کے باوجود پہلے تینوں پر غالب تھا۔ رہی سہی لٹیا ڈبو دی۔

کیونکہ بلی کو اصلی مشکل کا سامنا اس وقت ہوا۔ جب دوسری ملاقات کے بعد اس کا شکار نامعلوم طریقہ پر آن واحد میں جل دے کر نکل گیا۔ دونو باتیں کرتے ہوئے بازار میں چلے جاتے تھے۔ کہ دفعتاً ایک عالی شان ہوٹل کے دروازہ پر ٹھیر کر پائیکرٹ نے کہا۔

"تم ایک لحظہ انتظار کرو۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

اس کے بعد بلی کو انتظار کرتے کئی لمحے گذر گئے، مگر پاکیٹ کو واپس نہ آنا تھا، نہ آیا۔ ہاتھ آئے شکار کا بچ جانا ایک ایسا معاملہ تھا جس پر غور کرنے کا اسکو خیال ہی نہیں آیا مگر جب انتظار کے لمحوں نے طول کھینچا۔ جب بلی کو راہ تکتے پاؤ گھنٹہ گذر گیا اور اس کا دوست باہر نہ نکلا تو دل بے اختیار سینہ کے اندر بیٹھنے لگا۔ اب پہلی بار اس کا ماتھا ٹھنکا کہ شکار ہاتھ سے نکل گیا اور اب اس کے پھر قابو آنے کی کوئی امید نہیں۔

اس نے بازار میں چاروں طرف دیکھا۔ دور و نزدیک کوئی سپاہی نظر نہ آتا تھا۔ فقط ہوٹل کی ڈیوڑھی میں ایک وردی پوش نوکر پیتل کے پرزے صاف کر رہا تھا۔ اپنی حالت سے زیادہ معاملہ کی اہمیت کو مدنظر رکھ کر۔ استاد بلی اس کام پر آمادہ ہو گیا۔ جس کی عام حالات میں شاید وہ جرأت نہ کر سکتا۔

جی کڑا کر کے ڈیوڑھی میں داخل ہوا۔ مگر دربان نے نہیں دیکھا بلی نے اظہار اہمیت کے لئے کھنکار لگائی۔ دربان مڑا۔ مگر اس کے پھٹے ہوئے کوٹ اور میلے بدنما چہرہ کو دیکھ کر بھویں اٹھالیں۔ پھر جھاڑن رکھ کر کڑے لفظوں میں کہنے لگا۔

"کیوں۔ کیا ہے؟"

"سنو بھائی، میں دراصل ..." بلی نے مصالحانہ لہجہ میں کہنا شروع کیا۔

مگر اس سے پہلے کہ فقرہ ختم ہوتا۔ ہوٹل کے نوکر نے گریبان سے پکڑ کر زور سے دو چار جھٹکے دیے۔ پھر پیچھے موڑ کر اس زور کی ٹھوکر دی کہ استاد بلی ہوا میں اڑ کر دروازہ کے باہر جا رہے اور یہ الفاظ پیچھا کرتے سنائی دیئے۔

"چل۔ جا! بدمعاش۔ اٹھائی گیرا"

بلی کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اپنا سا منہ لیکر چل دیتا۔ مگر حضرت ایسے سلوک کے دہرینہ عادی تھے۔ اٹھے اور کپڑے جھاڑتے ہوئے حتی الوسع انداز وقار اختیار کر کے اب کی بار دروازہ ہی سے کہنے لگے۔

بیوقوف ہیں پولیس کا آدمی ہوں تم نے بے خبری میں جو سلوک کیا ہے۔ خیر اس کے لئے معاف کرتا ہوں۔ مگر اب کچھ مزاحمت کروگے۔ تو یاد رکھو برا ہوگا۔"

اور یہ کہتے ہوئے جیب سے فالمتھ کا کارڈ نکال کر پیش کیا

کارڈ پر سپرنٹنڈنٹ فالمتھ سی۔ آئی۔ ڈی کا نام پڑھ کر دربان کی روح خشک ہو گئی۔ اخلاق مجسم بن کر کہنے لگا۔

"معاف کیجیے۔ مجھ کو معلوم نہ تھا کہ آ۔۔۔"

مگر لفظ آپ اس کے گلے تک آ کر رہ گیا۔ بلی کی منحوس صورت دیکھ کر یقین نہ آتا تھا۔ کہ یہ شخص سکاٹ لینڈ یارڈ کا نامی جاسوس فالمتھ ہوگا۔۔۔

یا شاید ہو جس صورت میں اس نے بھیس بدلنے میں کیا ہی کمال پیدا کیا ہے!

"سنو" بلی نے گیدڑ کا پروانہ واپس لیتے ہوئے کہا "میں اس آدمی سے ملنا چاہتا ہوں۔ جو تھوڑی دیر ہوئی یہاں آیا تھا۔"

دربان حالت اضطراب میں سر کھجانے لگا۔

"کچھ معلوم ہو وہ کس نمبر کے کمرہ میں رہتا ہے؟" اس نے پوچھا۔

"تم نمبر کی بحث چھوڑو۔" بلی نے جلدی سے کہا "اور یہ بتاؤ ہوٹل سے باہر جانے کا کوئی رستہ پچھلی طرف بھی ہے؟ یعنی اگر کوئی آدمی اس پھاٹک کو چھوڑ کر اور رستہ سے باہر جانا چاہے تو کیا جا سکتا ہے؟"

"کیوں نہیں" دربان نے جواب دیا۔

بلی کے منہ سے کراہنے کی آواز نکلی۔

"خیر آؤ۔ میں وہ رستہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ جو پچھلی طرف واقع ہے" آخر کار اس نے کہا اور دربان اس کے آگے ہولیا۔

عمارت کے پچھواڑے ایک چھوٹا سا دروازہ شاگرد پیشہ کے لئے بنا ہوا تھا دکاندار

کے نوکر اسی راہ سے سامان دینے آتے تھے۔ باہر گلی میں ٹھٹھکی کھڑا ہو کر جھاڑ دے رہا تھا اس سے یلی کو وہ اطلاع ملی جس کا بہت کھٹکا تھا۔ معلوم ہوا کئی منٹ پہلے اسی حلیہ کا آدمی اس دروازہ سے نکل کر بس اسٹینڈ کی طرف گیا۔ اور ناکہ پر پہنچ کر ایک کرایہ کی گاڑی میں سوار ہو گیا۔ جو اتفاقاً گذر رہی تھی۔

مایوس وملول۔ درماندہ ودل خستہ یلی جب ہوٹل سے نکلا تو اپنے آپ کو صدا کو دے رہا تھا۔ نادان یہ تیری طمع کا انجام ہے۔ نہ زیادہ لالچ میں پھنستا نہ ہزار پونڈ کی رقم سے ہاتھ دھوتا۔ ساحل کی طرف جاتے ہوئے وہ کونسی گالی تھی۔ جو اس نے اپنے لئے استعمال نہیں کی۔

دونوں ہاتھ پتلون کی جیبوں میں ڈالے۔ افسردگی سے سر جھکائے۔ دریا کے ساتھ ساتھ چلتا۔ وہ رات کے عجیب وحیرت خیز واقعات پر غور کرتا ہوا رہ رہ کر اپنی حماقت پر سر دھنتا تھا۔ ہا ہا ایک گھنٹہ اسی حالت میں پریشان پھرتا رہا۔ اور آخر اس وقت امید نے جو مایوسوں۔ مجبوروں، درماندوں کا آخری سہارا ہے۔ کچھ ڈھارس دی۔ سوچا بیوقوفی ضرور ہوئی۔ مگر بگڑا کچھ نہیں۔ حلیہ معلوم ہی ہے۔ اگر پہلے بغیر اس کے پا لیا تھا۔ تو اب تلاش کرنا کیوں دشوار ہوگا۔ اور پھر اس کے علاوہ اگر پولیس نے میرے بتائے ہوئے حلیہ کی بنا پر خود بھی اس کو گرفتار کیا۔ تو پورا نہ سہی۔ کچھ نہ کچھ انعام ضرور مل رہیگا۔

مگر اب ایک سوچ اور پیدا ہوئی۔ بفالمتہ سے کیا منہ لے کر ملوں۔ اور اس سے کیا کہوں؟ جب اس کو معلوم ہوا۔ کہ میں رات کم مجرم کے ساتھ ساتھ پھرتا رہا۔ اور اس کو گرفتار نہ کر سکا۔ تو اول میری بات کا یقین ہی نہ آئے گا۔ اور آگیا تو اس کا غصہ!... الامان۔ روئی کی طرح تو مجھے دھن دے گا!

دفعتاً ایک بالکل ہی نیا خیال اس کے دل میں پیدا ہوا۔ آخر کیا بات تھی کہ سکاٹ لینڈ یارڈ سے نکلتے ہی میری اس آدمی سے ملاقات ہوئی۔ جس کی مجھ کو تلاش تھی! کہیں ایسا

"بیوقوف۔ میں پولیس کا آدمی ہوں۔ تم نے بے خبری میں جو سلوک کیا ہے۔ بخیر اس کے لئے معاف کرتا ہوں۔ مگر اب کچھ مزاحمت کروگے۔ تو یاد رکھو برا ہوگا۔"

اور یہ کہتے ہوئے جیب سے فالمتھ کا کارڈ نکال کر پیش کیا

کارڈ پر سپرنٹنڈنٹ فالمتھ سی۔آئی۔ڈی کا نام پڑھ کر دربان کی روح خشک ہو گئی۔ اخلاق مجسم بن کر کہنے لگا۔

"معاف کیجیے۔ مجھ کو معلوم نہ تھا کہ آ..."

مگر لفظ آپ اس کے گلے تک آکر رہ گیا۔ بلی کی منحوس صورت دیکھ کر یقین نہ آتا تھا۔ کہ یہ شخص سکاٹ لینڈ یارڈ کا نامی جاسوس فالمتھ ہوگا...

یا شاید ہو۔ جس صورت میں اس نے بھیس بدلنے میں کیا ہی کمال پیدا کیا ہے!

"سنو" بلی نے گیدڑ کا پروانہ واپس لیتے ہوئے کہا "میں اس آدمی سے ملنا چاہتا ہوں۔ جو تھوڑی دیر ہوئی یہاں آیا تھا۔"

دربان حالت اضطراب میں سر کھجانے لگا۔

"کچھ معلوم ہو وہ کس نمبر کے کمرہ میں رہتا ہے؟" اس نے پوچھا۔

"تم نمبر کی بحث چھوڑو۔" بلی نے جلدی سے کہا "اور یہ بتاؤ ہوٹل سے باہر جانے کا کوئی رستہ پچھلی طرف بھی ہے؟ یعنی اگر کوئی آدمی اس پھاٹک کو چھوڑ کر اور رستہ سے باہر جانا چاہے تو کیا جا سکتا ہے؟"

"کیوں نہیں" دربان نے جواب دیا۔

بلی کے منہ سے کراہنے کی آواز نکلی۔

"خبر آؤ۔ میں وہ رستہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ جو پچھلی طرف واقع ہے" آخر کار اس نے کہا اور دربان اس کے آگے ہولیا۔

عمارت کے پچھواڑے ایک چھوٹا سا دروازہ شاگرد پیشہ کے لئے بنا ہوا تھا دکاندار

کے نوکر اسی راہ سے سامان دینے آتے تھے۔ باہر گلی میں گھنگی کھڑا ہو کر جھاڑ دے رہا تھا اس سے بلی کو وہ اطلاع ملی جس کا بہت کھٹکا تھا۔ معلوم ہوا کئی منٹ پہلے اسی حلیہ کا آدمی اس دروازہ سے نکل کر بائیں سٹرینڈ کی طرف گیا۔ اور ناکہ پر پہنچ کر ایک کرایہ کی گاڑی میں سوار ہو گیا۔ جو اتفاقاً گذر رہی تھی۔

مایوس وملول۔ واماندہ و دل خستہ بلی جب ہوٹل سے نکلا تو اپنے آپ کو صدا کو دے رہا تھا۔ نادان یہ تیری طمع کا انجام ہے۔ نہ زیادہ لالچ میں پھنستا نہ ہزار پونڈ کی رقم سے ہاتھ دھونا۔ ساحل کی طرف جاتے ہوئے وہ کونسی گالی تھی۔ جو اس نے اپنے لئے استعمال نہیں کی۔

دونوں ہاتھ پتلون کی جیبوں میں ڈالے۔ افسردگی سے سر جھکائے۔ دریا کے ساتھ ساتھ چلتا۔ وہ رات کے عجیب وحیرت خیز واقعات پر غور کرتا ہوا رہ رہ کر اپنی حماقت پر سر دھنتا تھا۔ ہما ایک گھنٹہ اسی حالت میں پریشان پھرتا رہا۔ اور آخر اس وقت امید نے جو مایوسوں۔ مجبوروں، درماندوں کا آخری سہارا ہے۔ کچھ ڈھارس دی۔ سوچا بیوقوفی ضرور ہوئی۔ مگر فکر کچھ نہیں۔ حلیہ معلوم ہی ہے۔ اگر پہلے بغیر اس کے پالیا تھا۔ تو اب تلاش کرنا کیوں دشوار ہوگا۔ اور پھر اس کے علاوہ اگر پولیس نے میرے بتائے ہوئے حلیہ کی بنا پر خود بھی اس کو گرفتار کیا۔ تو پورا نہ سہی۔ کچھ نہ کچھ انعام ضرور مل رہیگا۔

مگر اب ایک سوچ اور پیدا ہوئی۔ فالمتھ سے کیا منہ لے کر ملوں۔ اور اس سے کیا کہوں؟ جب اس کو معلوم ہوا۔ کہ میں رات کم مجرم کے ساتھ ساتھ پھرتا رہا۔ اور اس کو گرفتار نہ کرسکا۔ تو اول میری بات کا یقین ہی نہ آئے گا۔ اور آگیا تو اس کا غصہ!... الامان۔ روئی کی طرح تو مل کے دھر دے گا!

دفعتاً ایک بالکل ہی نیا خیال اس کے دل میں پیدا ہوا۔ آخر کیا بات تھی کہ سکاٹ لینڈ یارڈ سے نکلتے ہی میری اس آدمی سے ملاقات ہوئی۔ جس کی مجھ کو تلاش تھی! کہیں ایسا

تو نہیں ہے...؟ اور اس خیال کے آتے ہی بلی کے پیر تلے سے مٹی نکل گئی... کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ اس نے بھی مجھ کو پہچان لیا ہو؟ یعنی وہ جانتا ہو۔ کہیں لے ہی اسکی پاکٹ بک چرائی تھی اور مجھے قتل کرنے کو ہی قصداً آ کر ملا ہو۔

استاد بلی کی پیشانی ٹھنڈے پسینہ سے تر ہو گئی۔ ان قاتلوں کی چوکڑی جتنی بے رحم اور بے خوف تھی۔ وہ اسے معلوم ہی تھا۔ بالفرض...

اس نے بڑی کوشش سے خیالات کے اس سلسلہ جانگداز کو دل سے نکالا۔ اور سیدھا گھر جانے کے ارادہ سے ایک بازار کی طرف مڑا چاہتا تھا۔ کہ کیا دیکھتا ہے۔ ایک آدمی سامنے سے اس کی طرف چلا آ رہا ہے۔

بلی نے شک کی نظروں سے دیکھا۔ اجنبی کا ریش و بروت سے صاف چہرہ آثار شباب لئے ہوئے تھا۔ خط و خال تیکھے۔ رنگت سرخ۔ اور آنکھیں گہری نیلی اور بے چین تھیں۔ مگر پاس آنے سے معلوم ہوا۔ وہ پہلا اندازہ غلط تھا۔ واقعہ میں یہ شخص اتنا کمسن نہ ہوگا۔ جتنا معلوم ہوتا تھا۔ عمر اس کی چالیس سال سے کم نہ ہوگی۔ چہرہ پر رعب اور چال میں انداز تفخر موجود تھا۔

پاس آ کر ایک لمحہ اس نے بلی کو غور سے دیکھا۔ پھر وہ جب ان تیز آنکھوں کی تاب نہ لا کر ایک طرف کو ٹلا جاتا تھا۔ پہلے اشارہ سے روکا پھر کہا۔

"تمہارا ہی نام مارکس ہے؟"

"جی ہاں" بلی نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا۔ "آپ کون ہیں؟"

"میں خفیہ پولیس کا انسپکٹر میگراتھ ہوں۔ مسٹر فالمتھ سے ملے تم کو کتنی دیر ہوئی؟"

"جی۔ کل رات کے بعد پھر ملنے کا اتفاق نہیں ہوا" بلی نے قدرے حیرت سے جواب دیا۔

"خیر تو انہوں نے فوراً تم کو یاد کیا ہے۔ میرے ساتھ چلو۔"

"وہ اب کہاں ہیں؟"

"کننگٹن کی کوتوالی میں۔ صبح ایک آدمی گرفتار ہوا ہے۔ وہ تمہیں اس کی شناخت کے لئے بلاتے ہیں۔"

بلی کی رہی سہی امید پانی ہو کر بہ گئیں۔ دل سبسہ کی طرح سینہ میں بیٹھ گیا۔ گلوگیر لہجہ میں کہنے لگا۔

"کیوں جناب میں نے اگر اس کو شناخت کر لیا۔ تو انعام کا کچھ حصہ مجھ کو بھی ملیگا۔ یا نہیں؟"

"ضرور ملیگا" اجنبی نے جواب دیا۔

اور بلی کا خون پھر تیزی سے گردش کرنے لگا۔

"معاملہ چونکہ ضروری ہے اس لئے تم میرے ساتھ ہی چلو" اجنبی نے کہا "مگر احتیاطاً ہم دونوں الگ الگ رہیں گے۔ میں تمہیں کننگٹن تک درجہ اول کا ٹکٹ لے دوں گا۔ ساتھ والے ڈبہ میں بیٹھ جانا۔"

بلی نے دقارت سے گرسیدھی کی۔ پولیس سے مل کر یہ اہمیت تو حاصل ہوئی کہ درجہ اول میں سفر کرنے کے قابل ہو گیا۔

اجنبی اس گفتگو کے بعد چیرنگ کراس کی طرف مڑا۔ اور بلی بھی نئی امیدوں کے سہارے کئی طرح کے خواب دیکھتا۔ تھوڑے فاصلہ پر پیچھے پیچھے چل دیا۔

سٹیشن پر پہنچا۔ تو اجنبی پلیٹ فارم پر ٹہل رہا تھا۔ بلی کو دیکھ کر اس نے قصداً منہ پھیر لیا۔ چند منٹ بعد ایک ٹرین آکر ٹھہر گئی۔ اور بلی انسپکٹر میگرائتھ کے پیچھے۔ مزدوروں کے اس ہجوم کو چیرتا جو گاڑی سے اتر رہا تھا۔ آگے بڑھا۔ اجنبی درجہ اول کے ایک خانہ میں بیٹھ گیا۔ بلی دوسرے میں۔ دونوں ڈبوں میں ان کے سوا کوئی اور مسافر نہ تھا۔

گاڑی چل دی تو بلی یہ سوچنے لگا کہ فالتھم کے روبرو کیا عذرات پیش کرنے چاہئیں۔ پیرنگ کراس اور ویسٹ منسٹر کے درمیان اس نے سلسلہ حالات پر نظر بازگشت ڈالی ویسٹ منسٹر اور سینٹ جیمز پارک کے درمیان وہ ان عذرات کو سوچنے لگا۔ جو فالتھم کے روبرو پیش کرنے تھے۔ اور پارک اور وکٹوریہ سٹیشنوں کے درمیان ان عذرات کو اتنا مکمل کر لیا کہ اب اگر پورا نہیں تو آدھا انعام ہر طرح محفوظ تھا۔

وکٹوریہ سٹیشن سے پہلے سلون سکوئر کے پاس گاڑی کو پانچ منٹ کے لیے سرنگ میں داخل ہونا تھا۔ اس وقت اندھیرے میں تیز ہوا کے جھونکے سے بلی نے معلوم کیا۔ کوئی شخص ایک طرف کی کھڑکی کھول کر اندر آ رہا ہے۔

اس نے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا۔ یہ انسپکٹر سیگراتھ تھا۔

"تم اپنی طرف کا شیشہ بند کر دو۔ ہوا رک جائے گی" اجنبی نے کہا۔

اور بلی نے اس معمولی حکم کی تعمیل بلا حجت کر دی

معاً آواز پیدا ہوئی۔ گویا کانچ کا برتن گر کر ٹوٹ گیا ہے۔

بلی ڈر گیا۔ غضبناک ہو کر اجنبی سے کہنے لگا۔

"آخر معاملہ کیا ہے؟ اور تم کیا چاہتے ہو؟"

مگر اجنبی کچھ جواب دیے بغیر جس طرح آیا تھا اسی رستہ چلتی گاڑی میں کھڑکی کھول کر چلا گیا۔ اور باہر نکل کر کھڑکی پھر بند کر دی۔

"سمجھ میں نہیں آتا یہ شخص کیوں آیا تھا؟" بلی نے غنودگی کی سی حالت میں اپنے دل سے کہا۔

گاڑی سرنگ سے باہر آ رہی تھی۔ اس وقت روشنی میں اس کی نظر فرش پر ایک ٹوٹی ہوئی شیشی کی طرف لگ گئی۔

وہیں اس شیشی کے پاس ایک چمکیلا پونڈ کا سکہ پڑا تھا۔

بلی نے ایک لمحہ اس پونڈ ک[illegible] سے دیکھا۔ پھر عین اس وقت جب ٹرین وکٹوریہ سٹیشن کے یارڈ میں داخل ہو رہی تھی اسے اٹھانے کے لئے جھکا . . .

باب ۱۰

ساڑھے تین منٹ

۱

اس سے اگلا سٹیشن کنسنگٹن تھا۔

گاڑی جب اس جگہ پہنچی تو صبح جو تھوڑی دیر پہلے روشن اور طرب اندوز تھی دھندلی اور تاریک ہو گئی۔ قدرت کے مطلق العنان کارپردازوں نے آن واحد میں ابر غلیظ کا میلا سائبان پھیلا دیا۔ اور رم جھم۔ رم جھم۔ بارش کے سرد قطرے۔ حرمان نصیب عاشق کے دیدہ تر سے بہتے ہوئے آنسوؤں کی مانند گرنے لگے۔

ایک خوش پوش مسافر، موٹا سا سگار منہ میں لئے مزے مزے چلتا درجہ اول کی طرف گیا۔ مگر کھڑکی کھولتے ہی زور سے کھانستا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔ عملہ ریل کے ایک آدمی نے آگے جا کر خود کھڑکی کھولی۔ اس کے ساتھ ہی تلخ باداموں کی تیز بو سٹیشن کے چاروں طرف پھیل گئی۔

مسافروں کا چھوٹا سا مجمع گاڑی کے پاس جمع ہو گیا۔ انہی میں ایک ڈاکٹر تھا۔ پولیس بھی آ پہنچی۔ چار شخصوں نے مل کر درجہ اول کے ڈبہ سے ایک آدمی کی لاش نکالی اور پلیٹ فارم پر ڈال دی۔

"کچھ اور بھی؟" سارجنٹ نے پوچھا۔

"یہ پونڈ اور ٹوٹی ہوئی شیشی" اور سپاہی نے دونوں چیزیں لاش کے پاس رکھ دیں۔

۸

سپاہی جامہ تلاشی لے رہا تھا کہ سارجنٹ نے لاش کی طرف دیکھا اور کہا۔

"بظاہر کوئی نشان نہیں۔ شاید خودکشی کی ہے۔"

دو چیزیں برآمد ہوئیں۔ ایک جہاز اول کا ٹکٹ جسے سرسری سمجھ کر رکھ دیا گیا۔ دوسرا ایک کارڈ۔۔

مگر اس کو پڑھا تو سارجنٹ کا رنگ فق ہو گیا۔ سپاہی کو ضروری ہدایات دے کر وہ جھٹ تار گھر کی طرف دوڑا۔

۲

سپرنٹنڈنٹ فالمتھ جس نے چار منصف آدمیوں کا آخری پیغام پہنچ جانے کے بعد وہ رات کانٹوں پر لیٹ کر گذاری تھی۔ ڈاوننگ سٹریٹ والے مکان میں چند گھنٹوں کی بے آرام نیند کے بعد اٹھا تو مضمحل متفکر اور ملول تھا۔ اس آخری۔ انتہائی واقعہ نے اس کی رہی سہی کمر ہمت توڑ دی۔ وہ غیبی احساس جو واقعات آئندہ کی پیش از وقت خبر دیا کرتا ہے۔ یہ کہہ کر بے چین کر رہا تھا کہ اتنے وسیع انتظام پر بھی کم امید ہے کہ انجام نیک ہو۔

وہ کپڑے پہن کر فارغ ہوا ہی تھا کہ صاحب اسسٹنٹ کمشنر تشریف لے آئے۔

"فالمتھ" انہوں نے آتے ہی کہا۔ "تمہاری رپورٹ مل گئی تھی۔ بہت اچھا کیا۔ تم نے بلی مارکس کو رہا کر دیا۔ کہو اس نے آکر کچھ خبر دی؟"

"جی نہیں"

"ہم" صاحب کمشنر نے سوچتے ہوئے کہا "میں نہیں جانتا۔ لیکن۔۔۔" اور پھر فقرہ ختم کئے بغیر ہی "کیوں فالمتھ، تمہیں اس کا بھی خیال آیا کہ وہ چاروں شاید خطرہ سے خبردار ہو گئے ہوں؟"

سراغرساں کے چہرہ پر حیرت کے آثار پیدا ہو گئے۔

"ہاں آیا تھا۔ مگر آپ کیوں پوچھتے ہیں؟"

"اور یہ بھی سوچا کہ اس صورت میں ان کا اغلب طریق عمل کیا ہوگا؟"

"ن۔نہیں لیکن میرا خیال ہے وہ فرار ہونے کی کوشش کریں گے۔"

"اور کیا عجب مقابلہ کی کوشش کریں؟"

فالمتھ کے منہ پر سراسیمگی برستی تھی۔

"مقابلہ کی؟"

"اس طرح کہ یہ شخص مارکس جب ان کو تلاش کرتا ہو عین ممکن ہے وہ اس کو تلاش کریں"

سپرنٹنڈنٹ فالمتھ کا اضطراب اور بڑھا۔ مگر اس نے کہا۔

"بلی چالاک ہے۔ وہ بے سبب استاد نہیں کہلاتا۔"

"سچ ہے۔ مگر مقابلہ ان سے ہے جو استادوں کے استاد ہیں... سمجھے؟ صاحب کمشنر نے زور سے ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اس لئے میرا مشورہ یہ ہے کہ اپنے دو آدمی اس کی حفاظت ونگرانی کے لئے مقرر کردو۔"

"بہت اچھا۔ کردیتا ہوں" فالمتھ نے جواب دیا۔ "مگر۔ ار۔ میرے خیال میں یہ انتظام پہلے ہونا چاہئے تھا۔"

"میں ہرنڈن سے ملنے جاتا ہوں" صاحب کمشنر نے فرمایا۔ اور پھر مسکرا کر کہا۔ "ذرا ان کو خوف دلانے کا ارادہ ہے۔"

"کیوں۔ کس لئے؟"

"کہ وہ کسی طرح اس منحوس قانون سے دست بردار ہو جائیں۔ آج صبح کے اخبارات تم نے دیکھے؟"

"جی نہیں"

"سب یہ سارے متفق ہیں کہ قانون چھوڑ دینا ہی بہتر ہوگا۔ خطرہ کے مقابلہ میں اہمیت

کی کمی دیکھ کر عام رائے اس کے خلاف ہوتی جا رہی ہے کسی نامعلوم وجہ سے ہر شخص انجام سے ڈرتا ہے۔ اور فالمتھ . . . ایمان کی پوچھو تو میں بھی ڈرتا ہوں۔"

وہ زینہ سے ہوکر اوپر جا رہے تھے کہ رستہ میں ایک سپاہی نے روکا۔

دراصل ایک منصف آدمی کے فالمتھ کا بھیس بدل کر آنے کے وقت سے۔ پولیس نے پہرہ اور نگرانی کا انتظام پہلے سے سخت کر دیا تھا۔ صاحب وزیر خارجہ اب ہر وقت محصور رہتے تھے۔ اور کوئی آدمی۔ چاہے وہ کمشنر پولیس ہی کیوں نہ ہو قابل اعتماد نہ سمجھا جاتا تھا جس آدمی کو وزیر صاحب کے کمرہ میں جانا ہو۔ وہ خفیہ لفظ بتا کر ہی جا سکتا تھا۔ اس کے بغیر شاید وزیر اعظم بھی ملنے آتے۔ تو رستہ سے پھیر دیے جاتے۔ سچ ہے دودھ کا جلا چھاچھ بھی پھونک کر ہی پیتا ہے۔

صاحب کمشنر وزیر خارجہ کے دروازہ پر کھڑے ہوئے کنڈی ہلایا چاہتے تھے۔ کہ کسی نے پیچھے سے آ کر ان کا بازو پکڑ لیا۔ مڑ کر دیکھا تو فالمتھ۔ مگر کس حالت میں . . . چہرہ سپید۔ آنکھیں سہمی ہوئی!

"ابھی ابھی خبر آئی ہے" اس نے گھبرائے ہوئے لہجہ میں کہا۔ "کہ ان لوگوں نے بل کو مار دیا۔ اس کی لاش کنسنگٹن ریلوے سٹیشن پر درجہ اول کی گاڑی میں ملی ہے۔"

صاحب کمشنر کے منہ سے سیٹی کی آواز نکلی۔

"کیسے مارا؟" آخر سراسیمگی سے پوچھا۔

فالمتھ کا چہرہ حسرت ویاس کی تصویر بنا ہوا تھا۔

"کڑوے بادلوں کی گیس سے" اس نے تلخ لہجہ میں جواب دیا۔ "مجرم ہو کر وہ لوگ پورے عالم ہیں۔ دیکھئے میں التجا کرتا ہوں جس طرح ہو۔ وزیر صاحب سے کہہ سن کر اس منحوس مسودہ کو چھڑوا دیے۔" پھر اس کمرہ کی طرف اشارہ کر کے جس میں صاحب وزیر خارجہ بند تھے۔ دبی آواز میں کہا۔ "میں یقین کر چکا ہوں ان کی سلامتی ہمارے اختیار سے باہر ہے کہ

موت میری نظروں میں پھر رہی ہے۔"

"فالمتھ۔ فالمتھ" صاحب کمشنر نے کڑے لفظوں میں کہا۔ "آج تمہیں ہو کیا گیا ہے کہ بار بار ایسی مایوسیاں ظاہر کرتے ہو؟ میں سمجھتا ہوں۔ رات اچھی طرح سوئے نہیں اور یہ سب اعصاب کی خرابی ہے۔ تم کبھی ایسا نہ کہتے تھے۔"

انہوں نے مڑ کر ایک دراز قد سارجنٹ کو اشارہ سے بلایا اور کہا۔

"ابھی جا کر انسپکٹر کانسٹر سے کہو جتنی ریزرو پولیس ہے۔ سب اس جگہ بلا لی جائے۔"

پھر فالمتھ کی طرف مڑ کر "میں آج ریمن کی حفاظت کا وہ انتظام کرتا ہوں جو کبھی کسی تاجدار کے لئے نہ ہوا ہو گا۔ آدمی کیا۔ فرشتہ اجل بھی ان تک آئے۔ تو رستہ میں کچلا جائے۔"

۳

اس حکم کی تعمیل فوراً ہوئی۔ اور ایک گھنٹہ کے اندر لنڈن کے رہنے والوں نے وہ عجیب و پرشکوہ منظر دیکھا۔ جو صد مقام عالم کی تاریخ میں ثانی نہیں رکھتا۔

شہر کے ہر حصہ اور کونے سے پولیس کے جوان آنے شروع ہوئے۔ ٹرینوں پر۔ ٹریموں میں۔ موٹر لاریوں کے ذریعہ۔ غرض آمدورفت کے جتنے وسائل ممکن تھے۔ وہ سب پولیس کی نقل و حرکت کے لئے اختیار کئے گئے۔ ریلوے سٹیشنوں کے احاطوں میں بازاروں کے ناکوں پر۔ چوکوں اور گلیوں میں۔ پولیس کی نیلی وردیاں اس طرح نظر آتی تھیں۔ گویا کسی نے کالی بھیڑوں کا چھتہ چھیڑ دیا ہے۔ ان کے ٹھوس پرے۔ ان کے ہموار قدم۔ ان کی رفتار کا مدوجزر۔ یہ ایسی باتیں تھیں جن سے ہر دیکھنے والے کے دل پر گہرا اثر ہوتا تھا۔ لنڈن کے سال خوردہ باشندے بھی اس روز سرکار کے حفاظتی انتظام کی عظمت دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

آناً فاناً سارا وائٹ ہال پولیس سے بھر گیا اور سینٹ جیمز پارک تو انسانی سروں کا ایک متلاطم سمندر تھا۔ وائٹ ہال کے سرے پر پارلس سٹریٹ اور بروڈ سینچری کے کونوں

تک۔ ٹھنڈی سڑک کی مشرقی سمت میں۔ پولیس کے سوار رستے روک کر کھڑے ہو گئے سینٹ جارجز سٹریٹ میں ہر مکان کی چھت پر پولیس کے آدمی جمع تھے۔ اور صاحب وزیر خارجہ کے مکان سے سو سو گز کے فاصلہ تک۔ کوئی عمارت۔ خواہ وہ کسی امیر ابن امیر کی ہی کیوں نہ ہو۔ زبردست تلاشی سے محفوظ نہ رہ سکی۔ غرض حفاظت کے تحت میں کوئی بات ایسی نہ تھی جو نظر انداز ہوئی ہو۔ چاروں طرف مارشل لا کا سماں نظر آتا تھا۔ کمی اگر تھی۔ تو وہ فوج کی ان دو رجمنٹوں نے پوری کر دی۔ جو انتہائی ضرورت کے لئے ہتھیار بند کھڑی تھیں

اور سرفاپ کے کمرہ میں صاحب کمشنر پولیس، سپرنٹنڈنٹ فالمتھ کی مدد سے اس مرد سخن پرور کو راہ پر لانے کی آخری کوشش کر رہے تھے جس کی عنقریب اس سارے ہنگامہ کی ذمہ داری تھی۔ جس کی جان اتنے انتظام پر بھی غیر محفوظ سمجھی جاتی تھی۔

"دیکھئے۔ میں پھر ایک بار عرض کرتا ہوں" صاحب کمشنر بہادر کہہ رہے تھے "ہم نے آپ کی حفاظت کے لئے جو کچھ کیا ہے وہ شاید دو نوروسوں کے مالک زار کے لئے نہ کیا گیا ہوگا یعنی جو کچھ ہمارے اختیار میں تھا۔ مگر۔۔۔ میں اب بھی ڈرتا ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ فانی انسان نہیں۔ آتشی دنیا کی فوق الفطرت ہستیاں ہیں۔ جن کے مقابلہ میں ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ میں لاکھ اپنے دل کو سمجھاتا ہوں مگر اس خوف کو پھر بھی نہیں نکال سکتا کہ اتنے انتظامات کے باوجود کوئی کمی ضرور ایسی رہ گئی ہے۔ جس سے وہ لوگ فائدہ پا جائیں گے۔ کوئی ذریعہ یقیناً ایسا نظر انداز ہو گیا ہے۔ جس کا گمان تک نہیں ہو سکتا بیچارہ اس شخص مارکس کی موت نے مجھے بالکل ہراساں کر دیا ہے سنئے کہ میں سمجھتا ہوں یہ پراسرار جوکر ٹی باختیار ہی نہیں غیب دان بھی ہے۔ اس لئے خدا کا واسطہ دے کر دوبارہ سہ بارہ التجا کرتا ہوں۔ کہ ان لوگوں کو اپنی ضد پوری کرنے کا موقعہ نہ دیجئے۔ اور اس قانون کو جو ساری خرابیوں کی جڑ ہے دفع کیجئے۔ آخر وہ کیا ایسا ہی ضروری ہے کہ اس کے لئے ۔۔۔" وہ رک گئے۔ مگر جلدی ہی کہا کہ اس کے لئے ایک قیمتی جان ضائع کی جائے؟"

انتہائی کوشش کے باوجود صاحب کمشنر کو اظہار مدعا کے لئے اس سے بہتر الفاظ نہ مل سکے۔

ان کی تقریر زبردست تھی۔ آخری فقرہ سُن کر صاحب وزیر خارجہ کے چہرہ پر بھی آثار اضطراب پیدا ہو گئے۔

وہ تھوڑی دیر چپ رہے۔ پھر بولے۔ تو آواز مدھم لیکن مستقل تھی۔

"میں اس قانون کو واپس نہیں لے سکتا" سر غلیپ نے کہا۔ اور ان کے لہجہ میں ہمواری کے ساتھ راج ہٹ کی جھلک پائی جاتی تھی "کسی طرح واپس نہیں لے سکتا۔" پھر یہ دیکھ کر کہ فالمنخو کچھ کہنا چاہتا ہے۔ انہوں نے ہاتھ اٹھا کر روکتے ہوئے کہا "معاملہ اتنی دور جا پہنچا ہے کہ وہ اب میرے اختیار میں نہیں رہا۔ آپ اس مسئلہ کو مصلحت اور ذاتیات کے پہلو سے دیکھتے ہیں۔ میں اس کو انصاف کے ترازو میں تولتا ہوں۔ سوال اب یہ نہیں رہا۔ کیا میری جان محفوظ رہ سکتی ہے یا نہیں بلکہ دیکھنا یہ ہے۔ کیا ایسا قانون پاس کرنا جس کی بدولت خطرناک غیر ملکی مجرموں کو۔ جو انگلستان میں پناہ گیر ہو کر دوسرے ملکوں میں فتنہ پردازی کرتے ہیں جو اپنی جان بچاتے ہوئے جاہل یا ناعاقبت اندیش لوگوں کو بغاوت اور تشدد پر اکساتے ہیں۔ ملک بدر کیا جا سکتا ہے۔ داخل فرض ہے یا نہیں ہے؟ ہم دونوں میں ایک آدمی ضرور سچا ہے۔ یا میں۔ یا آپ۔ منصف آدمی۔ اگر میں سچا ہوں تو وہ غلطی پر ہیں۔ اگر وہ سچے ہیں تو پھر یہ قانون خلاف انصاف ہے۔ مگر یہ وہ صورت ہے۔ جسے میرا دل صحیح تسلیم نہیں کرتا۔ پس یہ وقت جھکنے یا پیچھے ہٹنے کا نہیں۔ بلکہ سچ اور جھوٹ کا فیصلہ کرنے کو وہ کارروائی جو شروع ہو چکی اسکو انجام تک لے جانے کا ہے اور اس میں ایک کیا۔ ایک سو خطرے بھی پیش آئیں۔ تو مجھ کو پروا نہیں۔"

فالمنخو اور اس کا افسر اس فلسفیانہ تقریر کو حیرت سے سن رہے تھے۔ صاحب وزیر خارجہ کے چہرہ پر اس وقت نورانی جلال ہویدا تھا۔ سلسلہ جاری رکھتے ہوئے انہوں نے کہا

"آپ لوگوں نے میری حفاظت کے لئے جو انتظامات کئے۔ ان کا میں دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میری غلطی تھی کہ ان سے پریشان ہوا۔ عمل کی اس دنیا میں ہر شخص اپنا فرض ادا کرنے آیا ہے۔ وہ اپنا ادا کرتے ہیں رہیں اپنا۔ آپ اپنا"

"خیر، کچھ بات نہیں" صاحب کمشنر نے اپنی اس آخری کوشش سے مایوس ہو کر جواب دیا "جہاں تک حفاظت کا تعلق ہے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے گا۔ فی الحقیقت جو کچھ اب تک کیا جا چکا ہے۔ اس میں اور اضافہ کر دیا جائے گا یعنی شام کے چھ سے لیکر رات کے ساڑھے آٹھ بجے تک آپ اس کمرہ میں بالکل تنہا رہیں گے۔ اس دوران میں، خواہ کچھ ہو۔ آپ ہرگز دروازہ نہ کھولیں۔ یہاں تک کہ میں یا فالمتھ بھی اندر آنا چاہیں تو آپ انکار کر سکتے ہیں گویا ڈھائی گھنٹے کے اس عرصہ میں آپ کے کمرہ کا دروازہ بالکل بند اور مقفل رہنا چاہئے" وہ رک گئے "بہتر ہوتا۔ کہ آپ ہم میں سے ایک کو اپنے پاس ٹھیرنے کی اجازت دے سکتے۔۔۔"

"نہ" صاحب وزیر خارجہ نے جلدی سے روک دیا۔ "کل کے واقعہ کے بعد میں کسی کو اپنے پاس رکھنا نہیں چاہتا۔ اگر کل ایک آدمی فالمتھ کا بھیس بدل کر اندر آ سکتا تھا تو آج کیوں نہ آ سکیگا؟"

صاحب کمشنر لاجواب ہو گئے۔ کچھ کہنے کی غرض سے انہوں نے اپنا ہاتھ کمرہ کے چاروں طرف گھمایا اور پھر انداز اہمیت سے کہا۔

"جگہ ہر طرح محفوظ ہے۔ اس کی تعمیر میں یہ بات مدنظر رکھی گئی تھی کہ دھماکا کتنا ہی تیز ہو۔ اس کے اندر اثر نہیں کرتا۔ اس کے علاوہ میں اس کا معائنہ ایک ماہر انجینیر سے کرا چکا ہوں۔ فرش، چھت، دیواریں غرض سب چیزیں محفوظ ہیں اور کھڑکیوں کے باہر احتیاطاً لوہے کے شٹر لگوا دیئے ہیں۔"

انہوں نے کمرہ کے ہر حصہ پر نظر ڈالی۔ معلوم ہوتا تھا۔ اس کے اذن و بطن سے

پوری طرح واقف ہیں۔

پھر دفعتاً چونکے۔ میز پر پھولوں کا خوشنما گلدستہ نیلے گلدان میں رکھا ہوا تھا۔۔

"یہ چیز نئی ہے" انہوں نے جھک کر پتیوں کو سونگھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"یہ پھول آج ہی میری فورڈ والے دیہاتی مکان سے میرے لیے بھجوائے گئے ہیں" ریمن نے جواب دیا۔

صاحب کمشنر کا پھر بھی اطمینان نہ ہوا۔ ایک پتی توڑ کر مسل دی۔ پھر جھینپ کر مسکرائے اور فرمایا۔

"اصلی ہیں۔ مجھے ڈر تھا۔ ان میں بھی کچھ۔۔۔"

سپرنٹنڈنٹ فالمتھ کو ساتھ لئے صاحب کمشنر فراخ مرمری زینے سے اترے سیڑھی پر پولیس کا ایک سپاہی کھڑا تھا۔ سگرٹ ہاتھ میں لئے وہ فالمتھ سے کہتے جا رہے تھے۔

"سچ پوچھو تو ہم سر فلپ کو اس فیصلہ پر برا نہیں کہہ سکتے۔ میرا تو ان کی تقریر سن کر واقعی جی خوش ہو گیا۔ بخدا فالمتھ اگر ہر شخص میں اپنا فرض پہچاننے کا اتنا ہی زبردست مادہ ہو۔ تو نظام سلطنت کی آدھی خرابیاں خود بخود نابود ہو جائیں۔۔۔ پر دیکھو۔ سے پردہ نہیں" انہوں نے سنجیدگی سے کہا "میرا ڈر اب تک وہ نہیں ہوا"

مگر فالمتھ چپ تھا۔

"پاکٹ بک سے بھی اس کے سوا کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ کہ ان لوگوں کو سر فلپ کے پارلیمنٹ جانے کا رستہ معلوم ہے" صاحب کمشنر نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا "اس انتظام کو ہم اگر چاہیں تو عین وقت پر تبدیل کر سکتے ہیں۔ مگر۔۔۔ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ جو بات ان لوگوں نے سوچ رکھی ہے۔ وہ اب تک ہم کو معلوم نہیں ہوئی۔ خدا جانے

وہ کیا تجویز ہے؟ خدا جانے وہ کیا کرنا چاہتے ہیں؟"

دروازہ پر فالمتھ ان سے رخصت ہوا اور صاحب کمشنر پولیس کے ہجوم کو چیرتے ہوئے وہاں پہنچے۔ جہاں ان کی موٹر کھڑی تھی۔ وہ اب سکاٹ لینڈ یارڈ کو واپس جانا چاہتے تھے۔

۴

پولیس کے ان غیر معمولی انتظامات کا لازمی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ خلقت ڈاؤننگ سٹریٹ کے واقعات سے بالکل بے خبر رہ گئی۔ جب رپورٹروں تک کی آمد و رفت ممنوع ہو تو اخبار کیا لکھیں؟ مجبوراً ان کو اس برائے نام واقفیت پر اکتفا کرنا پڑا۔ جو سکاٹ لینڈ یارڈ والے ہزار ہا حجتوں کے بعد مہیا کرتے تھے۔ مگر اس سے خود اخبار والوں کی تسکین نہ ہوتی تھی۔ پبلک کی تو خیر کیا ہوتی۔

میگافون یعنی وہ اخبار جسے چار منصف آدمیوں کا قصہ سب سے پہلے پبلک میں لانے کا فخر حاصل تھا۔ تازہ حالات فراہم کرنے کی کئی طرح کوشش کرتا۔ مگر پولیس کا احتساب اتنا زبردست تھا کہ وہ بھی کوئی نئی بات پیش نہ کر سکتا۔ ادھر اس یوم عظیم کی آمد کے ساتھ۔ جب چار منصف آدمیوں کے دعووں کا آخری فیصلہ ہوتا تھا۔ پبلک کا جوش حد انتہا کو پہنچ گیا۔ شام کے اخباروں میں سنی سنائی خبروں کے سوا معلومات کا ایک حرف نہ ہوتا تھا۔ مگر لوگوں کے شوق انتظار کا یہ عالم کہ دہی پرچے بازار میں پہنچکر ریوڑیوں کی طرح بٹ جاتے۔ سنسنی کی طلبگار پبلک ہر نئے ایڈیشن کا شوق و اضطراب سے انتظار کرتی۔ اور جو کچھ اخبار والے لکھتے۔ اسے بے ڈکار لئے نگل جاتی۔

اسی سلسلہ میں نمبر ۴۴ ڈاؤننگ سٹریٹ والی عمارت اور صاحب وزیر خارجہ کی تصویریں لاکھوں کی تعداد میں بک گئیں اور اس طرح کے خاکے بھی جن میں دفتر خارجہ اور اس کے نواحات کے نقشے درج تھے۔ یا جن میں پولیس کی تقسیم بیان کی گئی

تھی۔ لا انتہا فروخت ہوئے ۔ چار منصف آدمیوں کے فرضی حالات زندگی تو اتنے بکے کہ اکثر مطابع کو رفع کسل کے لئے اپنے ملازموں کو ایک ہفتہ کی چھٹی دینی پڑی ۔

عین اس وقت جب سارے لندن ۔ سارے انگلستان بلکہ سارے عالم کی حیرت کا پارہ درجہ حرارت پر پہنچا ہوا تھا ۔ جب مہذب دنیا میں چار منصف آدمیوں کے سوا اور کسی واقعہ کا ذکر ہی نہ ہوتا تھا بلی مارکس کے مارے جانے کی خبر نے وہ اثر پیدا کیا ۔ جو بھرے ہوئے میلے میں بم پھٹنے سے ہوتا ہے ۔ کوئی نہ جانتا تھا وہ کون ہے کسی نے لکھا ایک بین الاقوامی جاسوس تھا جس کی خدمات پولیس نے خاص اس موقعہ کے لئے مستعار حاصل کی تھیں کسی نے فالمتھ کا نائب اور کسی نے خود فالمتھ ہی قرار دیا اور پھر سوال یہ پیدا ہوا کہ اسے کس نے اور کیوں مارا ؟ معاملہ جب تک خودکشی کے فرضی قیاسات تک محدود تھا ۔ ایک بات تھی ۔ مگر ہلاکت کی خبر پھیلتے ہی ساری خلقت دنگ رہ گئی ۔ یہ مرد کثیف پوش کون تھا اور اس واقعہ عظیم میں کیا حصہ لے رہا تھا ؟ وہ کب اور کیسے مارا گیا ۔ یہ اور اسی طرح کے صدہا سوالات لوگ ایک دوسرے سے پوچھتے تھے ۔ حتیٰ کہ رفتہ رفتہ ۔ بڑی سعی و جہد کے بعد اخباروں کے طباع کارپردازوں نے ایک ایک کڑی جوڑ کر اصلی واقعہ معلوم کیا ۔ مگر اس سانحہ اور وائٹ ہال میں پولیس کے مظاہرہ نے پوری طرح ثابت کر دیا کہ معاملہ کتنا سنگین ہے اور گورنمنٹ چار منصف آدمیوں سے کتنا ڈرتی ہے ۔

"میں نے جس مقام پر کھڑے ہو کر دیکھا ۔" رپورٹر سمتھ نے اخبار میگا فون میں ایک لمبے مضمون کے سلسلہ میں تحریر کیا ۔ "وہاں سے وائٹ ہال کا ہر حصہ اچھی طرح نظر آتا ہے ۔ بہرحال وہ عجیب و حیرت خیز نظارہ جو اس وقت میرے دیکھنے میں آیا ۔ لندن کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا ۔ عالی شان بازار میں نیلی وردیوں سے ملتے ہوئے نیلگوں پانی کا دھوکا ہوتا تھا ۔ پولیس ! ... اتنی پولیس لندن میں کبھی کا ہے کو جمع ہوئی ہوگی ۔ بازار کے

ہر حصہ میں پارک اور ان گلیوں میں جو وائٹ ہال سے اطراف کو جاتی ہیں۔ پولیس کی جمعیت پرے کی صورت میں نہیں ایک ٹھوس اور سنگلاخ چٹان کی طرح نظر آتی تھی۔ جس میں داخل ہونا عملی طور پر ناممکن تھا۔"

اصل یہ ہے کہ صاحب کمشنر پولیس۔ جیسا وزیر خارجہ سے بیان کر چکے تھے بکمال انتظام کا کوئی دقیقہ فرد گذاشت نہ کرنا چاہتے تھے۔ چار منصف آدمیوں کے معاملہ میں طاقت کا مقابلہ طاقت۔ اور عیاری کا عیاری سے کرنا ممکن ہوتا۔ تو اس سے بہت کم پولیس مدافعت کر دیتی۔ مگر یہاں تو سوال کسی غیبی اور پر اسرار طاقت کا تھا۔ کوئی نہ جانتا تھا۔ وہ کونسی راہ اختیار کریں گے۔ اس لئے مجبوراً ایک فرضی قوت کا مقابلہ انتہائی جسمانی قوت سے کرنا پڑا۔

دنیا جانتی ہے کہ انگلستان کی پولیس دلیری بے خوفی اور استقلال کے لئے روئے زمین پر اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ خطرہ کی حالت میں جو سکون اس جمعیت کی طرف سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کی مثال بہت کم دیکھی گئی ہوگی۔ اس کے باوجود... یہ لکھتے ہوئے شرم آتی ہے کہ چار منصف آدمیوں کی ہیبت نے اس صحیح الدماغ جماعت میں بھی ایک عجیب اضطراب پیدا کر دیا تھا۔ ورنہ چار آدمیوں کا مقابلہ چار لاکھ آدمیوں سے کرنا.. عقل نہیں مان سکتی...

وائٹ ہال پہلے ہی پولیس کے قبضہ میں آ چکا تھا۔ بل کے مرنے کی خبر مشہور ہوتے ہی جب خلقت کا اژدھام بڑھنے لگا۔ تو پولیس کو مجبوراً نئی کارروائی عمل میں لانی پڑی۔ چنانچہ دو بجے کے بعد صاحب کمشنر کے حکم سے وسٹ منسٹر پل پر ہر طرح کی آمد و رفت۔ خواہ پیدل۔ خواہ گاڑیوں میں قطعاً بند کر دی گئی۔ پھر اس پر اکتفا نہ کر کے ساحل دریا کا وہ حصہ بھی جو وسٹ منسٹر اور ہنگر فورڈ پلوں کے درمیان واقع ہے۔ تماشائیوں سے خالی کرایا گیا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد نارتھمبر لینڈ ایونیو کی باری آئی

حصے کے تین بجے بجتے سر فلپ ریمن کے مقام سکونت سے پانسو گز کے دائرہ میں کوئی جگہ ایسی نہ تھی جو امن و قانون کے ان زبردست قائمقاموں کے ہاتھ میں نہ ہو۔

ممبران پارلیمنٹ۔ دارالعوام کی طرف جاتے ہوئے نظر آجاتے تو خلقت زور سے چیرز دیتی۔ اس خطرہ میں ان کی اہمیت اتنی بڑھی کہ ہر مخصوص چہرے کے جلو میں پولیس کے چند سوار ضرور ہوتے تھے۔ سر فلپ کے خطروں سے محفوظ رہتے ہوئے بھی یہ لوگ۔ ان کی شوکت میں غالب حصہ لے رہے تھے۔

ساری سہ پہر۔ ایک لاکھ آدمیوں کا انبوہ۔ حیرت خیز صبر و سکون کے ساتھ اس سانحہ عظیم کا منتظر رہا جس کی مدافعت کے لئے اتنی وسیع تیاریاں عمل میں لائی گئی تھیں۔ کوئی تماشہ نہ تھا جسے یہ لوگ دیکھنے آتے۔ کوئی جلوس بھی نہ تھا جس کا انتظار ہوتا۔ مگر خلقت تھی کہ دھکے کھاتی رہی۔ مجذوبانہ انداز سے کبھی پارلیمنٹ کی عمارت اور کبھی ڈاؤننگ سٹریٹ کی طرف دیکھ رہی تھی۔

ٹریفالگر سکوئر میں۔ ٹھنڈی سڑک کے اس حصہ پر جو پولیس نے باقی چھوڑ دیا تھا۔ وکٹوریہ سٹریٹ کے زیریں ناکہ تک اور ساحل البرٹ پر بھی آگے پیچھے آٹھ آٹھ دس دس قطاروں میں شہر کی لاانتہا آبادی پہاڑی ندی کے پانی کی مانند ہر لحظہ بڑھتی ہوئی۔ صبر و سکون۔ اطمینان و قناعت کے ساتھ ایک فرضی واقعہ ایک سانحہ موہوم کا انتظار کرتی تھی۔ نہ یہ لوگ کھڑے کھڑے تھکتے۔ نہ شدت انتظار سے اکتاتے۔ البتہ ہر موقعہ پر اس مقام کے زیادہ قریب پہنچنے کی کوشش کر رہے تھے۔ جہاں یہ سانحہ پیش آنا تھا۔

اصل یہ ہے کہ جوش میں آئی ہوئی خلقت کا ذہن وہ گورکھ دھندا ہے۔ جس کے سمجھنے میں بڑے بڑے مدبر اور فاضل مقنن بھی قاصر رہ گئے۔

ایک غیر ملکی سیاح نے اس حصہ سے گذرتے ہوئے یہ مجمع لاتعداد دیکھا تو حیرت سے اس کی وجہ پوچھی۔ ساحل دریا پر کھڑے ہوئے ایک آدمی نے منہ سے

پائپ نکال کر بڑے اطمینان سے اسکی ڈنڈی دریا کے اس پار پھیری۔ پھر بڑی سادگی سے جواب دیا۔

"ہم ایک آدمی کے قتل کا انتظار کر رہے ہیں"

اخبار فروش لڑکوں کی خوب چاندی تھی۔ اس انبوہ کثیر میں کونسا تماشائی ہوگا۔ جس کے ہاتھ میں اخبار کا ہلکا گلابی پرچہ نہ ہو۔ ہر آدھے گھنٹے کے بعد ایک تازہ اڈیشن چھپ کر آجاتا۔ کوئی واقعہ۔ کوئی نظریہ۔ کوئی قیاس ایسا نہ تھا جس نے اشاعت خاص کا طرہ امتیاز حاصل نہ کیا ہو۔ انتہا یہ ہے کہ پولیس کی طرف سے کوئی خفیف کارروائی بھی عمل میں آتی تو اس کی بنا پر جھٹ تازہ اڈیشن چھاپنے کا بہانہ مل جاتا۔ ساحل دریا کا ایک حصہ خالی کر دیا گیا۔ اخباروں نے نیا اڈیشن چھاپ دیا۔ ویسٹ منسٹر پل پر آمدورفت بند ہوئی تازہ اخبار نکل آیا۔ ٹریفالگر سکوئر میں ایک بیوقوف سوشلسٹ نے ہجوم کا دل بہلانے کو اشتراکیت پر تقریر شروع کی۔ مگر پولیس نے اس کو گرفتار کر لیا۔ اخبار والوں نے اسی پر چار کالم لکھ کر تازہ اڈیشن چھاپ ڈالا۔ اس دن کا کوئی نہایت حقیر واقعہ ایسا نہ تھا جو اخبارات کے کسی نہ کسی پرچہ میں شائع نہ ہوا ہو۔

اور اس اثنا میں لندن اور اس کے مضافات کے شوقین تماشائی صبر و سکون کے ساتھ کھڑے ہوئے چار مصنف آدمیوں کے بارہ میں تبادلہ خیالات کرتے اور ایک دوسرے کو فرضی اور قیاسی حالات سناتے۔ انجام کا انتظار کر رہے تھے۔ صاحب وزیر خارجہ کے قتل کا ان لوگوں کو اتنا ہی پرشوق انتظار تھا۔ جو تھیٹر دیکھنے والوں کو پردہ اٹھنے کے لئے ہوتا ہے۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ان کی نظریں بگ بن کے گھڑیال کی طرف جاتیں جس کی آہستہ خرام سوئیاں بتدریج مگر یقینی طور پر آٹھ کے مہلک ہندسہ کی طرف چلتی جا رہی تھیں۔ اور مایوسانہ ہٹ آتیں۔

بارے دو گھنٹے اور رہ گئے "فقط دو گھنٹے" یہ الفاظ تھے جو چھ بجنے کی آواز کے

ساتھ بہت لوگوں کے منہ سے بے اختیار نکلے جملہ کی اہمیت محتاج توضیح نہیں۔ کسی نے واقعی سچ کہا ہے کہ دنیا کی کوئی ہستی اتنی سنگدل اور بے رحم نہیں ہو سکتی۔ جتنا ایک غیر ذمہ دار اور پُرجوش ہجوم۔

آخر جب سات بج گئے۔ تو کسی غیبی اثر کے ماتحت لوگوں کے باتیں کرنے کا شور وفعتاً تھم گیا۔ آدھا لندن خاموش و دم بستہ دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ سوئی کی آخری گردش کا منتظر کھڑا تھا۔

ڈاؤننگ سٹریٹ والے مکان میں پیشتر فیصلہ کیا جا چکا تھا کہ صاحب وزیر خارجہ چھ سے ساڑھے آٹھ تک اپنے کمرہ میں دروازہ بند کر کے بیٹھے رہیں۔ مگر بعد ازاں کسی مصلحت سے اس میں ترمیم کر دی گئی۔ چنانچہ سات بجے کے بعد سر فلپ نے ذرا سا دروازہ کھول کر صاحب کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ فالمتھ کو جو منکر نکیر کی مانند دروازہ کے دونو طرف کھڑے تھے اشارہ سے پاس بلایا۔ مگر وہ ان سے چند قدم ورے ہی ٹھہر گئے۔

سر فلپ ریمین کا چہرہ بے حد زرد تھا۔ اور منہ کے پاس نیز آنکھوں کے نیچے ایسی لکیریں نظر آتیں۔ جو پیشتر نہ تھیں۔ مگر اس کے باوجود صورت سے کسی طرح کا اضطراب ظاہر نہ تھا۔ بلکہ ہاتھ جس میں وہ قانون زیر بحث کا چھپا ہوا مسودہ لئے ہوئے تھے۔ بالکل بے حرکت دکھائی دیا۔

"میں اب کمرہ کا دروازہ بند کرتا ہوں" انہوں نے لہجہ سکون میں فرمایا۔ "غالباً یہی آپ لوگوں کا مشورہ تھا"

"جی ہاں" صاحب کمشنر نے آہستہ سے جواب دیا۔

سر فلپ کچھ اور کہنا چاہتے تھے۔ مگر رک گئے۔

آخر ایک لمحہ بعد آہستہ سے کہنے لگے

"اپنے ضمیر کے مطابق میں ہمیشہ ایک عادل اور سچا آدمی رہا ہوں۔ اس لئے انجام

کچھ ہو میرے دل کو یہ تسکین حاصل رہے گی کہ میں نے اپنا فرض ادا کرنے سے دریغ نہیں کیا
... آہ! یہ کیا آواز تھی؟"

کھلے دروازے سے ایک مدھم شور۔ ایسا جو بادل کے گرجنے یا تیز دریا کی روانی سے پیدا ہوتا ہے سنائی دیا۔

"سرکار۔ رعایا کے لوگ آپ کو چیرز دے رہے ہیں" فالمتھ نے جو تھوڑی دیر پہلے باہر کا پھیرا کر کے آیا تھا۔ بیان کیا۔

وزیر خارجہ کے ہونٹ پر نفرت کا بل پیدا ہو گیا۔ اور وہی پرانی تلخی جوان کے لہجہ سے مخصوص تھی۔ ظاہر ہوئی۔

"لوگ!" انہوں نے انداز حقارت سے کہا "میرے زندہ رہ جانے کی حالت میں سخت مایوس ہوں گے۔ خدا ان کی ہمدردی و تحسین سے بچائے۔"

انہوں نے دو قدم ہٹ کر دروازہ بھیڑ لیا۔ باہر کھڑے ہوئے سکسٹن اور فالمتھ دونو نے کنجی گھومنے کی آواز سنی۔

دروازہ بند ہو چکا۔ تو فالمتھ نے گھڑی نکال کر دیکھی۔ پھر ٹھنڈی سانس بھر کر کہنے لگا
"چالیس منٹ اور رہ گئے۔"

۵

اندھیرے میں کھڑے ہوئے چار مصنف آدمی آخری تیاریاں کر رہے تھے۔

"وقت ہوا چاہتا ہے" ہینفرڈ نے کہا اور پیٹری نے آگے بڑھ کر فرش پر کسی چیز کو ٹٹولا۔

"ٹھیرو۔ ذرا دیا سلائی جلا لوں" اس نے ہسپانی میں کہا۔

"نہ۔ بالکل نہیں!"

یہ پائیکرٹ کی آواز تھی جس نے فوراً اسے روک دیا۔

آخر گونسالز نے آگے بڑھ کر فرش کو ٹٹولا اور پہلے ایک تار پھر دوسرا ہیڑی کو دیدیا
"کیا وقت پورا ہوچکا؟" ہیڑی نے جو تھکا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ پوچھا۔
"نہیں۔ ذرا صبر کرو۔"
مینفرڈ نے روشن ہندسوں کی گھڑی نکال کر دیکھی۔ پھر چاروں انتظار کرنے لگے
"وقت ہوگیا" اس کے دو منٹ بعد مینفرڈ نے سنجیدگی سے کہا۔ اور ہیڑی نے
دونو تار ملانے کو ہاتھ بڑھایا۔
مگر ہاتھ بڑھتے ہی اس کے منہ سے کراہنے کی مدھی آواز نکلی۔ اور وہ وہم سے وہیں
گر پڑا۔
تینوں نے پہلے کراہٹ سنی۔ پھر اندھیرے میں اس کو لڑکھڑاتے دیکھا۔ اس کے
ساتھ ہی وہ خوفناک آواز جس کا ثانی دنیا میں نہیں ہے یعنی وہ جو مردہ انسان کے
گرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ سنائی دی۔
"آہ کیا ہوگیا!" گونسالز نے چونک کر کہا۔
مینفرڈ نے آگے بڑھ کر ہیڑی کا بدن چھوا۔ پھر ہٹ گیا۔
دبی آواز میں اس نے اتنا ہی کہا۔
"ہیڑی چوک گیا۔ یہ اس کا انجام ہے۔"
"لیکن جب ہیڑی مر چکا۔ تو ہم ۔۔۔؟"
"نہ گھبراؤ۔ وہ قادر مطلق سچا کارساز ہے۔" مینفرڈ نے جو اس بدنصیب کی لاش
پر دل کے پاس ہاتھ رکھے بیٹھا تھا۔ آہستہ سے کہا۔

۶

وہ چالیس منٹ کا وقفہ سپرنٹنڈنٹ فالمتھ کے لئے چالیس گھنٹوں چالیس دنوں
کے برابر لمبا ہوگیا۔ وقت گذارنے کو اس نے صاحب کمشنر سے بعض مشہور فوجداری

مقامات کا ذکر چھیڑا جن میں وہ بیشتر حصہ لے چکا تھا۔ مگر اسے بولنے اور صاحب کمشنر کو سننے میں ذرا لطف نہ آیا۔ اس کی آواز لڑکھڑاتی تھی۔ ان کے کان اور جگہ متوجہ تھے۔

حفاظتی عملہ کو چونکہ سختی سے حکم دیا گیا تھا۔ کہ کوئی شخص زور سے سانس بھی نہ لے اس لئے مکان میں ہر طرف سناٹا تھا۔ اتنے آدمیوں کی موجودگی میں یہ جگہ قبرستان کا منظر پیش کرتی تھی۔

پولیس کے چیدہ افسر مکان کے ہر کمرہ میں۔ چھتوں پر۔ تہ خانہ اور برآمدوں میں چوکنے اور ہتھیار بند کھڑے تھے۔ درمیانی دروازے اس خیال سے کھلے چھوڑے گئے کہ افسر ایک دوسرے کو دیکھ سکیں۔ وزیر خارجہ کے سکرٹری ہاہٹن کو پارلیمنٹ بھیج دیا گیا تھا۔ اور اس وقت صاحب کمشنر اور فالمتھ اسی کمرہ میں جو سر فلپ کے کمرہ کے عین باہر واقع تھا۔ دروازہ کے دونو طرف بیٹھے ہوئے تھے۔

"سمجھ میں نہیں آتا۔ اتنے انتظامات کی موجودگی میں کیا واقعہ پیش آسکتا ہے" فالمتھ نے ایک گھنٹہ کے عرصہ میں بیسویں مرتبہ اپنے افسر سے کہا "ناممکن ہے وہ لوگ اپنا دعوے پورا کر سکیں۔۔ ناممکن ہے!"

"لیکن سوال یہ ہے اس دعوے میں ناکام رہ کر وہ کیا دوسرا وعدہ پورا کریں گے؟" صاحب کمشنر نے کہا "یعنی اگر آٹھ بجے تک سر فلپ کو ہلاک کرنے سے قاصر رہے۔ تو کیا واقعی اس کوشش سے دست بردار ہو جائیں گے؟ بہرحال ایک بات ظاہر ہے۔ یعنی اگر زندہ رہ گئے۔ تو ان کا یہ منحوس قانون بلا مخالفت پاس ہو جائے گا۔"

انہوں نے وقت دیکھا۔ جب سے سر فلپ نے اپنے کمرہ کا دروازہ بند کیا۔ صاحب کمشنر گھڑی ہاتھ میں لئے بیٹھے تھے۔

"بارہ منٹ رہ گئے" انہوں نے گہری سانس لے کر کہا۔

وہ اٹھ کر بند دروازہ کے پاس گئے۔ اور کان لگا کر سنتے رہے۔

پھر واپس آ کر کہا۔

"اندر خاموشی ہے۔ کوئی آواز سنائی نہیں دیتی"

پانچ منٹ کے آخری وقفہ میں ایک ایک ثانیہ گھنٹے کی طوالت سے بسر ہوا۔

"ٹھیک آٹھ ہو گئے" دفعتاً فاطمہ نے کھچی ہوئی آواز سے کہا۔ "اب دیکھیں..."

عین اس وقت بگ بن کے گھڑیال نے آٹھ بجانے شروع کئے۔

"ایک" فاطمہ نے آوازیں گنتے ہوئے کہا۔

"دو..."

"تین... چار..."

"پانچ... آہ۔ یہ کیا!" اور وہ جھٹ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا تھا؟ میں نے نہیں سنا... ہاں ہاں سنا..." صاحب کمشنر نے اندازِ توحش سے کہا۔ اور دونو دوڑ کر دروازہ کے پاس گئے۔

صاحب کمشنر نے فاطمہ سے بھی پہلے اپنا کان کنجی کے سوراخ سے لگا دیا پھر بولے

"یہ کیا!... یہ کیا؟"

بند کمرہ سے پہلے اک تیز نزعی چیخ سنائی دی۔ پھر گرنے کی آواز آئی۔ اس کے بعد خاموشی...

"بھاگو... دوڑو" فاطمہ نے سپاہیوں کو مجنونانہ اشاروں سے بلاتے ہوئے کہا۔

اور پوری طاقت سے بند دروازہ کو ٹکر لگائی۔

مگر دروازہ بے حد مضبوط تھا۔ ہلا تک نہیں۔

"ایک ساتھ ہلا کرو" صاحب کمشنر نے حکم دیا۔

تین دیو ہیکل سپاہیوں نے مل کر ٹکر لگائی۔ دروازہ ٹوٹ گیا۔

صاحب کمشنر اور فاطمنہ دوڑتے ہوئے اندر گئے۔ مگر
"میرے خدا!" جاتے ہی فاطمنہ کے منہ سے بے اختیار نکلا۔
سامنے اس میز پر جس کے پاس صاحب وزیر خارجہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کا بے جان بدن ڈلکا ہوا نظر آیا۔
کچھ سامان جو میز پر پڑا تھا زمین پر گر گیا۔ مگر اس کے سوا کوئی غیر معمولی بات نہ تھی۔
صاحب کمشنر نے سرفلپ کو ذرا سا اٹھا کر دیکھا۔ بس ایک نظر کافی تھی۔
"ہو چکے!" انہوں نے گلوگیر لہجہ میں کہا۔ اور پھر چاروں طرف دیکھا۔
بے جان لاش یا پولیس کے سوا کمرہ ہر طرح سے خالی تھا!

باب ۔ ۱۱

کمرہ عدالت میں

۱

آج کا رونر کی عدالت میں غیر معمولی بھیڑ تھی۔ بے شمار لوگ صاحب کمشنر پولیس اور سر فرانسس کیبلنگ لندن کے نامی ڈاکٹر کے بیانات سننے آئے ہوئے تھے۔
کارروائی شروع کرنے سے پہلے صاحب افسر تحقیقات مرگ نے بیان کیا کہ میرے پاس بہت سے خط اس قسم کے آئے ہیں۔ جن میں ہر شخص نے اپنے اپنے خیال سے سرفلپ کی موت کے اسباب واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ بعض کے نظریئے خاص طور پر مضحکہ خیز ہیں۔
انہوں نے دو خط پڑھ کر سنائے۔

"مسٹر جارج کینیڈی کلیپھم سے لکھتے ہیں۔ ان کی رائے میں سر زلپ کی موت کسی مشرقی سحر کے ذریعہ ہوئی ہے" (عدالت میں قہقہہ) ایک اور صاحب مسٹر ولیم برنز رائے ظاہر کرتے ہیں کہ چار منصف آدمیوں نے ایک جن قید کر رکھا ہے اور وہ اس سے کام لیتے ہیں" (پھر قہقہہ اور آرڈر۔ آرڈر کی آوازیں)

اس کے باوجود" صاحب کارونر نے خطوں کو ہاتھ سے رکھتے ہوئے کہا "پولیس اس معاملہ میں پبلک کی رائے معلوم کرنا چاہتی ہے۔ اس لئے ہر قسم کے خیالات پر جو پیش کئے جائیں۔ غور کیا جائے گا"

پہلا گواہ۔ کمشنر پولیس

اس کے بعد گواہوں کے بیانات شروع ہوئے۔

صاحب کمشنر پولیس نے باقرار صالح ان واقعات کی تفصیل بیان کی جو صاحب وزیر خارجہ کی موت سے پہلے پیش آئے تھے۔ پھر کمرہ کی اس حالت کا نقشہ دکھایا جب وہ اور سپرنٹنڈنٹ فالمتھ دروازہ توڑ کر اندر گئے۔ اور آخر میں کہا کمرہ کے دو طرف کتابوں کی الماریاں تھیں تیسری جانب مغرب میں تین کھڑکیاں اور چوتھی طرف لکڑی کا ریک جس پر لپیٹے ہوئے سرکاری نقشے پڑے رہتے ہیں۔"

"کھڑکیاں بند تھیں؟"

"ہاں بند"

"بند اور محفوظ؟"

"جی ہاں۔ ہر طرح محفوظ۔ ہم نے احتیاطاً ان کے باہر لوہے کے شہتیر لگوا دیے تھے"

"آپ کی رائے میں اس کا تو کچھ شبہ نہیں کہ کسی نے کھڑکیوں کو توڑ کر ان کی راہ سے داخل ہونے کی کوشش کی ہو؟"

"بالکل نہیں"

"کمرہ کی تلاشی لی گئی ہوگی؟"

"ہم نے اسے ایک ایک انچ کر کے دیکھا تھا۔"

جیوری کے فورمین کی طرف سے "کیا اسی وقت؟"

"جب لاش اٹھوائی جا چکی تو کمرہ میں جتنا بھی فرنیچر موجود تھا۔ اس کی ہر چیز باہر نکال کر دیکھی گئی۔ فرش تک اٹھوا دیے۔ اور برہنہ دیواروں میں ٹھوکے دیے..."

"مگر کوئی نشان نہ مل سکا؟"

"قطعاً نہیں۔"

"کمرہ میں آتشدان ہوگا؟"

"ہاں ہے۔"

"کیا یہ ممکن ہے کوئی شخص اس راہ سے کمرہ میں داخل ہوا ہو؟"

"نہ۔"

"آپ نے اخبارات پڑھے ہوں گے؟"

"ہاں بعض"

"کیا آپ کو معلوم ہے بعض حلقوں میں یہ قیاس ظاہر کیا جاتا ہے کہ سر فلپ کو غالباً کسی قسم کی زہریلی گیس کے ذریعہ ہلاک کیا گیا تھا؟"

"میں نے اس قسم کے چند ایک مضمون پڑھے ہیں۔"

"تو آپ کی رائے میں ایسا ہونا کیا ممکن ہے؟"

"جہاں تک میں خیال کر سکتا ہوں۔ نہیں۔"

فورمین کی طرف سے "آپ کو کمرہ میں کوئی چیز ایسی نظر آتی جس کے ذریعہ سے اس قسم کی گیس داخل کی جا سکتی؟"

گواہ نے تھوڑا تامل کیا پھر کہا "نہیں۔ البتہ کول گیس[۵] مہیا کرنے کی ایک پرانی

---

۵ پتھر کے کوئلہ کی گیس جو روشنی کے کام آتی تھی۔ اور بجلی سے پہلے عام طور پر رائج تھی۔

نالی اس کمرہ میں میز کے عین پاس لگی ہوئی ہے کسی زمانہ میں اس کے ذریعہ گیس کی روشنی کی جاتی تھی۔ مگر اب بے کار ہے" (عدالت میں سنسنی)

"آپ جب کمرہ میں گئے، گیس کی موجودگی کے آثار نظر آتے تھے؟"

"نہیں"

"کوئی بو؟"

"نہیں"

"آپ کو معلوم ہے بعض گیسیں بُو سے خالی ہونے پر بھی سخت مہلک ہیں مثلاً کاربن ڈایا اوکسائیڈ؟"

"میں جانتا ہوں"

وزیبن کی طرف سے "کمرہ میں جانے کے بعد آپ نے کسی تجربہ کے ذریعہ یہ بات تحقیق کی تھی کہ وہاں کوئی گیس موجود ہے یا نہیں؟"

"تجربہ بے شک نہیں کیا گیا۔ مگر میں چونکہ فوراً ہی کمرہ میں چلا گیا تھا۔ اس لئے گیس اگر ہوتی۔ تو میں اس کو منتشر ہونے سے پہلے ضرور معلوم کر لیتا۔"

"کمرہ میں کوئی بے ترتیبی نظر آئی کہ؟"

"ہاں تھی"

"مہربانی سے مفصل بیان کیجیے۔ کہ آپ جب اندر گئے۔ تو میز کی عام حالت کیا تھی؟"

"اکثر چیزیں فرش زمین پر گر گئی تھیں۔ مگر دو یا تین وزنی اشیا مثلاً چاندی کے شمعدان وہیں رہ گئیں، متعدد کاغذات شیشہ کی دوات۔ قلم۔ ٹوٹا ہوا گلدان اور (گواہ نے پاکٹ بک نکال کر سیاہی مائل گلابی رنگ کی ایک چھوٹی سی خشک چیز دکھائی) اور کچھ اس قسم کے پھول کمرہ میں بکھرے ہوئے تھے۔"

"آپ جب اندر گئے۔ تو سر فلپ کے ہاتھ میں کوئی چیز نظر آئی ؟"

"ہاں یہ" گواہ نے وہی سوکھا ہوا گلاب کا پھول دکھاتے ہوئے کہا۔ اور اس واقعہ سے حاضرین عدالت میں خوف کی لہر پھیل گئی ۔

"یہ کیا ہے ؟"

"گلاب کا خشک پھول"

اس موقعہ پر کارونر نے صاحب کمشنر کا تحریری بیان ایک نظر دیکھا۔

"اچھی طرح یاد کر کے جواب دیجئے۔ سر فلپ کے اس ہاتھ پر۔ جس میں یہ پھول پکڑا ہوا تھا۔ کوئی نشان بھی نظر آیا ؟"

"ہاں اس مقام پر جہاں پھول ان کے ہاتھ سے لگا ہوا تھا سیاہ رنگ کی ایک گول چتی موجود تھی (سنسنی)"

"آپ بتا سکتے ہیں وہ کس چیز کا داغ تھا ؟"

"افسوس نہیں"

فورمین کی طرف سے "اچھا اور اس داغ کو دیکھنے کے بعد آپ نے کیا کارروائی کی ؟"

"میں نے تمام پھولوں کو احتیاط کے ساتھ اکٹھا کیا۔ اور ٹوٹے ہوئے گلدان میں جو پانی رہ گیا تھا۔ اسے بھی ایک صاف جاذب میں حاصل کر کے ساری چیزیں کیمیائی تحقیقات کے لئے دفتر وزارت میں بھجوا دیں۔"

"آپ کو معلوم ہے اس تحقیقات کا نتیجہ کیا نکلا ؟"

"جہاں تک میں نے سنا ہے۔ کوئی مفید بات معلوم نہ ہوسکی۔"

"کیا اس پھول کی بعض پتیوں کا بھی امتحان کرایا گیا تھا۔ جو آپ کے ہاتھ میں ہے ؟"

"ہاں کرایا گیا تھا" پھر اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے صاحب کمشنر نے فرمایا۔ "اس روز

ڈاؤننگ سٹریٹ کے چاروں طرف پولیس کا اتنا زبردست پہرہ تھا۔ کہ کسی آدمی کے لیئے صاحب وزیر اعظم کے کمرہ میں خفیہ داخل ہونا۔ قطعاً غیر ممکن ہوتا۔ بعد ازاں سرفلپ کی ہلاکت کا علم ہوتے ہی۔ پولیس کے جوانوں کو حکم دیدیا گیا تھا۔ کہ چاروں طرف انتہائی سختی سے ناکہ بندی کی جائے۔ تاکہ قاتل اگر مکان کے اندر ہو۔ تو باہر نہ جا سکے۔" انہوں نے یہ بھی کہا کہ بعض آدمی متواتر ۲۴ گھنٹہ سے پہرہ دے رہے تھے۔"

اس وقت ایک اور سنسنی پیدا کرنے والی بات اتفاقاً ظاہر ہوئی۔ صاحب کار و نر نے جو کمشنر پولیس سے سوالات پوچھتے ہوئے تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ان کے تحریری بیان کو دیکھ لیتے تھے۔ دفعتاً سوال کیا۔

"آپ کو ٹیری نام کے کسی آدمی کا کچھ حال معلوم ہے؟"

"ہاں ہے"

"وہ کیا انہی مجرموں میں شامل تھا۔ جو اپنے آپ کو چار منصف آدمی کے نام سے موسوم کرتے تھے؟"

"میرے خیال میں وہ ان چاروں میں سے ایک تھا۔"

"اور پولیس نے اس کی گرفتاری کا انعام بھی مشتہر کیا تھا؟"

"ہاں۔ کیا تھا۔"

"اس آدمی ٹیری پر کیا یہ شبہ تھا کہ وہ بھی سرفلپ ریمن کی سازش قتل میں شریک ہے؟"

"ہاں بھی"

"پھر کیا اس کا سراغ ملا؟"

"ہاں"

اس ایک لفظ کو سن کر حاضرین عدالت کے منہ سے بے اختیار کلمہ حیرت نکلا۔

"کب؟"

"آج سویرے"

"کس جگہ؟"

"دومنے کی دلدل پر"

"کیا سر ٹسی اس جگہ مردہ پایا گیا؟"

"ہاں" (سنسنی)

"کیا اس کی لاش پر بھی کوئی غیر معمولی نشان تھا؟" (حاضرین دم روک کر جواب کا انتظار کر رہے تھے)

"اس کی دائیں ہتھیلی پر بھی ویسا ہی سیاہ نشان دیکھا گیا جیسا سر فلپ ریمن کے ہاتھ پر تھا" (بہت آدمی اس جواب کو سن کر بے اختیار کانپ گئے)

"ویسا ہی پھول کیا اس کے ہاتھ میں بھی تھا؟"

"نہیں"

تو زمین کی طرف سے کوئی علامت ایسی نظر آئی جس سے معلوم ہوتا اس کی موت کن حالات میں واقع ہوئی؟"

"کوئی نہیں"

آخر میں گواہ نے یہ بھی کہا کہ لاش کی جامہ تلاشی لی گئی تھی۔ مگر جیبوں میں کوئی تحریر کسی قسم کی نہیں ملی۔

دوسرا گواہ ۔ سر فرانس کیٹلنگ

دوسرے گواہ لندن کے نامی سرجن سر فرانسس کیٹلنگ تھے۔ اور عدالت نے ان کی حیثیت کا لحاظ کرکے انہیں وکلا کی جائے نشست سے ہی گواہی کی اجازت دیدی تقریباً نصف گھنٹہ خالی اصطلاحی سوالات میں گذر گیا۔ جن کے دوران میں انہوں نے بیان کیا کہ سر فلپ کی موت کے اسباب سہ گونہ ہو سکتے ہیں۔ اول قدرتی۔ کیونکہ

ان کا دل کمزور تھا۔ دوم اتفاقی مثلاً حبس دم وغیرہ ان کے علاوہ تیسری صورت یہ ہے، ممکن ہے کہ انہیں کسی تیز مگر کند وار سے ہلاک کیا گیا ہو جس کا ان کے بدن پر کوئی نشان باقی نہ رہے۔

"آپ نے لاش کا پوسٹ مارٹم کیا تھا۔ کیا اس میں زہر کے آثار نظر آئے؟"

"بالکل نہیں"

"آپ نے پہلے گواہ کا بیان سنا ہوگا؟"

"ہاں سنا ہے"

"اس کا وہ حصہ بھی جس میں سیاہ داغ کا ذکر آیا تھا؟"

"وہ بھی"

"آپ نے اس داغ کا معائنہ کیا؟"

"ہاں کیا تھا"

"پھر اس کے متعلق آپ کی طبی رائے کیا ہے؟"

"میرے خیال میں وہ ایسا داغ تھا جو کسی تیزاب کی جانب سے پیدا ہو سکتا ہے"

"مثلاً کاربالک ایسڈ؟"

"ہاں مثلاً کاربالک ایسڈ۔ مگر جہاں تک میں نے تحقیق کیا۔ وہ کسی معمولی تیزاب کا نشان نہ تھا"

"آپ نے ٹیری کا ہاتھ بھی دیکھا؟"

"ہاں"

"ویسا ہی داغ اس پر بھی تھا"

"تھا مگر بڑا۔ اور بے قاعدہ"

"آپ کہہ سکتے ہیں وہ بھی کسی تیزاب کا نشان تھا"

"میں اس بارہ میں کوئی رائے ظاہر نہیں کر سکتا۔"

فورمین کی طرف سے "آپ نے وہ باتیں پڑھی ہیں جو پبلک اور اخبارات نے اس بارہ میں ظاہر کی ہیں؟"

"ہاں میں نے بعض ان کو پڑھا ہے۔"

"آپ کی رائے میں سر فلپ کی موت۔ بیان کردہ ذریعوں میں سے کسی طرح ممکن ہو سکتی ہے؟"

"کیا کسی مشرقی سحر یا جن کی وساطت سے؟" (قہقہہ)

"نہ خیر ان کو جانے دیجئے۔ بہرحال گیس کے بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟"

"میرے خیال میں گیس کا استعمال ناممکن تھا۔ کیونکہ اسے اگر برتا جاتا۔ تو کچھ نہ کچھ علامات ضرور رہ جاتیں"

"ممکن ہے۔ کوئی نامعلوم زہر کمرہ میں داخل کیا گیا ہو۔ جو مہلک اثرات رکھتے ہوئے کسی طرح کا نشان نہ چھوڑے۔"

"اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا زہر آج تک طبی دنیا میں دریافت نہیں ہوا۔"

"آپ نے وہ پھول دیکھا ہو گا۔ جو سر فلپ کے ہاتھ میں تھا؟"

"ہاں ۔ دیکھا تھا۔"

"اس کے متعلق آپ کیا رائے رکھتے ہیں؟"

"کچھ نہیں۔ ایک عام بے ضرر پھول تھا۔"

"داغ کے بارہ میں؟"

"وہ داغ اس پھول سے بہرحال پیدا نہ ہوا ہو گا۔"

فورمین کی طرف سے "کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ سر فلپ کی موت کے بارہ میں آپ نے کوئی خاص نظریہ قائم نہیں کیا؟"

"میں وہ تین طریقے بیان کر چکا ہوں جن کے ذریعہ ان کی موت واقع ہو سکتی تھی اور ان پر قائم ہوں۔"

"ہپناٹزم کو آپ مانتے ہیں؟"

"کسی حد تک"

"اور اس بات کو بھی کہ ایک آدمی دوسرے پر ہپناٹزم کا اثر پیدا کر کے اسے مجبور کر سکتا ہے؟"

"کسی حد تک میں اس کو بھی مانتا ہوں"

"کیا آپ کی رائے میں ایک شخص دوسرے کو جسے پہلے بزور دھمکایا جاتا رہا ہو۔ دور بیٹھا ہوا ہپناٹک اثر سے ہلاک کر سکتا ہے؟"

"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔"

"کیا آپ اس کو ممکن سمجھتے ہیں کہ سر فلپ کو ہپناٹزم کے زور سے ہلاک کیا گیا ہو؟"

"نہیں"

فورین کی طرف سے "آپ نے ایسے کند وار کا ذکر کیا تھا جس سے بدن پر کوئی نشان باقی نہ رہے۔ کیا ایسا وار کبھی آپ کے مشاہدہ میں آیا؟"

"دو بار"

"اور ہر حالت میں وار اتنا سخت تھا۔ کہ اس سے کوئی آدمی ہلاک ہو گیا؟"

"ٹھیک اسی طرح"

"اور اس وار کا مرنے والے پر کوئی نشان باقی نہ رہا؟"

"میں نے جاپان میں بچشم خود ایسا واقعہ دیکھا ہے۔ ایک آدمی نے دوسرے کے گلے پر عجیب طرح کا دباؤ ڈال کر اسے ہلاک کر دیا۔ مگر اس کا نشان کہیں نظر نہ آتا تھا۔"

"مگر ایسے واقعات کیا عموماً پیش آ سکتے ہیں؟"

"ہرگز نہیں۔ یہ ایک بالکل غیر معمولی واقعہ تھا۔ اور اس سے طبی حلقوں میں بڑی سنسنی پیدا ہو گئی تھی۔ پوری کیفیت رسالہ برٹش میڈیکل جرنل بابت ۱۸۹۶ء میں شائع ہو چکی ہے"

"اور آپ کو پورا یقین ہے کہ مرنے والے کی گردن پر کوئی داغ یا نشان نظر نہ آتا تھا؟"

"قطعاً نہیں"

فاضل ڈاکٹر نے اپنے بیان کی تائید میں رسالہ مذکور کا ایک لمبا اقتباس بھی پڑھ کر سنایا

"تو کیا آپ کی رائے میں سر نلپ کو بھی اسی طرح پر ہلاک کیا گیا ہوگا؟"

"ممکن ہے"

نوزیمن کی طرف سے "آپ سنجیدگی سے ایسا کہتے ہیں؟"

"ہاں"

چند اور اصطلاحی سوالات کے بعد یہ بیان ختم ہو گیا۔

سر فرانسیس کیٹلنگ کی شہادت ختم ہونے پر حاضرین کی دبی ہوئی آوازوں کا مدھا شور کمرہ میں پھیل گیا۔ ہر شخص ان کی شہادت سے مایوس نظر آتا تھا۔ امید کی جاتی تھی ان کا بیان سر نلپ زیمن کی موت کے راز پر کچھ روشنی ڈال سکیگا۔ مگر افسوس وہ بھی کوئی نئی بات ظاہر نہ کر سکے۔

تیسرا گواہ۔ سپرنٹنڈنٹ فالمتھ

تیسرے گواہ سپرنٹنڈنٹ فالمتھ شہادت کے لئے کھڑے ہوئے تو ایک عجیب ذہنی اضطراب میں مبتلا نظر آتے تھے۔ وہ شاید اپنے دل میں یہ بات محسوس کر رہے تھے کہ سر نلپ زیمن کی موت کے سانحہ میں پولیس کسی طرح بری الذمہ نہیں ہو سکتی۔ ویسے جہاں تک حفاظتی انتظامات کا تعلق تھا۔ ان کی طرف سے نہایت مکمل تدابیر اختیار کی گئی تھیں پھر بھی وہ سمجھتے تھے۔ کوئی خامی ضرور ایسی رہ گئی ہوگی جس سے مجرموں کو فائدہ حاصل کرنے

کا موقعہ مل گیا۔ اخبار بین حضرات کو یاد ہوگا کہ سرفلپ کی ہلاکت کے دوسرے دن سپرنٹنڈنٹ فالمتھ اور صاحب کمشنر دونوں نے استعفے داخل کر دیے تھے۔ جو صاحب وزیر اعظم کے اصرار بلیغ پر ان کو واپس لینے پڑے۔

فالمتھ نے صاف اور واضح آواز میں بڑی حد تک ان بیانات کو دہرایا۔ جو صاحب کمشنر پولیس اس سے پہلے دے چکے تھے۔ اور پھر ضمناً کہا کہ سرفلپ کی موت کے وقت میں ان کے کمرہ کے باہر بند دروازہ کے عین پاس بیٹھا ہوا تھا۔ فالمتھ کا بیان مجموعی طور پر بڑا اندوہناک اور رقت خیز تھا۔ کمرہ عدالت میں اس وقت غیر معمولی سناٹا چھا گیا

"آپ کہتے ہیں یکایک سرفلپ کے کمرہ میں ایک عجیب شور سنائی دیا؟"

"ہاں"

"کیا آپ اس شور کی نوعیت بیان کر سکتے ہیں؟"

"افسوس میں اپنے احساس کو پوری طرح واضح نہیں کر سکتا۔ وہ کچھ ایسی آواز تھی جسے لفظوں میں بیان کرنا سخت مشکل ہے۔ زیادہ سے زیادہ میں اس کی مشابہت اس رگڑ سے دے سکتا ہوں۔ جو کسی ہموار فرش پر صوفہ یا کرسی کے گھسٹنے سے پیدا ہوتی ہے۔"

"کیا وہ ایسی آواز تو نہ تھی۔ جو کسی بھاری دروازہ کے کھلنے یا چوبی تختہ کے ہٹنے سے پیدا ہوتی ہے؟"

"ہاں یوں ایسی ہی سمجھئے۔" (سنسنی)

"اور کیا اسی کے لئے آپ نے اپنی رپورٹ میں شور کا لفظ استعمال کیا ہے؟"

"ہاں"

"آپ جب اندر گئے تو کمرہ میں کوئی دروازہ کھلا ہوا دیکھا؟"

"نہیں"

"کوئی چور دروازہ؟... پختہ دیوار کا کوئی چوبی رخنہ؟"

"بالکل نہیں"

"کیا یہ ممکن سمجھا جا سکتا ہے کہ کوئی آدمی پہلے سے کتابوں کی الماری میں چھپا ہوا ہو؟"

"اول تو ایسا ہونا ہی ناممکن ہے۔ اور اگر ہو تو میرا جواب یہ ہے کہ الماریوں کا اس واقعہ سے پہلے اور اس کے بعد پوری احتیاط سے معائنہ کیا گیا تھا"

"اچھا پھر کیا ہوا؟"

"پہلے وہ شور سنائی دیا۔ پھر فوراً سر فلپ کی چیخ کانوں میں پہنچی۔ اسے سنتے ہی ہم نے دروازہ توڑنے کی کوشش کی"

فوربین کی طرف سے "دروازہ کیا اندر سے بند تھا؟"

"ہاں"

"اور سر فلپ اس میں تنہا تھے؟"

"اُن کی اپنی خواہش دروازہ بند کر کے اکیلا رہنے کی تھی۔ وہ پہلے سے اس کے لئے اصرار کر رہے تھے"

"اُن کی موت کے بعد آپ نے مکان کے ہر حصہ کی اچھی طرح تلاشی لی؟"

"ہاں"

"پھر اس سے کوئی نئی دریافت ہوئی یا نہیں؟"

"ایک نہایت معمولی دریافت جو ممکن ہے اس سانحہ سے تعلق رکھتی ہو۔ یا نہ رکھتی ہو"

"یعنی کیا؟"

"سر فلپ کے کمرہ کی بند کھڑکیوں میں سے ایک کے باہر دو چڑیاں[1] مری ہوئی پائی گئیں"

"کیا ان کا بھی معائنہ ہوا؟"

"ہاں۔ مگر ڈاکٹر نے طبی امتحان کے بعد یہ رائے ظاہر کی تھی کہ وہ سردی سے مر گئی ہیں"

---

[1] گذشتہ باب میں ساڑھے تین موتوں کا جو ذکر کیا گیا تھا۔ ان میں سے آدھی ان بے زبان جانوروں کی ہے

"اُن چڑیوں میں کسی زہر کے آثار دیکھے گئے؟"

"بالکل نہیں"

اس موقعہ پر دوسرے گواہ سر فرانسس کیٹلنگ کو کمرہ طلب کیا گیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ مردہ چڑیوں کا امتحان میں نے کیا تھا۔ ان میں زہر کے آثار قطعاً نہ تھے۔

"اگر فرض کر لیا جائے کہ سر فلپ کی ہلاکت کے لئے کوئی اس طرح کی گیس استعمال کی گئی ہوگی۔ جو مہلک ہونے کے ساتھ ہی بہت جلد منتشر ہونے کی تاثیر رکھتی ہے۔ تو کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ اس گیس کی تھوڑی سی مقدار نے کھڑکی کی درزوں سے خارج ہو کر باہر بیٹھی ہوئی چڑیوں کو بھی مار دیا ہو۔"

"ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ ایسی گیس واقعی برتی گئی ہو۔ اور وہ چڑیاں حقیقتاً کھڑکی کے باہر بیٹھی ہوئی ہوں"

فوربن کی طرف سے "آپ کی رائے میں ان چڑیوں کی موت کا سر فلپ کی موت سے کوئی تعلق تھا؟"

"غالباً نہیں"

یہاں پر سپرنٹنڈنٹ والتھم کا بیان پھر شروع ہوا۔

"آپ کو کمرہ میں کوئی غیر معمولی آثار نظر آئے تھے؟"

"بالکل نہیں"

کارونر نے بلی مارکس اور پولیس کے تعلقات پر متعدد سوالات پوچھے۔ اور آخر میں کہا۔

"کیا وہ نشان جو سر فلپ اور ٹیری کے ہاتھوں پر دیکھا گیا۔ اس شخص مارکس کی لاش پر بھی موجود تھا؟"

"نہیں"

۲

بہت لمبی کارروائی کے بعد کارونر کی جیوری نے سرشام سر فلپ کی موت۔ اسباب نامعلوم سے پیش آنے اور کسی شخص یا اشخاص نامعلوم کے جرم قتل عمد کے مرتکب ہونے کا فتوےٰ صادر کیا۔ اس وقت جب اجلاس ختم ہونے پر اکثر حاضرین چھوٹے چھوٹے گروہ بنائے۔ اس عجیب وحیرت خیز واقعہ پر تبادلہ خیالات کر رہے تھے۔ صاحب کارونر رخصت ہونے کے لئے کمرہ عدالت سے باہر نکلے مگر ایک دوست کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔

"ہلو کارسن" انہوں نے حیرت سے کہا "کیا تم بھی یہیں تھے؟ میں سمجھتا تھا دیوالیوں کے بھگتان سے کم فرصت ملی ہو گی۔ مگر دیکھا کتنا پراسرار جرم تھا"

"نہایت پراسرار اور عجیب" ان کے دوست نے جو بعض دیوالیہ کمپنیوں کا لکویڈیٹر تھا تسلیم کیا۔

"کیا سارا عرصہ یہیں تھے؟"

"میں نے شروع سے آخر تک سب کارروائی سنی ہے"۔

"تو دیکھا ہو گا۔ فوریئن کتنا ہوشیار آدمی تھا"

"وہ میرے خیال میں تجارت سے زیادہ قانون کا ماہر ہے"

"آہ۔ شاید تم اسے جانتے ہو؟"

"جانتا ہوں" ان کے دوست نے نجماتی لے کر کہا "نادان سمجھے ہوئے تھا کہ تجارتی دنیا میں انقلاب پیدا کر دے گا۔ اس خیال سے اس نے تصویریں چھاپنے کا ایک کارخانہ بھی مول لیا تھا۔ وہی ایتھر نگٹن والا کارخانہ۔ اب وہ گئی ہوئی بلا پھر ذمہ آپڑی ہے۔"

"کاروبار میں کچھ گھاٹا رہا؟"

"نہ خیر وہ گھاٹا تو نہیں مانتا۔ بہرحال کہتا تھا "ملک کی آب وہوا اس نہیں آتی۔ کچھ بھلا سا نام ہے"

بینفرڈ" کاروزنے جواب دیا۔

اور دونو باتیں کرتے ہوئے ایک طرف کو چل دیے۔

باب ۔ ۱۲

سراغ

۱

نظارہ صاحب کمشنر پولیس کے دفتر میں تبدیل ہوتا ہے۔

فالمنھوان کے سامنے میز کے دوسری جانب۔ مایوسانہ ہاتھ جوڑے۔ تصویر حسرت بنا ہوا بیٹھا تھا۔ بیچ میں جاذب کے پیڈ پر ایک ملگجا کاغذ تھا جسے باری باری دونو پڑھ چکے تھے صاحب کمشنر نے پھر اس کو پڑھا۔ لکھا تھا:۔

"یہ خط جب آپ کو ملیگا۔ ہم چار ضعیف آدمی (جواب واقعہ میں تین رہ گئے ہیں) اطراف عالم میں اس طرح پھیل چکے ہوں گے کہ آپ چاہے جتنا تلاش کریں۔ ہم تک نہ پہنچیں گے طنز و تضحیک ہمارا شیوہ نہیں نہ یہ ہماری عادت ہے۔ اس لئے ہم اگر لکھیں کہ جو کام ہمیں کرنا تھا پورا ہو گیا۔ اور اس مجبوری کا سب سے بڑھ کر افسوس خود ہمارے دلوں میں ہے تو خدا کے لئے اس کو خواہش فخر یا تمنائے نمود پر محمول نہ کیجیے گا۔

"اس کے باوجود معلوم ہوتا ہے سرفلپ کی موت ہماری کوششوں سے بڑھ کر اتفاق غیبی کا نتیجہ تھی جس سے ضمناً ہمارے اس دعوے کی تصدیق ہوتی ہے کہ خدا آپ ہماری وساطت سے انصاف کرتا ہے۔ ٹیری نے دم آخر میں غلطی کی اور اس کی سزا پائی۔ ہم سے یہ سہو ہوا کہ اس کی معلومات پر بھروسہ کرتے رہے۔ خیر جو ہوا۔ اچھا ہو گیا۔ سردست شاید آپ کو ہمارے بیان پر یقین نہ آئے گا۔ مگر جب کبھی محنت شاقہ سے وزیر خارجہ

کی موت کا راز حل ہوا تو ضرور آپ کا اطمینان ہوجائے گا۔ الوداع"

"میری سمجھ میں نہیں آتا۔ اس کا کیا مطلب ہے" صاحب کمشنر نے خط کو وہیں میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

فالتھم نے مایوسانہ سر ہلایا۔

"محنت! اس نے رنج آمیز لہجہ میں کہا "میں نہیں جانتا جو محنت اس راز کے حل کرنے میں ہم نے آجتک کی ہے۔ اس سے زیادہ کیا ہوتی؟ ہم نے ڈاوننگ سٹریٹ والے مکان کا کونا کونا کھونڈ ڈالا۔ پر اس عقدہ کا حل نہ معلوم ہونا تھا۔ نہ ہوا"

"تم نے سر فلپ کے کاغذات بھی دیکھے؟ شاید ان سے کچھ مدد ملتی" یہ صاحب کمشنر کے الفاظ تھے۔

"افسوس" فالتھم نے دونوں ہاتھ پھیلاتے ہوئے جواب دیا۔ "ان کاغذات کو خود میں نے ایک ایک کر کے دیکھا۔ مگر بے سود"

صاحب کمشنر قلم کی ڈنڈی منہ میں لئے متفکرانہ سوچ رہے تھے۔

"سر فلپ کے دہاتی مکان کی بھی تلاشی لی؟" آخر کار انہوں نے کہا۔

فالتھم نے دونوں ابرو سکوڑ لئے

"میں نہیں جانتا اس سے کیا ہوتا"۔

"نہ پورٹ لینڈ پلیس والے مکان کی؟

"نہ اس کی۔ وہ بھی ان دنوں عارضی طور پر بند اور مقفل تھا"

صاحب کمشنر کھڑے ہو گئے۔

"میرے خیال میں ایک نظر اسکو دیکھ لینے میں برائی نہیں" انہوں نے اشارتاً کہا۔ "اب سر فلپ کے وارثوں کے قبضہ میں ہے"

وزیر خارجہ کی موت کا راز سپرنٹنڈنٹ فالمتھ کو دن رات میں ایک لمحہ چین نہ لینے دیتا تھا۔ صاحب کمشنر کا حکم پاتے ہی وہ اس نئی کوشش کے لئے بھی آمادہ ہوگیا۔

کرایہ کی موٹر پر بیٹھ کر وہ سیدھا اس طرف روانہ ہوا۔ پاؤ گھنٹہ بعد وہ سر فلپ کے ذاتی مکان کے دروازہ پر کھڑا تھا۔

ایک متین صورت فربہ اندام نوکر نے دروازہ کھولا۔ یہ سر فلپ کا داروغہ پرکس تھا اس نے فالمتھ کو دیکھ کر سلام کیا۔

"پرکس" فالمتھ نے کہا "میں اس مکان کو ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں جس دن سے سر فلپ گئے، کسی نے کسی چیز کو چھیڑا تو نہیں؟"

داروغہ نے صورت انکار سر ہلایا۔

"جی نہیں" اس نے جواب دیا "سب سامان اسی طرح رکھا ہے۔ وکیلوں نے ابھی فہرست بھی تیار نہیں کی"

سرد اور سنسان ڈیوڑھی سے گذر کر فالمتھ اس چھوٹے آرام دہ کمرہ میں گیا جس میں داروغہ رہا کرتا تھا۔ اور کہنے لگا۔

"سب سے پہلے میں ان کی بیٹھک دیکھوں گا"

"یہ میرے خیال میں مشکل ہے" پرکس نے مودبانہ جواب دیا۔

سراغرساں کے کان کھڑے ہوگئے۔

"کیوں؟" اس نے کڑے لہجہ میں پوچھا۔

"بات یہ ہے اس کمرہ کی کنجی میرے پاس نہیں۔ سرکار نے بیٹھک کے لئے ایک خاص قفل تیار کرایا تھا۔ اور اس کی کنجی ہمیشہ اپنے پاس رکھا کرتے تھے۔ ایک ذمہ دار وزیر کی حیثیت میں انہیں اس بات کا بڑا خیال تھا کہ کوئی ان کی بیٹھک میں نہ جائے۔ اس میں ہر طرح کے کاغذات رکھے رہتے تھے"

فالمتھ سوچنے لگا۔

دفعتاً اسے یاد آیا کہ سر فلپ نے ڈاؤننگ سٹریٹ والے مکان میں جانے سے پہلے بعض کنجیاں حفاظت کے لیے سکاٹ لینڈ یارڈ میں رکھوائی تھیں۔

اس نے کمشنر کے نام رقعہ لکھ کر ایک نوکر کے ہاتھ اسی موٹر پر سکاٹ لینڈ یارڈ بھیجا۔

اس اثنا میں اس کی داروغہ سے باتیں ہوتی ہیں۔

"کیوں پرکس، جب واردات ہوئی۔ تم کہاں تھے؟"

"جی میں سر کا ہے ذاتی مکان پر تھا۔ یاد ہو گا رخصت ہونے سے پہلے انہوں نے سب نوکروں کو وہاں بھیج دیا تھا۔"

"اور یہ مکان؟"

"خالی تھا... بالکل خالی"

"مگر واپس آ کر دیکھا ہو گا۔ کوئی نشان ایسا تو نہ تھا جس سے کسی کے یہ مکان میں گھسنے یا اس کی کوشش کرنے کا پتہ چلتا؟"

"جی نہیں" داروغہ نے جواب دیا۔ "اس کے سوا وہ کوئی اس مکان میں داخل کیسے ہوتا؟ کھڑکیوں میں آٹومیٹک قفل ہیں اور ہر کمرے میں الارم کے تار جو سیدھے کوتوالی سے ملتے ہیں"

"بہر حال کھڑکیوں یا دروازوں پر تم نے کوئی نشان ایسا نہیں دیکھا جس سے داخلہ کی کوشش کا سراغ ملتا؟"

داروغہ نے سر ہلایا!

"بالکل نہیں۔ میں ہر روز مکان کا گشت کرتا ہوں۔ کیا مجال کہیں سے غرض تک جھلا آ جائے۔ گذشتہ ہفتے وہی نوکر جسے رقعہ دے کر بھیجا گیا تھا۔ ایک باوردی افسر کے ساتھ واپس آیا۔ آخر الذکر نے کنجیاں دیں۔

داروغہ فالمتھ کو پھاٹک کی طرف لے گیا۔

دروازہ شاہ بلوط کی لکڑی کا بنا ہوا اور نہایت مضبوط تھا۔ مگر قفل بہت چھوٹا بالکل ذرا سا۔

فالتھ نے گچھا ہاتھ میں لیکر احتیاط سے کنجی تلاش کی۔ دو بار ناکام رہنے کے بعد تیسری کوشش میں دروازہ بے آواز کھل گیا۔

اندر تاریکی تھی۔ فالتھ دروازہ پر ٹھہر گیا۔

"آہ۔ میں بھول گیا" پرکس نے آگے بڑھ کر کہا۔ "ٹھیرئیے کھڑکیاں کھول دوں"

"مہربانی سے کھول دو" سر فرساں نے کہا

کھڑکیاں کھلنے سے روشنی پھیل گئی۔

ایک نہایت سادہ مگر مضبوط اور محفوظ کمرہ تھا۔ ویسا ہی جس میں صاحب وزیر خارجہ نے جان دی۔ مگر بند رہنے سے اس کی ہوا کثیف معلوم ہوتی۔

فرنیچر کا سامان جس میں اور دیواروں کے ساتھ کتابوں کی بھری ہوئی الماریاں تھیں کمرے کے وسط میں ایک چوڑی اور ٹھوس آبنوسی میز پر متعدد کاغذات سلیقہ اور اہتمام کے ساتھ رکھے ہوئے تھے۔

فالتھ نے دیکھا اس میز پر جو آئینہ کی طرح صاف رہا کرتی تھی۔ گرد کی موٹی تہ جمی ہوئی ہے ایک سرے پر خالی کرسی کے پاس ٹیلیفون نظر آئی

"اس کمرہ میں کیا بجلی کی گھنٹی نہیں ہے؟"

"جی نہیں" داروغہ نے جواب دیا "سر فرساں اس کو ناپسند کرتے تھے ایک چپراسی ہر وقت دروازہ کے باہر بیٹھا رہا کرتا تھا"

"آہ ٹھیک ہے" فالتھ کو یاد آ گیا لیکن۔۔۔۔۔۔"

اس نے جھک کر ٹیلیفون کو دیکھا۔

اس کا فولادی حصہ ٹوٹا ہوا اور جہاں دکنا ٹک کا سامان تھا۔ اس جگہ سیاہ

راکھ کا چھوٹا سا ڈھیر نظر آیا تھا جو اس کے ساتھ لگے ہوئے تھے۔ وہ بھی ٹیڑھے اور جلے ہوئے دکھائی دیئے۔

اس کے علاوہ میز کا وہ حصہ جہاں ٹیلیفون تھی آبلہ آمیز نظر آیا معلوم ہوتا تھا۔ اس پر تیز آگ کا اثر ڈالا گیا ہے۔

فالمتھ نے گہری سانس لی۔ پھر اس آدمی کی طرف مڑ کر جو سکاٹ لینڈ یارڈ سے کنجیاں لایا تھا۔ کہا۔

"ذرا دوڑ کر بکنگھٹ سے بجلی والے کو بلا لاؤ۔ کہنا ایک نہائت ضروری کام ہے۔ اسے اپنے ساتھ ہی لے کر آنا۔"

اس کے چند منٹ بعد جب بجلی والا آیا۔ تو فالمتھ وہیں میز کے پاس کھڑا ہوا اور جلی ٹیلیفون کو پریشان نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"مسٹر ملر" اس نے کہا "ذرا اس ٹیلیفون کو تو دیکھیے اسے کیا ہو گیا ہے؟"

بجلی والے نے چشمہ لگا کر غور سے اس کو دیکھا۔

"ہم" آخر کار اس نے کہا "معلوم ہوتا ہے کسی لائن مین نے سخت غفلت کی ہے"

"لائن مین!" فالمتھ نے حیرت سے کہا "میں نہیں سمجھا۔"

"میری مراد اس آدمی سے ہے جو ٹیلیفون کے تار لگایا کرتا ہے۔" ملر نے تشریح کی اور عینک کی راہ سے پھر ٹیلیفون کی طرف دیکھا۔

"آپ کیا دیکھتے نہیں" اس نے جلے ہوئے حصوں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"دیکھتا ہوں ٹیلیفون جلی ہوئی ہے مگر... کیوں؟"

بجلی والے نے ادھر جھک کر جلی ہوئی تار کا ایک ٹکڑا فرش سے اٹھایا۔

"میرا خیال ہے" اس نے بیان کیا "کسی نے غلطی سے بڑی طاقت کا تار... مثلاً وہ جو روشنی میں کام آتا ہے ٹیلیفون کے تار سے لگا دیا۔ اور... کوئی آدمی اگر میز کے پاس

ہوتا...“

وہ فقرہ کو نا تمام ہی چھوڑ کر چپ ہو گیا۔ اب اس کا چہرہ سُتا ہوا اور زرد تھا۔

”میرے خدا!“ آخر کار اس نے کہا ”معلوم ہوتا ہے سر فلپ کو بجلی سے ہلاک کیا گیا۔“

تھوڑی دیر سکوت رہا۔

دفعتاً فالمتھ نے جیب میں ہاتھ ڈال کر وہ پاکٹ بک نکالی جو بلی مارکس نے پانیکیٹ کی جیب سے چرائی تھی۔

”بس سارا راز حل ہو گیا!“ اس نے پاکٹ بک کھول کر دیکھتے ہی کہا ”اس میں ناموں کی فہرست کے سامنے جو نشانات ہیں ان سے برقی تار کی سمت ظاہر ہوتی ہے مگر“ اس نے پریشان ہو کر کہا۔ کیا وجہ تھی ڈاوننگ سٹریٹ والے مکان کی ٹیلیفون محفوظ رہی؟ وہاں ان دونوں کا باہمی تعلق تھا۔“

مسٹر ملر سیپ پر لرزہ براندام چپ کھڑا تھا۔ اس نے بے صبری سے سر ہلایا۔

”بجلی کے عجائبات کو بڑے بڑے ماہروں نے نہیں سمجھا... اس کے علاوہ ممکن ہے کرنٹ کی طاقت کسی اور طرف ہٹ گئی ہو۔ یا شارٹ ہی ہو گیا ہے۔ غرض ایسی کئی باتیں ظہور میں آ سکتی ہیں۔“

”ٹھیرو“ فالمتھ نے جلدی سے کہا۔ ”بالفرض تار جوڑنے میں غلطی ہو جاتی یعنی کرنٹ کی طاقت جوڑنے والے پر صرف ہوتی۔ تو...؟“

”تو بس یہی حالت پیش آ سکتی تھی“

”سمجھ گیا۔ سمجھ گیا“ فالمتھ نے سر جھکا کر کہا اور معاً اس کو چار مشتبہ آدمیوں کے خط کا وہ فقرہ یاد آیا جس میں لکھا ہوا تھا ”جیری نے دم آخر میں غلطی کی۔ اور اس کی سزا پائی“

”معلوم ہوتا ہے“ اس نے حاضرین سے زیادہ اپنے دل سے باتیں کرتے ہوئے کہا ”سر فلپ کو محض ذرا سا جھٹکا لگا۔ ان کا دل پہلے سے کمزور تھا۔ موت اس جھٹکے سے نہیں۔ دل

کی حرکت بند ہونے سے واقع ہوئی۔ ان کے ہاتھ کا نشان... مردہ چڑیوں کا واقعہ... سب کچھ

روز روشن کی طرح عیاں ہے۔"

a nice book

اس کے چند روز بعد پولیس کی ایک جماعت نے کارنابی سٹریٹ والے مکان پر دھاوا

کیا۔ مگر ایک ادھ جلے سگرٹ اور جہاز کی ٹکٹ کے ایک مٹنے کے سوا کوئی چیز نہ مل سکی۔

سگرٹ لندن کا بنا ہوا اور ٹکٹ نیویارک تک تین آدمیوں کے لئے تھا۔ جہاز لوکینیا

پر" یہ الفاظ اس کے ایک کونے پر لکھے ہوئے تھے۔

جہاز لوکینیا جب نیویارک پہنچا۔ تو امریکن پولیس نے اس کے ہر حصہ کی تلاشی لی

ایک ایک مسافر کو دیکھا۔ مگر چار منصف آدمی نہ مل سکے۔

اور کیسے ملتے۔ گونزالیز نے یہ مٹنے قصداً اس لئے چھوڑا تھا۔ کہ پولیس گمراہ ہو کر بھٹکے

ورنہ خدا جانے وہ لوگ دنیا کے کسی حصہ میں غائب ہو گئے۔ میں یہ [illegible]

اس کتاب کا شروع کا حصہ [illegible] ختم ہوا [illegible] زیادہ دلچسپ ہیں [illegible] لکھنے پر مجبور ہوں کہ [illegible]

[illegible] اگر آپ کو اس سے بہتر کتاب [illegible]

چار منصف آدمیوں [illegible]

کے اور کارنامے سے کچھ دلچسپی ہو تو مطلع فرمائیے تاکہ آپ کا نام ان کتابوں کے لئے محفوظ رکھا جائے

جو ان کے مزید کارناموں پر شائع کی جائیں گی۔ ان کا اگلا ناول

تین منصف آدمی

کے نام سے زیر تیاری ہے۔ یقین ہے وہ اس سے بھی دلچسپ ثابت ہوگا۔

عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ

جناب چوہدری وہاب الدین صاحب کمبوہ امرتسر ۔ بعض احباب کی مہربانی سے آپ کے ناولوں کا ذکر آیا ۔ اس پر سب کا اتفاق تھا کہ انگریزی کا ترجمہ جس فصاحت و بلاغت سے آپ کرتے ہیں اس کی نظیر اردو کے مترجموں میں بہت کم ملتی ہے ۔ ترجمہ ترجمہ ہی ہوتا ہے ۔ وہ مصنف کا بیان ۔ شکوہ الفاظ حسن ترتیب اور تاثیر بھی جوں کی توں پائی جاتی ہے ۔ ادائے مطالب میں فراوانی الفاظ کے لئے آپ لائق ستائش ہیں ۔ اس پر طرہ یہ کہ روزمرہ کے لحاظ سے آپ کی تحریر اگر انگریزی ناموں سے قطع نظر کی جائے تو ترجمہ نہیں تصنیف معلوم ہوتی ہے اس لحاظ سے آپ کا پایہ اردو مترجموں میں بہت بلند ہے ۔ اور ناظرین سے آپ کا زور قلم جبراً خراج تحسین وصول کرتا ہے ۔

جناب میر مومن علی صاحب وہاروڑ دکن ۔ ڈاکٹر نکولا دیکھا ۔ کیا عمدہ کتاب ہے ۔ اصل عبارت کی خوبی ترجمہ سے اور زیادہ ہو گئی ہے ۔ مسٹر تیرتھ رام فیروزپوری لائق صد مبارکباد ہیں ۔ جو ایسی کارآمد کتب کا ترجمہ کر کے ملک و قوم کی خدمت انجام دے رہے ہیں ۔ سچ تو یہ ہے منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کا ترجمہ درجہ اول میں جگہ رکھتا ہے ۔

جناب حاجی محمد عبدالستار صاحب لیہ لداخ :- ہر سہ کتابیں (اسرار زندگی ، سنہری بچھو و داشتہ کنا) ازحد دلچسپ اور قابل دید ہیں ۔ مشکور ہوں ۔

سردار کشن سنگھ صاحب بدرپور گھاٹ ۔ مجھ کو تو اگر شوق ہے تو منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کی ترجمہ کی ہوئی کتابوں کا ۔ کیونکہ ان کی طرز تحریر ہی ایسی ہے کہ خواہ مخواہ دل اپنی طرف کھینچ لیتی ہے ۔

جناب لال بہادر صاحب بیج ناتھ کانگڑہ ۔ میں خوب جانتا ہوں آپ کے ناول کس قدر دلچسپ ہوتے ہیں ۔ اور ترجمہ کرنے میں تو شاید ہی کوئی آپ کا مقابلہ کر سکتا ہو ۔

جناب عبدالشکور صاحب کراچی: میں بہت خوش ہوں کہ آپ نے سراب زندگی آتشی کتا۔ سنہری بچھو۔ ڈاکٹر منگولا اور انمول ہیرا ایسی عمدہ کتابیں شائع کیں۔ منشی تیرتھ رام جناب فیروزپوری مبارکباد کے مستحق ہیں۔ امید ہے وہ ایسے ناول ہمیشہ تیار کرتے رہیں گے

جناب اختر حسین خاں صاحب ہلال گورکھپور: منشی تیرتھ رام صاحب کے مترجمہ ناول بہت پسند کئے جاتے ہیں۔

جناب محمد جعفر صاحب کچے زہری کوئٹہ: یہ ناول سنہری بچھو بہت اچھا رہا۔

میاں محمد امین صاحب کوئٹہ:۔ جدید ناول جو آپ روانہ کریں۔ اس میں اس کا ضرور خیال رکھیں کہ ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری نے کیا ہو۔

جناب فتح محمد صاحب انصاری خیرپور:۔ ناول انمول ہیرا نہایت دلچسپ ثابت ہوا۔

جناب ایس۔ ایم اور سیس صاحب رنگون:۔ جو ناول آپ نے بھیجے تھے ملے۔ اور بہت پسند آئے۔

جناب عبدالرحمن خاں صاحب جالندھر شہر: ہم تو فقط منشی تیرتھ رام صاحب کی تحریروں کے شیدا ہیں۔ ان کے سوا کسی اور کا لکھا ہوا ناول درکار نہیں۔

جناب ایس۔ اے۔ حیدر صاحب جونپور:۔ منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کا کیا ہوا ترجمہ واقعی خوب ہے۔

جناب خواجہ تقیم جان صاحب بھوپت وید مزاری باغ:۔ منشی تیرتھ رام صاحب کے ترجمہ کی خوبی تعریف سے بالاتر ہے۔ واقعات کی تصویر اس عمدگی سے کھینچتے ہیں کہ صحیح نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ واہ خوب یہ کمال تو دکھلائے کے

اسرار و سراغرسانی کے حیرت خیز ناول

ان میں سے جو آپ نے نہیں دیکھے اب ملاحظہ فرمایئے

خونی تحریر - اپنے ڈھنگ کا نیا اور نرالا نہایت ہی دلچسپ جاسوسی ناول - ایک نوجوان کا نہایت پراسرار طریقہ سے قتل ہونا اور ارتکاب جرم کا الزام اس کی حسین بی بی پر لگایا جانا مقتول کی سالی کی عقل اور دانشمندی - ایک ڈاکٹر کی عزیزی امداد انتھک محنت کے باعث بیوہ کی پیشانی سے بدنامی کا دھبا مٹایا جاتا ہے - حسن و عشق کے نظارے اور ہجر و وصال کی داستان بڑے دلاویز پیرائے میں بیان کی گئی ہے - قیمت عمر

گہرا راز - فن سراغرسانی کا دلکش ناول جو رنگا رنگ تصویروں سے مزین ہو کر شائع ہوا ہے پیاری زبان - دلکش انداز بیان - دلچسپ پلاٹ اور لاجواب کیرکٹر اس ناول کی جان ہیں انگلستان کے ایک مشہور و معروف اور ہر دلعزیز ڈاکٹر کی ستم آرائیاں قابل ملاحظہ ہیں - اس ڈاکٹر نے اپنی بہن کا مال لوٹنے کی خاطر ایک خاندان کا خاندان موت کے گھاٹ اتار دیا تھا - اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی - آخر ایک نوجوان لڑکے نے ایک بے گناہ اور حسین دوشیزہ کی پاک محبت سے متاثر ہو کر اس کی تمام مکاریوں کا راز طشت ازبام کر دیا - اور اسے اس دنیا سے رخصت ہونے کے لئے مجبور کیا - قیمت عہ

سراب زندگی - پراسرار ناول نویسی کے بادشاہ ولیم لیکیو کے زبردست ناول "دا ملز آف دی رلگ" کا ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے اتنا عجیب ناول بہت کم آپ کی نظروں سے گزرا ہوگا - ایک نابینا آدمی کے روبرو قتل کی ایک ہولناک واردات ہوتی ہے - جس کا سراغ تلاش کرتے ہوئے وہ خود کئی مصیبتوں میں مبتلا ہوتا ہے - قصہ کی دلچسپی آغاز داستان سے شروع ہو کر دم آخر تک برابر قائم رہتی ہے - اور سارے واقعات سینما کی تیز رفتاری کے ساتھ ظہور میں آتے ہیں ۲۱۹ صفحے قیمت ۱۲؍

ہم سے طلب کرو

کملا بائی ۔ جنوبی ہند کے ایک مندر کے دیوتا کی آنکھ کی چوری کا واقعہ اور اس کے حاصل کنندہ کا قتل ۔ مقتول کے نوکر کا اس آنکھ کو ناجائز دباؤ سے حاصل کرنا ۔ قتل کا شبہ ایک خاتون پر ہونا ۔ خاتون کی گرفتاری اور مقدمہ ۔ انگلستان کے مشہور سراغرساں مسٹر بلیک اور اس کے شاگرد کی ہوشیاری و عرق ریزی ۔ ملزم کی گرفتاری اور فرار وغیرہ وغیرہ واقعات اس قدر دلچسپ اور نرالے ڈھنگ میں بیان کئے گئے ہیں ۔ کہ آپ پڑھتے پڑھتے تصویر حیرت بن جائینگے قیمت ایک روپیہ (عہ)

روحوں کا اخراج مابرٹ ہیچنز اور لارڈ فریڈرک ملٹن کے مشترکہ افسانہ لسے ٹربیوٹ آف سولز کا ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے ۔ یہ ایک حیرت انگیز قصہ ہے جس میں مصنفوں کی رنگین بیانی نے ایک خاص ہی شان پیدا کر دی ہے ۔ ایک شخص تین روحوں کا اخراج دیکر طاقت و عظمت حاصل کرتا ہے ۔ مگر اس کا انجام غائت درجہ عبرتناک ہے اس طرز پر اس پایہ کا کوئی ناول آپ کی نظر سے نہ گذرا ہوگا ۔ قیمت ۱۰ر

آتشی کتا ۔ سرآرتھر کانن ڈائل کے بےنظیر ناول دی ہونڈ آف دی باسکرویلز کا ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے ۔ دنیا بھر کے نامی سراغرسانوں میں جو شہرت جاسوس کے سرتاج شرلک ہومز کو حاصل ہے ۔ وہ محتاج بیان نہیں ۔ اس عجیب و غریب ناول میں اسی کا حیرت خیز کارنامہ دکھایا گیا ہے ۔ خوفناک آتشی کتے کا راز جس کے منہ ناک اور آنکھوں سے دوزخی آگ کے شعلے نکلتے تھے ۔ اور جو خاندان باسکرویل کا جانی دشمن تھا ۔ دیکھئے سے تعلق رکھتا ہے شرلک ہومز کے بعض کارنامے اس سے پہلے ناول خونی ہیرا ۔ خونی چراغ وغیرہ کی صورت میں آپ کی نظروں سے گذرے ہونگے ۔ مگر یہ اس کا سب سے زبردست معرکہ ہے ۔ جاسوسی ناولوں میں ایسا عجیب ۔ پُر اسرار و حیرت افزا ناول بہت ہی کم آپ کی نظروں سے گذرا ہوگا ۔ ۱۶۱ صفحے ۔ قیمت ۶

مایا ۔ یہ ناول جاسوسی سمر ہالی ہے جاسوس ملزم کو گرفتار کرتے کرتے خود ہی زندان بلا میں ھم سے طلب کرو

پھنس جاتا ہے۔ دونوں کا بڑا زبردست مقابلہ ہوتا ہے۔ آخر وہ اسے نیچا دکھا کر کامیاب واپس آتا ہے۔ وہ مشکل لڑکیوں کا معمہ آخری صفحہ پر ہی جا کر کھلتا ہے۔ ایک بار کتاب کو شروع کریجئے۔ چھوڑنے کو طبیعت نہ چاہے گی۔ قیمت ۸ ر

سنہری بچھو۔ نامی ناولسٹ سیکس رہمر کے زبردست افسانہ "دی گولڈن سکارپین" کا ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے۔ اتنا عجیب حیرت خیز کہ پڑھنے والا انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔ ایک غیر معمولی دماغ دنیا کے موجودہ انتظام کو ناقص سمجھ کر اپنے خیال کے مطابق عالمگیر انقلاب پیدا کرنا چاہتا ہے جس کے سلسلہ میں یورپ کے سربرآوردہ عالموں سیاستدانوں اور فوجی افسروں کی موتیں نہایت پراسرار حالات میں واقع ہوتی ہیں انگلستان کی خفیہ پولیس کا انسپکٹر ڈنبر اور فرانس کی خفیہ پولیس کا نامی افسر گیسٹن میکس اس تحقیقات کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں۔ ضمناً ایک پری جمال حسینہ کا افسانہ محبت قصہ کی دلچسپی کو اتنا بڑھاتا ہے کہ ختم کئے بغیر چین نہیں آتا۔ ۲۰۰ صفحے قیمت ۱۲

نگے سیتارے۔ مصر کے ریگستانی پراسرار تہ خانوں اور وہاں کے چند بدمعاشوں کی ایک خفیہ جماعت کے شیطانی کارناموں کا نقشہ کچھ اس خوبی سے کھینچا گیا ہے کہ ناظرین تحسین و آفرین کئے بغیر نہ رہ سکیں گے۔ قیمت ۱۰ ر

محبت کا قیدی۔ فرانس کا نامی چور آرسین لوپن اپنے دلربا کو اپنی طاقتوں کے وہ عجیب و غریب کرشمے دکھاتا ہے کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اور ہوشیار سے ہوشیار آدمی بھی چونک اٹھتا ہے۔ آرسین لوپن یکے بعد دیگرے تفریحی طور پر سات مہمیں سر کرتا ہے۔ ہر ایک مہم کسی نہایت دلچسپ جاسوسی ناول سے کم نہیں قیمت ۱۲

ڈاکٹر نکولا۔ مشہور افسانہ نگار گئی بوتھبی کے ناول "اے بڈ فار فورچون" کا ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے۔ بڑا ہی عجیب اور پراسرار ناول ہے۔ دنیا کا سب سے مشہور جادوگر ڈاکٹر نکولا ایک خاص مطلب کے لئے وہ پراسرار چھڑی جو ایک خستہ حال انگریز نے مرتے

ہم سے طلب کرو

وقت آسٹریلیا کے وزیر نوآبادیات آنریبل مسٹر ویڈرل کو دی تھی۔ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور وہ جب نہیں دیتا تو اس کے لیے ایک ایسی ہولناک سازش عمل میں لاتا ہے جس کے نتائج و عواقب دیکھ کر روح کانپ جاتی ہے۔ آسٹریلیا کی خفیہ پولیس کا انسپکٹر مرڈکن دریائی پولیس کی مدد سے نکولا کی گرفتاری کے لیے لاکھ کوشش کرتا ہے۔ مگر وہ عین موقعہ پر ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ مسٹر ویڈرل کی ضد نے ان کی حسین و مہ جبین دختر فلس کے لیے جن مشکلات کا سامنا پیدا کیا۔ وہ صرف دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ ۲۲۴ صفحے قیمت عہ

شریف قاتل - بالکل نیا اور انوکھا ناول جس میں حسن و عشق کے کارنامے۔ ہجر و فراق کے افسانے۔ چالاکی اور عیاری کے نمونے۔ یورپ کے قمار خانہ مانٹی کارلو کے اسرار۔ سکہ سازوں کی کارستانیاں اور سراغرسانوں کی عیاریاں۔ رنج و غم کے جگر خراش مناظر۔ وصل و نکاح کے دل خوش کن نظارے۔ نہایت ہی دلآویز اور دلچسپ پیرائے میں بیان کیے گئے ہیں۔ قیمت ۸

چیلا - بابو کشوری لال گوسوامی کے مشہور و معروف جاسوسی ناول کا جوہر لطیف۔ ایک رئیس زادہ کی تمام عیاریوں اور سحر کاریوں کا خاتمہ ایک بے کس اور غریب لڑکی کے ہاتھ سے ہوتا ہے۔ ایک ہی وقت میں ایک ہی محلہ میں دو خون ہو جاتے ہیں۔ پولیس تحقیقات کرتی ہے لیکن سراغ نہیں ملتا۔ آخر ایک ڈاکٹری کا طالب علم اپنی عقل و دانش کے زور سے تمام خفیہ رازوں کا انکشاف کرتا ہے۔ اور وہ رئیس زادہ ایک رنڈی کے ہاتھ سے مارا جاتا ہے۔ مفلسی اور قلاشی کا نقشہ نہایت ہی مؤثر الفاظ میں کھینچا گیا ہے۔ سرورق پہ نہایت ہی دلکش رنگین تصویر دی گئی ہے۔ قیمت عہ

ٹیڑھی کھیر - لندن کے جاسوسی دماغ کا بالکل نیا اور حیرت انگیز ناول جس کا پلاٹ اس قدر پیچدار اور دلچسپ ہے کہ ہر دم پڑھنے کو دل چاہتا ہے۔ جدت آفرینی میں مصنف نے کمال کر دیا ہے۔ انگلستان کی نئی اور پرانی تہذیب کا نقشہ لفظوں کے لباس میں کچھ اس انداز سے کھینچا گیا ہے کہ تمام واقعات آنکھوں کے سامنے پھر جاتے ہیں۔ رئیسوں اور ہیروں کی کارگزاریاں

ہم سے طلب کرو

عیاروں کی عیاریاں ۔ ڈاکوؤں کی کرشمہ سازیاں ۔ سراغرسانوں کی محو حیرت کر دینے والی چالیں جن کا عشر عشیر بھی ہندوستان میں نظر نہیں آتا ۔ نہایت ہی خوش اسلوبی سے بیان کی گئی ہیں ۔

منزل مقصود ۔ پراسرار ناول نویسی کے بادشاہ زمانہ حال کے رینالڈس ولیم لکیو کے بے نظیر حیرت انگیز ناول "مشڈاپ" کا ترجمہ از منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری ۔ یہ ناول اردو میں ایک بالکل ہی نئی چیز ہے ۔ اور ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ ایسا پراسرار ناول جس کے ہر باب میں نیا راز نمودار ہوتا ہے ۔ ہرگز آپ کی نظر سے نہیں گذرا ہوگا ۔ حجم ۲۰۵ صفحے قیمت عہ

جانباز حسینہ ۔ ایک دلکش جاسوسی ناول جس میں ایک کمزور ہندوستانی لڑکی اپنے ذہن رسا اور ہمت و استقلال سے بدمعاشوں کا کھوج لگاتی ہے ۔ اس ناول کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ ہمارے ملک کی عورتیں اپنی موجودہ پست حالی میں بھی کس بلا کا عزم و استقلال رکھتی ہیں ۔ اور کیسے کارنامے نمایاں کر کے دکھا سکتی ہیں ۱۸۳ صفحے ۔ قیمت عمر

شریف بدمعاش ۔ مارس لیبلانک کے ناول کنفشنز آف آرسین لوپن کا اردو ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے ۔ جس میں فرانس کے نامی چور آرسین لوپن کی حیرت انگیز عیاریوں کا ذکر دلکش پیرایہ میں کیا گیا ہے ۔ جس طریق پر اس شخص نے پبلک کی آنکھوں میں خاک جھونکی ۔ فرانسیسی پولیس کے اعلیٰ اکارکنوں کو اُلّو بنایا ۔ عظیم خطرات کا مقابلہ کیا ۔ اور ہر بار بال بال بچتا رہا ۔ اس کا ذکر خود اس کی زبان سے ۔ قیمت ۱۰؍

چلتا پرزہ ۔ مارس لیبلانک کے ناول کنفشنز آف آرسین لوپن کے آخری حصے کا ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب کے قلم سے ۔ یہ ناول بھی فرانس کے نامی چور آرسین لوپن کے بعض زبردست کارناموں پر مشتمل ہے ۔ جن لوگوں نے اس شخص کے سابقہ معرکوں کو پڑھا ہے ۔ وہ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ یہ ناول کس پایہ کا ہے ضخامت ۵۶ صفحے قیمت صرف ۸؍

ہم سے طلب کرو

خونی طوفان ۔ غدر کے مشہور باغی نانا صاحب اور ایک فرانسیسی بدمعاش ڈاکو کی حیرت انگیز سازشوں کا ایک پنجابی جاسوس کی زبانی انکشاف کرایا گیا ہے ۔ اور دکھایا ہے کہ نانا صاحب کس طرح اس بدمعاش ڈاکو کا دست راست بن کر کٹھ پتلی کی طرح ناچ رہا تھا ۔ اور کس طرح تانتیا ٹوپی نے خالص وطن پرستی کے جذبہ سے متاثر ہو کر اسے ان بدمعاشوں کے پنجے سے نکالنا چاہا ۔ اور کس طرح نانا صاحب کی دختر نیک اختر نے پنجابی جاسوس اور ایک انگریز لڑکی اور اس کے عاشق ایک انگریز کی جان بچائی ۔ جو ان روسی بدمعاشوں کے جال میں پھنس گئے تھے ۔ قیمت عہ ر

نقلی نواب ۔ آرسین لوپن کے متعلق بالکل نیا اور نہایت دلکش ناول ۔ لوپن کا سب سے بہادرانہ اور حیرت خیز کارنامہ آرسین لوپن کا ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے ۔ ضخامت ۲۳۴ صفحات قیمت عہ

قاتل کون ہے؟ نہایت ہی دلکش اور دلچسپ جاسوسی ناول بنگال کے مشہور و معروف ناول نویس بابو پنچکوڑی دے کے زور قلم کا کرشمہ ۔ اس میں ایک پُر اسرار قتل کی تفتیش اور تحقیقات کا حال ایسے سنسنی خیز طریقہ پر درج ہے کہ صفحہ صفحہ پر پڑھنے والوں کے دل میں یہ سوال پیدا ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ قاتل کون ہے ۔ لیکن لطف یہ کہ اس سوال کا صحیح جواب آخری صفحہ تک بھی نہیں ملتا ۔ اور جب ملتا ہے تو ایسا کہ پڑھنے والا ششدر و حیران رہ جاتا ہے ۔ قیمت ۵ ر

لاکھ روپیہ ۔ یہ ناول بھی بابو پنچکوڑی دے کے ہی زور قلم کا نتیجہ ہے ۔ اس میں ایک لاکھ روپیہ کے گرانبہا ورثہ کے حاصل کرنے کے متعلق کئی اشخاص کی مجرمانہ کوششوں اور آخر کار انہی کوششوں میں ایک کے اندر اپنی جان شیریں تک ضائع کرنے کی پُر درد اور پُر لطف داستان ہے جو کہ از حد سبق آموز و عبرت خیز ہے ۔

ہم سے طلب کرو